اور پھر یوں ہوا

رخشندہ کوکب

''تم جانتی ہو کہ بابر کیسا لڑکا ہے؟''

''ہاں کیوں نہیں......میرا کلاس فیلو ہے......چار سال سے میرے ساتھ پڑھ رہا ہے۔''

''کلاس فیلو ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ تم اس کے متعلق سب کچھ جانتی ہو۔''

''کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ ہم کسی کے بارے میں مکمل طور کر جانتے ہیں، اور تو اور جس کے ساتھ ہم ساری زندگی گزار دیتے ہیں ہم اس کو نہیں جان سکتے......ہم مکمل طور پر کسی کو نہیں جان سکتے، انسان کئی لبادوں میں چھپا ہوتا ہے۔ مشکل ہے کسی کو مکمل طور پر جاننا......لیکن میں بابر کو اچھی طرح سمجھنے لگ گئی ہوں مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟''

''وہ تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔''

''مجھے دھوکہ دے کر......اسے کیا فائدہ ہوگا؟''

''یہ تو وقت ہی بتائے گا......مگر تم ہوشیار رہو۔''

''یار! میرے پاس کون سا کوئی راز چھپا ہے جو وہ جاننا چاہتا ہوگا۔''

''ایک غریب آدمی کسی راز کے چکر میں نہیں، پیسوں کے چکر میں ہوتا ہے......ممکن ہے تمہارے والد کی دولت کے چکر میں ہو۔''

''پھر وہ والد کے پیچھے جائے میرے پیچھے کیوں پڑا ہوا ہے؟''

''تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتی تو تمہاری عقل پر صرف ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔''

''تم اس سے جیلس ہو؟''

''اگر تمہیں میری جیلسی نظر آ گئی ہے تو پھر کوئی وجہ بھی ہوگی۔''

''ظاہر ہے میری نظر کرم اس پر ہے تم پر نہیں ہے......اس لیے تم جیلس ہو رہے ہو۔''

''کوئی اور وجہ بتاؤ، اس سے بات نہیں بنی......وجہ معقول ہونی چاہیے۔''

''تم غور کرو تو وجہ بہت معقول ہے......تم میرے کزن ہو......ہمارے دادا، دادی نے دنیا سے رخصت ہونے سے قبل ہماری بات پکی کر دی تھی......اس وقت سارا خاندان موجود تھا اور تم سدا کے روایت پرست......ہوش سنبھالنے کے باوجود تم نے اس رشتے سے انکار نہیں کیا جب کہ میں انکار کر چکی ہوں اور جب مجھے بابر پسند آیا تو میں نے سب کے سامنے اظہار بھی کر دیا......لہٰذا تمہاری جیلسی بنتی ہے......اور اسی لیے تم اس میں کیڑے نکال رہے ہو۔''

''جب تمہیں اس کی اصلیت کا پتہ چلے گا تو وقت تمہارے ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔''

''مجھ جیسی خوبصورت، امیر لڑکی کے ہاتھوں سے وقت کبھی نہیں نکلتا......بابر نہیں تو تم جیسے کئی کزن لائن میں کھڑے ہیں۔''

''خوابوں کی دنیا میں رہنا چھوڑ دو......میرے علاوہ کوئی تمہیں نہیں پوچھے گا......کیوں کہ سارا خاندان جانتا ہے کہ تم مجھ سے منسوب ہو۔''

''ہمارے خاندان سے باہر بھی ایک دنیا آباد ہے......بابر نہیں تو کوئی اور سہی۔''

''مجھ میں کیا برائی ہے......؟''

''کوئی برائی نہیں ہے......مگر میرا دل تمہاری طرف آتا ہی نہیں ہے۔''

''تم مجھے پسند ہو اس لیے تمہیں روکتا ہوں، میں تمہیں غلط راستے پر چلنے نہیں دوں گا۔''

''مجھے گرنے سے ڈر نہیں لگتا......اگر میں غلط راستے پر چل رہی ہوں تو سزا بھی مجھے ہی ملے گی۔''

''یہی تو دکھ ہے کہ سزا تمہیں ملے گی اور تکلیف مجھے ہوگی۔''

''یہ مجنوں ٹائپ لوگ مجھے ہضم نہیں ہوتے۔''

''تمہیں تو دھوکے باز لوگ پسند ہیں......ڈرو اس دن سے جب مجھ جیسے مخلص لوگ تمہاری زندگی سے نکل جائیں گے اور تم اکیلی رہ جاؤ گی......پھر مجھے تلاش کرتی پھرو گی......تب میں راستے بدل چکا ہوں گا۔''

''گویا تم یہ کہہ رہے ہو کہ وقت کے ساتھ محبت بدل جاتی ہے......تم اور تمہاری محبت بھی بدل جائے گی؟''

''محبت بدلتی نہیں ہے مگر حالات راستے بدل دیتے ہیں......زندگی ساکن نہیں ہے، مسلسل حرکت میں ہے، میرا دل نہ بھی بدلے مگر آس پاس بہت کچھ بدل جاتا ہے اور پھر زندگی کی ترجیحات بھی بدل جاتی ہیں......آج جو چیز سب سے اہم ہے وہ کل نہیں ہوگی اس کی جگہ کچھ اور اہم ہو جاتا ہے۔''

''دیکھو میں اتنا جانتی ہوں کہ آج کا دن بہت خوبصورت ہے.....کل کس نے دیکھا ہے...... مجھے اپنے طریقے سے سمجھنے دو......زندگی ایک بار ہی ملتی ہے اس لیے مجھے اپنے طریقے سے جینے دو...... مجھے لیکچر دینے والے لوگ بہت برے لگتے ہیں......میرے کزن ہی رہو استاد یا والد بننے کی کوشش نہ کرو......تم جانتے ہو میں کسی کی نہیں سنتی۔''

''سننا تو پڑے گا......''

''جب سننے کا وقت آئے گا تو سن بھی لوں گی۔''

''میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ بڑے ابو سے بات ضرور کروں گا۔''

''اگر ایسا کرو گے تو تم مجھے اور بھی برے لگو گے، بات بھی کرنا بند کر دوں گی......اسی اثناء میں اسے بابر اپنی طرف آتا دکھائی دیا تو وہ اس کی طرف مڑ گئی۔

....

''لیٹ کیوں ہوئے ہو؟''

''ناشتہ بنانا آسان نہیں ہوتا اور مجھے بھوک بھی بہت لگتی ہے......خالی پیٹ یونی ورسٹی آیا نہیں جاتا اور یہاں آ کر سوکھی باسی بریڈ، کالی سیاہ چائے کے ساتھ کھانا بہت مشکل ہے......میں دن کا آغاز اچھے ناشتے سے کرنا چاہتا ہوں۔''

''کیسے بور شخص ہو......صبح صبح ناشتے کی بات......صبح صبح تو رومانٹک آواز کانوں میں پڑنی چاہیے......آنکھ فون کال سے کھلنی چاہیے۔''

''یہ چونچلے آپ جیسے امیر لوگ افورڈ کر سکتے ہیں......ہم نہیں۔''

''اس میں کیا مشکل ہے تم صبح صبح مجھے فون کرو، ہم باتیں کریں......اور پھر تم جیسی بھاری اور خمار آلود آواز ہو تو کیا کہنا۔''

''محترمہ! مجھے اور بھی بہت سے کام ہوتے ہیں۔''

''تم مجھے فون کیا کرو، یا میں تمہیں کروں......رومانٹک باتیں کیا کریں گے۔''

''آئیڈیا اچھا ہے......آج ہی چند رومانٹک اور خمار بھرے جملے ریکارڈ کر کے بھیج دوں گا، جب جی چاہے سن لینا۔''

''میں سچ مچ کی آواز سننا چاہتی ہوں، ریکارڈنگ نہیں اور آواز بھی تمہاری ہونی چاہیے۔''

''مگر میں تو ریکارڈنگ سے ہی گزارہ کر لوں گا۔کسی خوبصورت لڑکی کی آواز میں ریکارڈ کر کے فون میں بیل کی جگہ فیڈ

کردوں گا،سب سے پہلے صبح یہی سنوں گا،سارا دن اچھا گزرے گا۔''

''تم مجھے سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔''

''یہ فرصت اور آسائش کے کام ہیں، مجھے تو ناشتہ بھی خود بنانا ہوتا ہے......تمہیں ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ ملتا ہے اورنج جوس یا بنانا ملک شیک کے ساتھ......جو تم سوچتی ہو وہ تمہارے سامنے آجاتا ہے......اور ہم نے اپنے محدود بجٹ میں خود ناشتہ بنانا ہوتا ہے......ہم تو سوچتے ہی رہتے ہیں کہ کم پیسوں میں کیا اچھا خریدا جاسکتا ہے۔''

''ہر وقت اپنی غربت کا رونا مت رویا کرو، اب تمہاری ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے......تمہارے کھانے پینے سے لے کر تمہارے کپڑوں تک کا خیال رکھتی ہوں۔''

''یہ تمہاری مہربانی ہے کہ مجھے اب کھانے کو وہ سب مل رہا ہے جس کا میں صرف تصور ہی کرسکتا تھا......تمہارا دیا ہوا ہے، خاص کر یہ برانڈڈ کپڑے۔''

''ساری باتیں چھوڑو......تم جیسے ہینڈسم لڑکے کو ایسے ڈریس سجتے ہیں......تم کیا جانو جب سب لڑکے تمہیں حسرت سے دیکھتے ہیں تو میں کتنی خوش ہوتی ہوں۔''

''اور لڑکیاں......؟''

''کوئی لڑکی دیکھ کر تو دکھائے......آنکھیں نکال کر ہاتھ پر رکھ دوں گی......تمہیں دیکھنے کا حق صرف مجھے ہے۔''

''ایسے خواب مت دیکھا کرو جس کی تعبیر ممکن نہ ہو...... جب خواب ٹوٹتے ہیں تو دل پر کیا گزرتی ہے، کسی غریب سے پوچھو۔''

''میرے خواب کبھی نہیں ٹوٹے اور نہ ٹوٹیں گے...... مجھے خوابوں کو حقیقت بنانا آتا ہے۔''

''ابھی والد کی دولت پر عیش کررہی ہو جب والد کے حکم کے خلاف جاؤ گی تو سب کچھ چھن جائے گا......اور چھن جانے کا غم تم سے برداشت نہیں ہوگا۔''

''مجھ سے کچھ نہیں چھنے گا......ہم پہلے ڈگری لیں گے، نوکری کریں گے پھر شادی کریں گے......دونوں کی تنخواہ سے اچھی زندگی گزر جائے گی......ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔''

''خدا کا خوف کرو یار......مجھ پر محبت کا الزام نہ لگاؤ، غریبوں پر محبت کا کوئی حق نہیں ہے...... سمجھو اس کے اندر محبت کا جذبہ ہوتا ہی نہیں ہے......اس کی زندگی اتنے مسائل میں گھری ہوتی ہے کہ وہ محبت جیسے حسین جذبے کے لیے وقت

نہیں نکال سکتا۔''

''میرے ہوتے ہوئے تمہارے مسائل میرے ہیں۔''

''پلیز! میرے بارے میں اتنا سنجیدہ نہ ہو جاؤ کہ والدین نہ مانیں تو ان کے سامنے ڈٹ جاؤ...... میں مقابلہ نہیں کر سکتا، خاص کر تمہارے والد کا، مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں ان کا سامنا کر سکوں۔''

''میں پہلے گھر میں بات کروں گی، معاملات سلجھاؤں گی، پھر والدین کو منا کر تمہیں ملواؤں گی۔''

''اگر وہ نہ مانے تو؟''

''میں اپنے والدین کو اچھی طرح جانتی ہوں، والدین دوست ہوتے ہیں دشمن نہیں..... تم کیوں اتنا پریشان ہوتے ہو...... میں انہیں منا لوں گی وہ زیادہ دیر تک انکار نہیں کر سکیں گے۔''

''اور فارس کا کیا بنے گا؟''

''یہ بھی کوئی مسئلہ ہے میں نے اپنی دوست درخشاں اس کے پیچھے لگا دی ہے وہ اسے پسند کرتی ہے اور امیر خاندان کی بہت حسین لڑکی ہے، وہ اسے آسانی سے سنبھال لے گی...... دونوں خاندان ہم پلہ بھی ہیں کوئی بڑا ایشو نہیں بنے گا۔''

''تم کتنی چالاک ہو...... آنے والے تمام حالات پر تمہاری نظر ہے...... اور انھیں کیسے حل کرنا ہے اس کا ہوم ورک بھی کیا ہوا ہے۔''

''یہ امیر لوگ ایسے ہی دولت مند نہیں رہتے، اپنے بزنس کے لیے بہترین ایڈوائزرز تلاش کرتے ہیں، وقت سے پہلے پلاننگ کرتے ہیں، وقت سے پہلے سوچنے والے ناممکن کو ممکن بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔''

''پھر یہ امیر لوگ جب اقتدار میں آتے ہیں تو ملک ترقی کیوں نہیں کرتا...... ان کے بزنس کی طرح ملک میں خوشحالی کیوں نہیں آتی؟''

''یہ کون سی مشکل بات ہے جو سمجھ نہ آئے...... حکمران طبقہ جانتا ہے کہ اہل لوگ ان کو آسانی سے حکومت نہیں کرنے دیں گے، ان کی کرپشن پر نظر رکھیں گے، اس لیے وہ چن چن کر نا اہل لوگوں کو اداروں کے سربراہ لگاتے ہیں...... ہمارے ملک کی بھی یہی کہانی ہے کہ ڈکٹیٹرشپ ہو یا جمہوریت...... ملک کے اداروں کے سربراہ نا اہل لوگوں کو لگایا جاتا ہے...... اہل اقتدار اداروں کو مضبوط نہیں ہونے دیتے اگر ادارے مضبوط ہو جائیں تو وہ کرپشن کیسے کریں گے، اس لیے یہ اداروں کو کمزور کرتے ہیں۔''

''اب تم کہتی ہو کہ میں محبت کے متعلق کیوں نہیں سوچتا.....ہم جیسے غریب لوگ تو یہی سوچتے رہ جاتے ہیں کہ ملک کے حالات کب بہتر ہوں گے اور کب ہم جیسے لوگوں کو میرٹ پر نوکریاں ملیں گی۔''

''سوچنا چھوڑ دو تمہیں نوکری بھی مل جائے اور تمہارے حالات بھی بہتر ہو جائیں گے۔''

''جب ہوں گے تو محبت بھی کر لوں گا۔''

''تمہاری ادا ہی الگ ہے۔''

''تم اسے ادا سمجھ رہی ہو.....مجھ سمیت ہر غریب پاکستانی کا سب سے بڑا یہی مسئلہ ہے، دو وقت کی روٹی کا مسئلہ حل ہو جائے تو بندہ کچھ اور سوچے، غریب کے دل میں محبت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔''

''چلو کلاس میں چلتے ہیں، ملک کے حالات پر کل روشنی ڈالیں گے۔'' سامعہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

....

''مشتاق صاحب! آپ نے اس لڑکے کے متعلق پتہ کرایا ہے کہ کون ہے وہ، کہاں سے آیا ہے کس خاندان سے اس کا تعلق ہے، وہ بے بی کے ساتھ کیوں نظر آ رہا ہے.....اور فارس کے ہوتے ہوئے وہ بے بی کے دوستوں میں کیسے شامل ہو گیا ہے؟''

''سر! میں نے سب پتہ کرا لیا ہے.....اس کا نام بابر ہے، کسی بڑے خاندان سے تعلق نہیں ہے، یتیم بچہ ہے، کسی چھپر ہوٹل میں اس کا بچپن گزرا ہے کچھ عرصہ تو یتیم خانے میں بھی رہا ہے مگر لڑکا بہت محنتی ہے۔''

''اس بڑی اور مہنگی یونی ورسٹی تک کیسے پہنچا.....سوچنے کی بات ہے؟''

''سر اس کی تمام تعلیم سرکاری سکولوں کی ہے.....وہ یونیورسٹی میں سکالرشپ لے کر آیا ہے.....سر آپ جانتے ہیں کہ ایسے ذہین سٹوڈنٹس کی وجہ سے یونی ورسٹی کا معیار قائم رہتا ہے، اس لیے یونی ورسٹی ایسے بچوں کو ایڈمیشن دیتی ہے کہ یونی ورسٹی کا نام روشن ہو۔''

'گویا تم یہ کہہ رہے ہو کہ وہ کام کا لڑکا ہے، کوئی آوارہ ٹائپ نہیں ہے.....اس سے کام لیا جا سکتا ہے۔''

''سر! وہ لڑکا تو کام کا ہے لیکن ہماری بے بی کے لیے مناسب نہیں ہے، وہ ہماری دوبئی والی کمپنی کے لیے تو ٹھیک ہے مگر آپ کے خاندان میں اس کے ساتھ رشتے داری نہیں ہو سکتی.....آپ اس کی تنخواہ لاکھوں میں بھی کر دیں مگر جو خاندان کا وقار، رکھ رکھاؤ اور اصول ہوتے ہیں وہ کبھی نہیں سمجھ سکے گا، خاندان میں حادثاتی طور پر شامل ہونے والے

لوگ خاندان کا حصہ بن کر بھی احساسِ کمتری میں مبتلا رہتے ہیں؛ان کے اندر سے غربت کا احساس نہیں جاتا، وہ خاندان کے وقار کا پاس نہیں کر سکتے' ایسے لوگ اپنی اصلیت نہیں بھول سکتے ......کہیں نہ کہیں دکھا ہی دیتے ہیں، شادی بیاہ، رشتے ناتے ہمیشہ اپنے برابر کے لوگوں میں کرنے چاہئیں۔''

''گویا تم کہنا چاہ رہے ہو کہ اسے بے بی کی زندگی سے نکل جانا چاہیے......ورنہ وہ مشکل بھی پیدا کر سکتا ہے۔''

''مشکل ......نہیں مشکل تو پیدا نہیں کر سکتا، وہ اس قابل نہیں ہے کہ ہمارے لیے کوئی مشکل پیدا کرے، مگر ہمیں ضرورت کیا ہے کہ ہم اسے راستے کی دیوار سمجھیں۔''

''گویا تم کہہ رہے ہو کہ وہ چند لاکھ کی مار ہے۔''

''میں نے اندازہ تو یہی لگایا ہے کہ چند لاکھ لے کر ادھر ادھر ہو جائے گا......اس نے تو کبھی ایک لاکھ بھی اکٹھے نہیں دیکھے ہوں گے۔''

''ٹھیک ہے، کوئی زبردستی نہیں ہونی چاہیے......تم جانتے ہو کہ ہم غیر قانونی کام نہیں کرتے اور نہ کسی ضرورت مند کی بددعائیں لیتے ہیں، ہم اپنی دولت اور عزت کو خدا کی دین سمجھتے ہیں۔''

''سر مجھ سے زیادہ آپ کے خاندان کو کون جانتا ہوگا......ایک مشورہ ہے آپ کی اجازت سے کہنا چاہتا ہوں۔''

''مشتاق صاحب آپ کو کب سے اجازت کی ضرورت محسوس ہونے لگی؟''

''سر! جتنی جلدی ہوسکیں بے بی کی شادی فارس صاحب سے کر دیں......گھر داری کی ذمہ داری میں سب کچھ بھول جاتا ہے بے بی بھی بھول جائے گی۔''

''گڈ آئیڈیا! میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔''

''یہی وقت کا تقاضا ہے اور میں بابر والا معاملا سلجھا لوں گا۔''

''کتنا وقت لگے گا؟''

''یہی کوئی ہفتہ دس دن......معاملہ ابھی زیادہ سنجیدہ نہیں ہوا، اس لیے آسانی سے اور جلدی سلجھ جائے گا۔''

''رازداری پہلی شرط ہے۔''

''سر! میں جانتا ہوں آپ یوں سمجھ لیں کہ ہم دونوں بابر نام کے کسی لڑکے سے واقف ہی نہیں ہیں۔''

''ویری گڈ!''

''اجازت چاہوں گا۔''

''خدا حافظ!''

....

''یہ تمہارے نوٹس اور اب ان پر نظر ضرور ڈال لینا...... مجھے اچھا نہیں لگتا کہ کہ تم ہر بار ٹیسٹ میں فیل ہو جاؤ...... یار اتنا تو پڑھ لیا کرو کہ پاس ہو جاؤ......''

''میرا دل پڑھائی میں نہیں لگتا۔''

''کہاں لگتا ہے......ایک سیٹ پر تم نے قبضہ کیا ہوا ہے، کسی مستحق سٹوڈنٹ کو یہ سیٹ مل جاتی تو اس کا بھلا ہو جاتا...... تم نہیں سمجھ سکو گی کہ کسی غریب خاندان کے بچے کے لیے اس سیٹ کی کیا اہمیت ہے، خاندان سے ایک بچہ بھی پڑھ لکھ کر کسی اچھی جگہ پہنچ جائے تو ان کی قسمت بدل جاتی ہے......اس خاندان کی نسلیں سنور جاتی ہیں۔''

''نو لیکچر......میں یونیورسٹی تم سے ملنے آتی ہوں، لیکچر سننے نہیں...... مجھے تم سے باتیں کرنا بہت اچھا لگتا ہے......''

''عجیب لڑکی ہو......ہم جیسے تو اپنا مستقل سنوارنے آتے ہیں کہ ڈگری لے کر اچھی جگہ نوکری کریں گے۔''

''اور بھی غم ہیں دنیا میں نوکری کے سوا......''

''امیر لوگوں کے غم بھی رومانٹک ہوتے ہیں......جیسے جو سوٹ اس نے پہنا ہو وہ کسی اور کو پہنا دیکھ کر دونوں کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے اور اگلے دن ملازمہ کو دے دیا جاتا ہے...... یونی ورسٹی میں فیشن کے طور پر ایڈمیشن لیتے ہیں......وقت گزاری کے لیے لاکھوں روپیہ برباد کر دیتے ہیں۔''

''ہماری ہی ڈونیشن سے یہ یونی ورسٹیاں قائم رہتی ہیں ورنہ ایسے مہنگے اداروں کے اخراجات تنہا حکومت برداشت نہیں کر سکتی۔''

''میں تمہیں سمجھا رہا تھا کہ تمہیں بنے بنائے نوٹس مل جاتے ہیں، تم نے صرف انھیں پڑھنا ہوتا ہے اگر ایک بار ہی پڑھ لو تو کچھ نہ کچھ تمہارے ذہن میں بیٹھ جائے گا......تم ٹیسٹ میں اتنا تو لکھ لو گی کہ پاس ہو جاؤ۔''

''اب اتنا بھی شرمندہ نہ کرو...... پڑھ لوں گی، اس بار اچھے نمبر لوں گی۔''

''مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آتی......فارس پڑھائی میں کتنا اچھا ہے......لیکچر بھی تیار کر کے آتا ہے......وقت پر کلاس میں پہنچتا ہے۔کتنا اچھا ڈریس اپ ہوتا ہے......تمیز سے بات کرتا ہے......بہت سلجھا ہوا لڑکا ہے...... مجھے یقین نہیں

آ تا کہ وہ تمہارا کزن ہے اور سننے میں آیا ہے کہ اس کے ساتھ تمہاری بات بھی پکی ہے۔''

''تمہیں اپنے رقیب کا نام لیتے ہوئے ذرا جیلسی محسوس نہیں ہوتی؟''

''جیلسی اپنے برابر والوں سے ہوتی ہے......میری کیا اوقات ہے کہ فارس سے جیلس ہوں......میرا اچھا کلاس فیلو ہے......ہم ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں......میرا اس سے مقابلہ صرف پڑھائی میں ہے اگر اس کے نمبر کسی سبجیکٹ میں مجھ سے زیادہ آ جائیں تو مجھے دکھ تو نہیں ہوتا مگر افسوس ضرور ہوتا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ محنت کیوں نہیں کی۔''

''تمہارے مسائل بھی تم جیسے بورنگ ہیں......اس کے ساتھ میری بات پکی ہے تو ایسا میری پیدائش سے پہلے ہوا تھا اور یہ میری دادی کے کام ہیں......اور اب دادی اس دنیا میں نہیں ہے لہٰذا میں اسے نہیں مانتی......میں نے اسے کبھی اپنا منگیتر نہیں مانا اور یہ بات پورا خاندان جانتا ہے۔''

''دیکھو میرے کندھے پر بندوق رکھ کر مت چلانا......میرے کندھے اتنے مضبوط نہیں ہیں......میں تو اپنی زندگی کو سب سے اہم سمجھتا ہوں......زندگی اتنی حقیر نہیں ہے کہ کوئی نہ ملے تو اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔''

''مجھے تمہاری یہی لاپروائی بہت پسند ہے......سارا زمانہ میرے پیچھے ہے اور میں تمہارے پیچھے......''

''یہ لاپروائی نہیں ہے کڑوا سچ ہے......یہ میری زندگی کے بارے میں اپروچ ہے۔''

''تم میری قدر ہی نہیں کرتے......''

''میں تمہاری بہت قدر کرتا ہوں مگر کیا کروں زندگی ایک ہی بار ملتی ہے، یہ ایسے گزارنی چاہیے کہ کوئی حسرت دل میں نہ رہ جائے۔''

''مجھے تمہاری فلاسفی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے......میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ تم مجھے پسند ہو......اور مجھے تمہارے ساتھ رہنا اچھا لگتا ہے۔''

''میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن ابھی مجھے زندگی میں کامیاب ہونا ہے......بہت کچھ حاصل کرنا ہے...... محبت اور شادی میری بنیادی ترجیحات میں شامل نہیں ہیں۔''

''روز ملتی رہی......تمہاری ضرورتیں پوری کرتی رہی تو تم بھی میری طرح سوچنے لگ جاؤ گے......جب ہم زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے آزاد ہو جاتے ہیں تو محبت کے بارے میں سوچنے کا وقت بھی مل جاتا ہے۔''

''بات تو ٹھیک ہے تمہاری......اچھا ایک بات پوچھوں...... ہے تو پرسنل......تمہیں فارس کیوں پسند نہیں ہے......وہ تمہیں سوٹ کرتا ہے تم دونوں کا کپل اچھا رہے گا، مجھے تو وہ ہر لحاظ سے تمہارے لیے پرفیکٹ لگتا ہے۔''

''کیا تم میرے ساتھ سوٹ نہیں کرتے؟''

''ذرا بھی نہیں......اتنے اچھے خاندان سے تمہارا تعلق ہے......دولت، عزت، شہرت......کیا کچھ تمہارے پاس نہیں ہے پلیز سمجھنے کی کوشش کرو......تم مجھے اپنا دوست بنالو، تمہاری دوستی میرے لیے فخر کی بات ہوگی مگر میں فارس کی جگہ نہیں لے سکتا......وہ ہر لحاظ سے مجھ سے اچھا ہے۔''

''اس کی اچھائی میں کوئی شک نہیں مگر دل کا کیا کریں صاحب...... یہ تو تم پہ مرتا ہے......تمہاری طرح مجھے بھی وہ اچھا لگتا ہے مگر اس طرح نہیں جس طرح تم اچھے لگتے ہو...... مجھے زندگی میں صرف تمہارا ساتھ چاہیے، اس کا نہیں۔''

''تمہاری عمر میں ہر چمکتی چیز سونا ہی محسوس ہوتی ہے......تم حقیقت سے انجان ہو کر جذبات کے رو میں بہہ رہی ہو ......اصل اور نقل میں فرق محسوس نہیں کر رہی......اپنی زندگی کے بارے میں اتنا بڑا فیصلہ نہ کرو، دل و دماغ کو کچھ وقت دو......وقت خود فیصلہ کر دے گا۔''

''میں پیار محبت کی باتیں کرنے آتی ہوں......تمہارے فلسفے اور لیکچر سننے نہیں......''

''یہ فطری بات ہے کہ انسان کو بادام سے نہیں ٹھوکر کھانے سے عقل آتی ہے......اب تمہیں اپنا ہوش ہے نہ اپنی زندگی کا......چلو کلاس کا وقت ہو گیا ہے۔'' بابر نے تنگ آ کر کہا۔

....

''پاپا! مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔''

''مگر آفس کیوں آئی ہو...... بات تو گھر میں ہوتی ہے۔''

''گھر میں آپ ہمیشہ ماما کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں......میری تو سنتے ہی نہیں...... یہاں آفس میں آمنے سامنے بیٹھ کر بات کرنا آسان ہے......آپ توجہ سے سنیں گے۔''

''بیٹا میں اس وقت مصروف ہوں، ایک اہم میٹنگ ہونے والی ہے، شام کو گھر میں بات کریں گے، میں پوری توجہ سے سنوں گا۔''

''میں ابھی اور یہیں بات کروں گی اور آپ کو سننا پڑے گی۔'' اس نے اس انداز سے کہا کہ وہ بات سننے پر مجبور ہو

گئے۔

''ٹھیک ہے بولو! میں سن رہا ہوں، آئیں بائیں شائیں نہ کرنا.....ٹو دی پوائنٹ بات کرو.....تفصیل بعد میں جان لوں گا۔''

''مجھے ایک اپنا کلاس فیلو اچھا لگتا ہے.....اور میں آپ کو اس سے ملوانا چاہتی ہوں۔''

''کون ہے؟ کس خاندان سے تعلق ہے؟ شہر کے تمام اہم لوگوں کو میں جانتا ہوں اور ان کی اولادوں سے بھی واقف ہوں.....کیا نام ہے اس کے والد کا.....؟''

''وہ کسی بڑے خاندان سے نہیں ہے۔''

''پھر بھی اس کے والد کا کیا نام ہے۔''

''وہ اکیلا ہے.....ماں باپ بچپن میں فوت ہو گے تھے.....اس لیے والدین کے متعلق زیادہ نہیں جانتا۔''

''کسی نے تو اسے پالا ہوگا.....''

''اس کا بچپن چچا اور ماموں کے پاس گزرا ہے وہ دونوں خاندانوں کے درمیان بال بنا رہا.....ان کے بچوں کی بلیک میلنگ سے تنگ آ کر اس نے بچپن میں ہی گھر چھوڑ دیا اور یتیم خانے پہنچ گیا.....وہاں بھی اسے چین نہیں ملا تو ایک ہوٹل میں ویٹر بن گیا پھر اچانک اس کی زندگی میں ایک مسیحا آ گیا.....اس نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور ایک راستے پر اسے تعلیم کے راستے پر ڈال دیا.....وہ اپنی محنت اور ذہانت سے یونی ورسٹی پہنچ گیا ہے.....''

''بہت اچھی کہانی ہے اس کی.....وہ کامیاب ہو جائے گا کہانی تو یہی بتاتی ہے مگر تم کیا چاہتی ہو.....؟''

''پاپا میری عمر میں لڑکیاں جب کسی لڑکے کا خصوصی طور پر والدین کے سامنے ذکر کریں تو اس کا کیا مطب ہوتا ہے؟''

''تم نے خود سے پوچھا ہے کہ ایسے لڑکے کے ساتھ تمہاری زندگی گزر سکتی ہے؟؟''

''پوچھا ہے۔کئی مسائل درمیان میں آئے ہیں دماغ نے سختی سے انکار کر دیا ہے کہ تمہاری زندگی اس کے ساتھ نہیں گزر سکت.....مگر دل نے میرا ساتھ دیا ہے کہ بہت اچھی زندگی گزرے گی.....اس لیے آپ سے مشورہ کرنے آ گئی ہوں.....لیکن آپ سے ریکوئسٹ کر رہی ہوں کہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے یا مجھے مشورہ دینے سے پہلے آپ نے بابر سے ایک بار ملنا ضرور ہے۔''

''کب ملا رہی ہو.....؟''

''آپ مل لیں گے.....''

''سامعہ میری اکلوتی بیٹی ہے اور بہت سمجھ دار ہے..... میں اسے انکار نہیں کر سکتا۔''

''اوہ مائی گاڈ..... یو گریٹ پاپا..... بس آپ اس سے مل لیں۔'' وہ خوشی سے کھل اٹھی۔

''میں ملنے کے لیے تیار ہوں۔''

''تو میں کل ساتھ لے آؤں.....؟؟''

''کل نہیں جمعہ کو..... دو دن کے بعد ملوں گا اور تم ساتھ نہیں آؤ گی..... وہ اکیلا مجھے ملے گا۔''

''ٹھیک ہے پاپا..... وہ اکیلا ہی آئے گا..... تھینک یو سو مچ پاپا..... اب آپ اپنی میٹنگ میں جائیں۔''

....

''آپ مجھے یہاں کیوں لے آئے ہیں..... میں ایک غریب لڑکا ہوں..... آگے ناتھ نہ پیچھے پگھا..... مجھ سے آپ کو کچھ نہیں ملے گا..... میں تو اس قابل بھی نہیں کہ تین وقت کا کھانا بھی کھا سکوں۔'' بابر ضرورت سے زیادہ گھبرا گیا۔

''تم سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں..... اگر آسانی سے سمجھ گئے تو چند گھنٹوں بعد تمہاری تمام جائز خواہشات پوری کر دی جائیں گی اور تمہیں خراش تک نہیں آئے گی۔''

بابر جانتا تھا کہ وہ اس وقت کن ہاتھوں میں ہے..... سامعہ نے اسے بتا دیا تھا کہ اس کے والد ملنے کے لیے تیار ہو گے ہیں..... اور جمعے کو ان سے ملاقات کرنی ہے..... حالاں کہ وہ دل سے ایسا نہیں چاہتا تھا..... وہ کبھی بھی سامعہ کے والد سے اس کے بارے میں گفتگو نہیں کر سکتا تھا..... اسے سامعہ سے شادی کرنی ہی نہیں ہے اور آج بدھ ہے..... اس کے والد نے اپنے بندے بھیج کر اغوا کروالیا ہے..... اس کے ہوش ٹھکانے لگانے کے لیے..... اس نے اپنے حواس بحال کیے اور اس نے انھیں سننے کا فیصلہ کیا کہ وہ کیا چاہتے ہیں..... اور اب اس پر ہے کہ وہ سامعہ کے خاندان سے کتنا اور کیسے فائدہ اٹھا سکتا ہے..... وہ مار کھانے سے بہت ڈرتا تھا کیوں کہ اس نے بچپن میں بہت مار کھائی ہے خاص کر جب ہوٹل میں ''چھوٹا'' بن کر کام کرتا تھا..... سارا دن بھاگ بھاگ کر سب گاہکوں کو کھانا دیتا..... اور رات کو برتنوں کا ڈھیر دھو کر رات بارہ ایک بجے سویا کرتا تو اس کا انگ انگ دکھ رہا ہوتا تھا..... اتنے سخت کام کے بدلے میں اسے صرف دو وقت کا کھانا ملتا تھا..... وہ تو بھلا ہو اس اجنبی کا جس نے اسے پڑھنے کا مشورہ دیا ..... اسے آج بھی یاد ہے کہ اس نے کہا تھا کہ جتنی محنت تم برتن صاف کرنے میں کرتے ہو اس سے آدھی محنت

پڑھائی پر لگا دو تو اس کا صلہ دس گنا ملے گا اور معاشرے میں اونچا مقام بھی......پھر وہ دن اور آج کا دن وہ کھانا کھائے بغیر سو جاتا مگر پڑھے بغیر نہیں سوتا تھا......پھر اسی شخص کے کہنے پر اس چھپر ہوٹل کے مالک نے اسے سکول داخل کرا دیا......وہ صبح سکول جاتا......دو بجے کے بعد ہوٹل پر کام کرتا اور رات کو سکول کا کام......اس ہوٹل سے جان چھڑانے اور کچھ بننے کا سوچ کر وہ دل و جان سے پڑھائی میں لگ گیا......اور اس نے پیچھے مڑ نہیں دیکھا......جب اس نے میٹرک میں سکالرشپ لیا تو اس کی زندگی بدل چکی گئی......وہ سرکاری خرچے پر آگے پڑھتا پڑھتا یونی ورسٹی تک پہنچ گیا......سامعہ اس کی زندگی میں اتنی آہستہ سے آئی کہ اسے خود بھی نہیں پتہ چلا......وہ جانتا بھی نہیں تھا کہ سامعہ اسے پسند کرنے لگی ہے......وہ تو پہلی بار اس دوستی سے واقف ہوا تھا کہ لڑکی سے دوستی بھی ہو سکتی ہے......مگر جب اسے اس کے خاندان کا پتہ چلا تو خوف زدہ اور محتاط ہو گیا......مگر وہ اسے محبت سمجھتی رہی جبکہ وہ شارٹ کٹ کی تلاش میں تھا کہ کیسے اس غربت سے نکلے......اس نے اپنی تعلیم میں بہت محنت کی تھی......اس نے بڑے لوگوں کے جوتے سیدھے کرنے سے لے کر یتیم خانے کے کرتا دھرتا کی غیر اخلاقی خواہشیں تک پوری کرنے تک......دوسروں کو خوش کرنے کے لیے وہ سب کچھ کیا جو اس سے بن پڑا......بے بس بچے اکثر یتیم خانے کے کرتا دھرتا کی غیر اخلاقی حرکتوں کا شکار ہو سہمے رہتے اور کچھ خوف سے نفسیاتی مریض بن جاتے تھے......مگر اس کے اندر ایک پر امید انسان موجود تھا جو اسے آزادی اور نئے موسم کی آس میں زندہ رکھتا تھا......اس نے ان حالات سے فرار حاصل کرنے کے لیے خود کو کتابوں میں جھونک دیا......وہ ہر مشکل کا حل پڑھائی سے نکالتا تھا اور سکون بھی اسے پڑھائی میں ملتا تھا......اس نے بہت لوگوں سے مار کھائی......ایک روٹی کے لیے ڈھیروں برتن دھوئے......ایک پلیٹ ٹوٹنے پر لاتوں اور گھونسوں کے وار سہے......سب کچھ برداشت کیا مگر پڑھائی کا شوق نہ مرنے دیا......وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھا کہ اس سے پوچھ گچھ شروع ہو گئی۔

''سامعہ سے تمہارا کیا تعلق ہے؟''

''وہ میری کلاس فیلو ہے......میں اس کو نوٹس دیتا ہوں، اس کے لیے لیکچر تیار کرتا ہوں......وہ مجھے دوست سمجھتی ہے......ورنہ میں جانتا ہوں کہ میری اوقات کیا ہے......''

''مگر وہ تمہاری خاطر اپنے کزن سے شادی سے انکار کر رہی ہے۔''

''میں نہیں جانتا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے......اس نے مجھ سے ایسی کوئی بات نہیں کی......میں نے اس سے کچھ

نہیں چھپایا......وہ جانتی ہے کہ میں ایک یتیم لڑکا ہوں اور وہ میری مدد اس انداز سے کرتی ہے کہ مجھے برا بھی نہ لگے اور میری مدد بھی ہو جائے......میرے پاس تو یونی ورسٹی میں پہننے کے لیے ڈھنگ کے کپڑے تک نہیں ہیں......یہ سب اسی کے دیے ہوئے ہیں......آپ خود سوچیں کہ جو کسی کے دیے ہوئے پیسے پر پل رہا ہو وہ اس کی برابری کا کیسے سوچ سکتا ہے......''

''وہ تمہارے بارے میں سیریس ہو رہی ہے......اس کے دل سے نکلنے کے لیے کیا کر سکتے ہو؟''

''آپ حکم کریں......''

''اس یونی ورسٹی سے نکل جاؤ۔''

''ٹھیک ہے نکل جاتا ہوں......یہاں سے نکلنے اور آگے کا کوئی بندوبست کر دیں۔''

''کتنا چاہتے ہو؟''

'سر میں پیسوں کی بات نہیں کر رہا......مجھے بھیک نہیں چاہیے......دبئی وغیرہ میں چھوٹی موٹی جاب کا بندوبست کر دیں......میں پاکستان سے چلا جاؤں گا اسے میری شکل بھی نظر نہ آئے گی۔''

''اور تمہاری ڈگری......فائنل ائیر ہے تمہارا۔''

''دفعہ کریں فائنل ائیر کو......میں نے پیٹ بھرنے اور کچھ بننے کے لیے پڑھائی کی ہے......تا کہ کہیں نوکری کر کے اپنا گزارا کر سکوں......غریب آدمی کے لیے پڑھائی کی اہمیت صرف نوکری حاصل کرنے تک ہے......میری روٹی روزی کا جہاں بندوبست ہو جائے گا وہیں چلا جاؤں گا......''

''تم بے بی سے رابطہ نہیں رکھو گے۔''

''میری کیا مجال کہ آپ کی بے بی سے رابطہ رکھوں......وہ تو یونی ورسٹی میں آمنا سامنا ہو جاتا ہے تو دعا سلام ہو جاتی ہے......ورنہ میں نے آج تک اسے فون بھی نہیں کیا۔''

''اگر تمہیں کہا جائے کہ کل تک ملک چھوڑ جاؤ تو چھوڑ جاؤ گے؟''

''کل تک کیوں......میں ابھی اور اسی وقت یہ ملک چھوڑنے کو تیار ہوں......میری کون سی ماں بیٹھی ہے جو مجھے رو کے......میں ہر وقت جانے کے لیے تیار ہوں۔''

''ٹھیک ہے ایک ہفتے میں تمہارے پاسپورٹ، ویزے اور نوکری کا بندوبست ہو جائے گا......بس تم جانے کی تیاری

رکھو۔

''سر جی! میں نے کیا تیاری کرنی ہے......آپ اگر اس وقت بھی مجھے ائیر پورٹ پر چھوڑ آتے ہیں تو میں پیچھے مڑ کر نہیں دیکھوں گا۔''

''تم تو میری توقعات سے بڑھ کر سمجھ دار ہو۔''

''وقت اور زمانے نے مجھے وہ کچھ سکھایا ہے جو یونی ورسٹی نے بھی نہیں بتایا ہے۔''

''میرا تجربہ یہی کہتا ہے کہ تم بہت ترقی کرو گے......جس نے حالات اور وقت کی نبض محسوس کر لی وہ کامیاب ہو کر رہتا ہے......اب تمہیں میں ایک ہوٹل میں ڈراپ کر رہا ہوں......اگلے دس بارہ دن تم وہیں رہو گے اور کمرے سے باہر نہیں نکلو گے ......نہ رابطہ رکھو گے ......تمہاری ضرورت کی تمام چیزیں تمہیں پہنچا دی جائیں گی اور کھانے پینے کی تم کوئی پروانہ کرنا......تم ہوٹل سے سب کچھ کھا سکتے ہو ......جوں ہی تمہارے کاغذات تیار ہو جائیں گے تم دبئ چلے جاؤ گے......وہاں نوکری کر کے نئ زندگی کی ابتدا کرو گے......پیچھے مڑ کر نہیں دیکھو گے اور تم جانتے ہو گے کہ قسمت زندگی میں ایک بار ہی دستک دیتی ہے......کوئی اس کی دستک سن لیتا ہے کوئی خوابوں میں کھویا رہتا ہے ......زندگی لڑکی کے لیے قربان کرنے کے لیے نہیں بنی......کچھ بن جاؤ تو ایک نہیں کئی لڑکیاں زندگی میں آ جائیں گی......اگر سمجھ گے ہو تو ائیر پورٹ پر ملاقات ہو گی۔''

''آپ اتنی تفصیل سے نہ سمجھاتے تو بھی آپ کی بات سمجھ جاتا......میری زندگی میں کامیابی پہلے ہے، لڑکی بعد میں ......اور آپ نے جو کچھ سمجھایا ہے اس پر عمل کروں گا، آپ جیسے لوگ تو زندگی میں فرشتہ بن کر آتے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ فرشتے ہمارے لیے اچھا پیغام لے آتے ہیں......ان کے پیغام کو کانوں سے سن کر دل میں بٹھا لینا چاہیے ......اب اس دن ملاقات ہو گی جس دن آپ ائیر پورٹ پر رخصت کرنے آئیں گے ......تب تک اللہ حافظ!''

بابر نے آگے بڑھ کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

....

واپسی پر وہ سوچ رہا تھا اور خوش بھی ہو رہا تھا کہ تجربے اور زمانے نے اسے کتنا وقت شناس بنا دیا ہے ......اگر وہ اتنے بڑے لوگوں سے ٹکر لینے کا سوچتا، ان کے سامنے اکڑ جاتا......لالچی ہو کر مزید ڈیمانڈ کرتا تو اس وقت اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل بھی نہ ہوتا......ٹوٹی ٹانگوں کے ساتھ کسی ویرانے میں بے ہوش پڑا ہوتا......یونی

ورسٹی سے نکل چکا ہوتا اور معذور بھی ہو چکا ہوتا......اللہ کا شکر ہے کہ میرے دماغ نے درست فیصلہ کیا ہے......اچھی نوکری کا بندوست بھی ہو گیا اور ابھی دبئی میں......کامیابی کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھ دیا ہے دیکھو اب کہاں لے جاتی ہے یہ سیڑھی ......میری کوشش اور خواہش یہی ہوگی کہ آخری سیڑھی تک پہنچوں ......وہ خود سے کہہ رہا تھا کہ زندگی کوئی ڈرامہ یا فلم نہیں ہے کہ چند گھنٹوں میں ختم ہو جائے ،زندگی ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کو سمجھنا چاہیے...... یہ کبھی نہ ختم ہونے والی کہانی بھی نہیں ہے اور نہ ہی چند گھنٹوں میں ختم ہونے والی کہانی......زندگی دھوپ چھاؤں...... رات دن ......بدلتے موسموں کی طرح بہت حسین ہے،ایک جگہ ٹھہرنے کا نام زندگی نہیں ہے......اب زندگی سے سامعہ کا باب ختم ہو گیا ہے،اگلے باب میں سامعہ کا ذکر نہیں ملے گا تو اب خود سے بھی سامعہ کے بارے میں بات نہیں کروں گا......سامعہ کا معاملہ خود ہی حل ہو جائے گا......امیر لڑکیوں کی محبت بھی قیمتی کھلونے کی طرح ہوتی ہے جب تک کھلونا ان کے ہاتھ نہیں آتا ، بے چین رہتی ہے......جوں ہی کھلونا ان کے ہاتھ آجاتا ہے تو کسی کونے میں پڑا ہاتھوں کو ترستا رہتا ہے......میں محبت کا کھلونا کبھی نہیں بنوں گا......امیر لڑکیوں کی محبت صرف وقت گزارنے کے لیے ہوتی ہے......لو سامعہ جی آپ کا جتنا ساتھ قسمت میں لکھا تھا اتنا مل گیا ہے اب آپ سے جدائی کا وقت آ گیا ہے اور کہہ نہیں سکتا کہ دوبارہ ملاقات ہوگی کہ نہیں......کبھی ہوئی بھی تو ہم ایک دوسرے سے بہت دور جا چکے ہوں......کچھ کہہ نہیں سکتا......ممکن ہے دونوں ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ پہچان پائیں......دوبارہ ملنے کی خواہش ہی نہ ہو...... چھوڑو یہ سب سوچنے کا وقت نہیں......سب سے پہلے مجھے اپنی ڈگری بچانے کا سوچنا چاہیے کیوں کہ تعلیم کے بغیر زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے ......میں تو اس مقام تک تعلیم کے ذریعے ہی پہنچا ہوں......زندگی میں اعلیٰ مقام صرف تعلیم سے حاصل ہوتا ہے دولت سے نہیں ......دولت مند انسان کو بھی اپنا بزنس چلانے کے لیے بھی تعلیم یافتہ انسان کی ضرورت رہتی ہے جبکہ تعلیم یافتہ انسان کو بزنس مین کی ضرورت نہیں ہوتی ، وہ اپنے علم سے دولت بھی حاصل کر لیتا ہے،عزت بھی اور اونچا مقام بھی......اب اگر کوئی مسئلہ ہے تو اپنی ڈگری مکمل کرنے کا ہے اس کا حل مجھے وائس چانسلر سے مل کر تلاش کرنا ہوگا......وہ اپنے ہی خیالات میں گم تھا کہ وہ نامعلوم افراد اسے ہوٹل ڈراپ کر کے چلے گئے وہ اپنے کمرے میں آ کر رنگین خوابوں میں کھو گیا ......بڑا آفس،معقول تنخواہ ......سر کہنے والے کئی ایک لوگ......اور اب اس کا یہ خواب پورا ہونے والا تھا۔

....

اگلے دن سب سے پہلے وہ اپنے وائس چانسلر کے آفس پہنچ گیا تھا ......وائس چانسلر اسے بہت اچھی طرح پہچانتے تھے۔اس نے دروازے میں کھڑے ہوکر اندر آنے کی اجازت مانگی تو وہ یوں گویا ہوئے۔

''آؤ بابر اندر آؤ ......بیٹھو۔''

''سر ایک ریکوئسٹ لے کر حاضر ہوا ہوں۔''

''کہو......''

''سر آپ جانتے ہیں کہ میری اتنی حیثیت نہیں تھی مگر آپ نے مجھے اپنی یونی ورسٹی میں ایڈمشن دیا اور سکالرشپ بھی ......اور میں بھی اپنی شبانہ روز محنت سے آپ کی توقعات پر پورا اترا......''

''میں خوش ہوں تمہاری تعلیم اور تمہارے کردار سے......مسئلہ کیا ہے......؟''

''مجھے اب دبئی میں نوکری مل رہی ہے اور مجھے اگلے ہفتے جوائن کرنا ہے......مگر مجھے اپنی ڈگری کی بھی فکر ہے......''

''مبارک ہو اچھی خبر ہے لیکن تمہیں اپنی ڈگری ضرور مکمل کرنی چاہیے......تمہارے ذہن میں کوئی تو طریقہ ہوگا اپنی ڈگری مکمل کرنے کا۔''

''جی سر! میرے ذہن میں ایک طریقہ ہے کہ میں ایگزامز دینے کے لیے پاکستان آجاؤں لیکن میں ایگزامیز دوسرے شہر میں دینا چاہتا ہوں جیسے کراچی میں......وہاں بھی ہماری یونیورسٹی کا ایک کیمپس ہے۔''

''یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے......تم کراچی میں بھی ایگزامز دے سکتے ہو......لیکن ایگزامز کی تیاری کلاسز اٹینڈ کے بغیر کیسے کرو گے؟''

''سر میرے لیے ایگزامز کی تیاری کوئی مسئلہ نہیں ہے......میں تمام ٹیچرز سے رابطہ رکھوں گا......بس آپ کی اجازت کی ضرورت تھی جو آپ نے دے دی......آپ کی حوصلہ افزائی کا شکریہ اور آپ کا تعاون عمر بھر یاد رکھوں گا۔''

''ٹھیک ہے۔''

''سر ایک اور ریکوئسٹ......میرے جانے کی کسی کو خبر نہیں ہونی چاہیے۔''

''سمجھ گیا......ویسے امیر لوگوں سے دور ہی رہنا چاہیے......جب تمہارے بارے میں پتہ چلا کہ سامعہ جیسی لڑکی سے تمہاری دوستی ہورہی ہے تو میں نے تمہیں سمجھانے کے لیے بلانا ہی تھا مگر اب تمہارا جانا مجھے بہتر لگ رہا ہے......اپنے

کامیاب کرئیر پر کوئی سمجھوتا نہ کرنا۔''

''سر میں اپنی اوقات بہت اچھی طرح جانتا ہوں......اپنی حد بھی پہچانتا ہوں......میں بہت محتاط رہتا ہوں۔''

''وقت اور حالات کا یہی تقاضا ہے......زندگی میں کامیابی کے بعد ایسے بہت مواقع آئیں گے پھر فیصلے کرنا......ابھی نہیں......کامیابی تمہاری پہلی ترجیح ہونی چاہیے۔''

''سر آپ کا مشورہ سر آنکھوں پر......میں ہمیشہ آپ سے اِن ٹچ رہوں گا۔''

وہ خوشی خوشی اب دبئی جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

....

''تم کتنے بجے ائیر پورٹ پہنچو گے......اپنا پاسپورٹ رکھنا نہ بھولنا۔''

''سر آپ نے کہا تھا کہ فلائیٹ نو بجے کی ہے تو پانچ چھ بجے کے درمیان ہوٹل سے نکل جاؤں؟''

''اتنی جلدی کیا ہے سات بجے تک نکل جانا۔''

''سر آپ بھول رہے ہیں......میں نے ٹیکسی میں جانا ہے......اس لیے آدھے گھنٹے کا وقت رکھ کر ہوٹل سے چلوں گا......میں اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کرنا چاہتا......میں نے کہیں پڑھا تھا کہ قسمت، تقدیر اور نصیب بدلنے کا موقع زندگی میں ایک دو بار ہی ملتا ہے جس نے فائدہ اٹھالیا وہ کامیاب ہو گیا اور جو چند لمحے لیٹ ہو گیا پھر اس کی زند گی میں کامیابی کبھی نہیں آتی......میں نے وقت پر کبھی کچھ نہیں چھوڑا۔ میں پچھتانے پر یقین نہیں رکھتا اور وقت گزر نے کو بھی نہیں مانتا......ہر کام وقت سے پہلے کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔''

''چلو اچھا ہے! تم ضرورت سے زیادہ محتاط ہو......یہ بتاؤ اپنے ساتھ سامان کتنا لے جا رہے ہو؟''

''میرے پاس کتنا سامان ہونا ہے......زندگی میں کبھی سامان جمع کرنے کے لیے پیسے بچے ہی نہیں......آپ نے ہی چند ایک پینٹ شرٹ خرید کر دی ہیں......بس وہی میرا سامان ہے سارا سامان ایک اٹیچی میں آ گیا ہے، اس کے علاوہ ایک ہاتھ میں رکھنے والا بیگ ہے جس میں پاسپورٹ، ٹکٹ اور چند ایک کاغذات ہیں۔''

''ٹھیک ہے......ائیر پورٹ پر ملاقات ہوتی ہے۔''

بابر نے فون بند کیا......بیگ کندھے پر ڈالا......ہاتھ میں اٹیچی پکڑا......ہوٹل کے کمرے پر نظر ڈالی اور باہر نکل آیا......صبح کا وقت تھا اس لیے سڑک پر زیادہ رش نہ تھا صبح کا وقت تھا وہ سڑک پر کھڑا ٹیکسی کا انتظار کرنے لگا اور اس وقت

بے نام سے نشے میں ڈوبا ہوا تھا اس کا انگ انگ جھوم رہا تھا، عجیب سی بے خودی چھائی ہوئی تھی اسے محسوس ہو رہا تھا کہ پر لگا کر آسمان پر اڑنے جا رہا ہے صبح کا وقت تھا ایک نئی دنیا اس کے سامنے ہے......وہ دنیا بھی جو اس کی اپنی ہے ......وہ اپنے خوابوں کی دنیا میں قدم رکھ رہا ہے......جو اس کے نصیب میں نہ تھی مگر اس نے اپنی مسلسل محنت اور کوشش سے قسمت میں لکھوا لی تھی......اب اس کے سامنے ایسی دنیا ہو گی جس میں وہ جتنی محنت کرے گا اس سے زیادہ معاوضہ ملے گا......اسے لگ رہا تھا اس نے جو چھ سال کی عمر سے محنت شروع کی تھی اب اس کا صلہ ملنے کا وقت آ گیا ہے......اللہ اس پر مہربان ہو گیا ہے، اب اسے عزت اور دولت ملنے والی ہے......ایسی ہی سوچوں میں گم اسے سڑک کے دوسری طرف ٹیکسی نظر آئی۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے رکنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ساتھ سڑک کراس کرنے لگا......سڑک بالکل خالی تھی پھر بھی وہ تیز قدموں سے سڑک کراس کر رہا تھا......اچانک کسی طرف سے تیز رفتار گاڑی آئی......اور اسے اڑاتی ہوئی دور نکل گئی۔ اس کے بعد اسے ہوش نہ رہا۔

....

جب اسے ہوش آیا تو سامنے پریوں سے زیادہ خوبصورت لڑکی اس کے بازو پر کچھ لگا رہی تھی وہ آنکھیں کھول کر کمرے کو دیکھنے لگا۔ وہ سمجھ نہیں پایا کہ وہ کہاں پر ہے اور یہ خوب صورت لڑکی کون ہے......آہستہ آہستہ وہ ہوش میں آ رہا تھا۔ اس لڑکی نے اس کا بازو سے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کا دیکھنا تو اس کے دل میں بیٹھ گیا...... نظروں کا یہ جادو اس کے پورے وجود میں پھیل گیا، اب اس کے سارے وجود میں اس کا دیکھنا ہی رہ گیا تھا، اور کچھ نہیں بچا تھا......جب اسے سوئی چبھی تو منہ سے سی تو نہ نکلی مگر دل ایسے دھڑکا کہ اسے دل ہاتھوں سے جاتا محسوس ہونے لگا۔

''ہوں......کیا میں جنت میں ہوں اور یہ کوئی حور نما لڑکی ہے......جو کچھ بھی ہے بس یہی زندگی ہے......کاش یہ سب کچھ رک جائے......ایسا ہی رہے اور کچھ نہ بدلے......وہ اس کے بازوؤں کو ایسے ہی چھوتی رہے اور اس کے ہاتھوں کے لمس کا نشہ اس کے اندر اترتا رہے اور اسی خمار میں زندگی بیت جائے......اس کی انگلیوں کے چھونے سے جو خمار خون میں رس کر اس کے اندر دوڑ رہا تھا وہ صرف محسوس کر سکتا تھا بتا نہیں سکتا تھا......نشے کا خمار کبھی بھی الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں......اس کا جی چاہا کہ وہ یوں ہی اس کا ہاتھ تھامے رکھے......اس کے حسن اور لمس کو قطرہ قطرہ پیتا رہے اور اس کا وجود اسی قرب اور لذت میں جھومتا رہے......وہ اس کیفیت کو کوئی نام نہ دے سکا......آج اسے یقین ہو

گیا کہ کچھ احساسات کا واقعی کوئی نام نہیں ہوتا......الفاظ ختم ہو جاتے ہیں مگر دل و جان میں جو ہلچل مچی ہوتی ہے وہ نہ بتائی جاسکتی نہ لکھی جاسکتی ہے......ان احساسات کو اگر میں نام نہیں دے پا رہا تو کیا کسی شاعر، افسانہ نگار یا فلاسفر نے ایسے احساسات کے لیے کچھ الفاظ لکھے ہوں گے، اب تو مجھے شاعری پڑھنی ہوگی۔۔۔میں کیوں یہ سب محسوس کرر ہا ہوں......آج اسے یقین ہو گیا کہ دنیا کسی کے پیار میں جنت سے کم نہیں ہے......کیا یہ پیار ہے......نہیں ایسے نہیں ہوسکتا...... پیار تو مانوس اور جانے پہچانے لوگوں سے ہوتا ہے، ان کے مزاج، رویئے، اخلاق، عادتوں سے ہوتا ہے، آس پاس کے لوگوں سے ہوتا ہے، انجانے لوگوں سے کیسے ہوسکتا ہے......اللہ کرے کہ وہ اس سے کچھ نہ پوچھے......بات نہ کرے اور وہ بھی کچھ نہ بتائے نہ کچھ پوچھے، دونوں ایک دوسرے کو جاننے کی خواہش دل میں رکھیں......ایک دوجے میں کھوئے رہیں......دوسرے کو جاننے کی کوشش اور خواہش کا بھی ایک نشہ ہوتا ہے......یہ اسے آج اور ابھی پتہ چلا تھا۔

''شکر ہے آپ کو ہوش آ رہا ہے مگر آپ نے ذہن پر زور نہیں دینا ہے......اگر آپ نے بہت گہرائی میں سوچنا شروع کیا تو دماغ پر اثر ہوسکتا ہے...... بڑی دعاؤں اور بڑے ڈاکٹروں کی کوشش سے آپ نے آنکھ کھولی ہے۔''

''کیا میرے لیے بھی کوئی دعا کرسکتا ہے؟''

''آپ گھر والوں کا فون نمبر بتائیں ہم اطلاع ان کو دے سکیں۔''

''آپ کی باتوں سے لگ رہا ہے کہ میرا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔''

''آپ کا دماغ ٹھیک کام کرر ہا ہے......میں شکرانے کے نفل ادا کروں گی۔''

''تو کیا آپ نے میرے لیے دعا کی تھی؟''

''ابھی تک کرر ہی ہوں......دل و دماغ کا معاملہ بہت نازک ہوتا ہے...... یہ درست کام کرتے رہیں تو زندگی چلتی رہتی ہے اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔''

''آج مجھے بھی دل کی اہمیت کا اندازہ ہوا ہے......ورنہ میری زندگی تو دماغ کے سہارے ہی چلتی رہی ہے۔''

''عجیب بات ہے پہلے آپ اس کی اہمیت سے واقف نہیں تھے؟''

''اہمیت سے انکار نہیں کرر ہا......اس کی وجہ سے انسان کو نشہ بھی ہو جاتا ہے یہ پہلی بار پتہ چلا ہے۔''

''میں سمجھی نہیں......خیر میں آپ کو کسی وجہ سے الجھانا نہیں چاہتی......آپ بہت لکی ہیں کہ ہوش میں آ گئے ہیں ورنہ جو

آپ کی حالت تھی، کوئی یقین نہیں کرسکتا تھا کہ آپ واپس دنیا میں آسکتے ہیں...... جب میں آپ کو ہاسپٹل لائی تھی تو سینئر ترین برین اسپیشلسٹ وہاں موجود تھے۔ فوراً آپ کا آپریشن شروع ہو گیا تھا......اور اب ہوش میں آنے کے بعد مجھے یقین بھی ہو گیا ہے کہ آپریشن کامیاب ہوا ہے......اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے......اب میں شکرانے کے نفل پڑھنے جا رہی ہوں......پچھلے تیس گھنٹوں سے میں ایک پاؤں پر کھڑی ہوں۔''

''آپ کی ضرورت یہاں ہے اور آپ کو شکرانے کے نفل کی پڑی ہے...... بعد میں پڑھ لیں......ابھی آپ یہیں رہیں۔''

''میں سمجھی نہیں آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں...... یہاں کیوں ضرورت ہے؟......اب آپ خطرے سے باہر ہیں۔''

''آپ نے خود بتایا ہے کہ برین کا مسئلہ ہے...... دماغ پر چوٹ لگی ہے......اب مسیحا کو تو سامنے ہونا چاہیے...... معاملہ دماغ کا ہے کسی وقت بھی پلٹ سکتا ہے۔''

''اللہ نہ کرے۔'' اس نے بے اختیار ہو کر کہا۔

''مجھے آپ کی باتوں سے لگ رہا ہے کہ آپ کی گاڑی سے میرا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔''

''میرا کوئی قصور نہیں تھا آپ بہت تیزی سے میرے سامنے آئے تھے......ورنہ میری ڈرائیو بہت اچھی ہے۔''

''میں آپ کو الزام نہیں دے رہا...... میں تو خود کو خوش قسمت سمجھ رہا ہوں کہ آپ سے ٹکرایا ہوں۔''

''مجھ سے نہیں......میری گاڑی سے۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

''گاڑی کا بھی شکریہ......جس نے مجھے آپ سے ملنے کا موقع دیا۔''

''اب مجھے آپ کی دماغی حالت پر شک ہو رہا ہے......کہیں کچھ گڑبڑ تو نہیں ہو گئی۔''

''خود کو یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ چوٹ دماغ میں لگی ہے اور گڑبڑ دل میں ہو گئی ہے......لیکن آپ نہ میری آنکھوں میں دیکھ رہی ہیں نہ باتوں پر غور کر رہی ہیں۔''

''کیا آپ نے اپنے گھر والوں کو اطلاع نہیں دینی......؟'' اس نے اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''گھر والے ہوں گے تو اطلاع دوں گا......میرے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے......پہلی بار میرے کانوں نے سنا ہے کہ میرے لیے کوئی زندگی کی دعا کرتا رہا ہے......اب کیسے کہہ دوں کہ وہ شکرانے کے نفل پڑھنے کے لیے آنکھوں سے اوجھل ہو جائے۔''

''آپ بہت بولتے ہیں۔''

''یہ حادثہ بھی اس حادثے کے بعد ہوا ہے......لگتا ہے آپریشن کے بعد دماغ اصلی حالت میں واپس آ گیا ہے ورنہ میں اب تک اس احساس سے زندگی بھر محروم رہا ہوں کہ دماغ میں......کسی کو دیکھ کر طوفان بھی اٹھتے ہیں اور خواہشوں کی لہریں بھی پیدا ہوتی ہیں۔''

''آپ کو زیادہ بولنا اور سوچنا دونوں منع ہیں۔''

''مگر کیا کروں کہ مجھے آج ہی بولنا آیا ہے......اب بولنا آیا ہے تو کچھ دیر کے لیے بولنے دیں......ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ جلد یہاں سے ڈسچارج کر دیا جاؤں گا......مجھے یہاں سے جانا بھی ہے دوبارہ زندگی بھی شروع کرنی ہے ......باہر نکلوں گا تو خطرے ہی خطرے ہیں......کسی نامعلوم گولی کا شکار ہو جاؤں گا مگر آپ نہیں سمجھ سکیں گی۔''

''آپ کی باتوں میں کوئی ردھم نہیں ہے......کبھی یہاں کی بات کرتے ہیں کبھی وہاں کی......ابھی میں آپ کی اول فول باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں......سمجھ نہیں پا رہی ہوں کہ آپ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں یا آپ کے دماغ میں ایسا ہی کچھ چل رہا ہے۔''

''آپ کیسے سمجھ سکیں گی کہ میں چند لمحے جنت میں گزار آیا ہوں......ہوش میں آنے کے بعد اور آپ کو دیکھنے کے بعد کے یہ چند لمحے......میری تمام زندگی سے بڑھ کر ہیں......اب مجھے زبردستی جنت سے نکال کر دوبارہ زندگی کی طرف دھکیل دیا جائے گا......آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ آج پہلی بار میں نے چند لمحوں کی زندگی اپنی مرضی سے گزاری ہے،

''مجھے لگ رہا ہے کہ آپ بہت زیادہ دماغ پر زور دے رہے ہیں آپ کو نیند کی دوائی دینی ضروری ہے۔''

'یہ ٹھیک ہے مجھے سلا دیں......پھر آپ چلی جائیں۔''

اس نے ڈرپ میں دوائی ڈالتے ہوئے نام پوچھا تو اس نے غنودگی کی حالت میں کہا۔

''پھر کبھی سہی......تھوڑا تھوڑا تعارف ہوگا تو اچھا لگے گا۔''

ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لی۔

....

''سامعہ تم نے بتایا نہیں کہ وہ کب ملنے آ رہا ہے......کیا نام تھا اس کا......؟''

''پاپا!......اس کا نام بابر ہے......لیکن پاپا پچھلے کئی دنوں سے وہ یونی ورسٹی نہیں آ رہا۔''

''فون کیا ہوتا......ہوسکتا ہے وہ بیمار ہو......یا کسی مسئلے میں الجھا ہو......''

''پاپا! آپ کا کیا خیال ہے کہ میں نے اسے فون نہیں کیا ہوگا......اس کا فون بند ہے......میری انگلیاں تھک گئی ہیں، اس کو فون کرتے کرتے مگر وہ فون ہی آن نہیں کر رہا۔''

''عجیب بات کر رہی ہو......وہ کیوں غائب ہونے لگا......یقیناً کسی مسئلے میں پھنسا ہوگا۔''

''لیکن پاپا......اگر کسی مسئلے میں پھنسا ہو تو اسے مجھ سے رابطہ کرنا چاہیے......میں ہی اس کی مدد کر سکتی ہوں وہ اکیلا کچھ نہیں کر سکتا۔''

''کہاں رہتا ہے وہ......وہاں سے پتہ کراؤ......عجیب آدمی ہے غائب ہونے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔''

''پاپا! پتہ بھی تو چلے کہ وہ کہاں ہے۔''

''تم اس کے گھر چلی جاؤ ڈرائیور کے ساتھ۔''

''آپ بھی کمال کرتے ہیں......اگر مجھے اس کے گھر کا پتہ ہوتا تو کب کی چلی گئی ہوتی۔''

''تم کبھی اس کے گھر نہیں گئی؟''

''گھر......وہ تو یونی ورسٹی کے باہر مجھے پہچانتا بھی نہیں ہے......وہ گیٹ سے نکلتے ہی اجنبی بن جاتا ہے۔''

''کیوں......وہ ایسا کیوں کرتا تھا، تم لوگ باہر نہیں ملتے تھے......چائے تو پینے جاتے ہوگے؟''

''وہ تو کبھی میری گاڑی میں بھی نہیں بیٹھا تھا......ہم صرف یونی ورسٹی میں ملتے تھے اور بس......وہ اصول پرست انسان ہے، وہ لڑکی لڑکے کی دوستی کا قائل نہیں ہے......کلاس فیلو کے رشتے کو یونی ورسٹی کی حدود میں رکھتا تھا......اس نے کبھی اپنے بارے میں جھوٹ نہیں بولا تھا وہ اپنی اوقات کسی سے نہیں چھپاتا تھا......وہ اپنی غربت کا برملا اظہار کرتا تھا۔''

''آج کے زمانے میں ایسے لڑکے بہت کم ہوتے ہیں......ویسے وہ تمہارے خاندان اور امارت سے واقف تو ہوگا؟''

''اس نے میری دولت کے بارے میں کبھی نہیں پوچھا اور نہ ہی اسے میرے خاندان سے مطلب تھا......اس نے تو کبھی اپنی جاب کے لیے بھی مجھے نہیں کہا......وہ بہت خوددار لڑکا ہے پاپا!''

''تم مجھے سسپنس میں ڈال رہی ہو......''

''آپ بھی اس سے مل کر اس کے ویوزسن کر خوشی محسوس کریں گے...... یہاں تک وہ صرف اپنی محنت اور کوشش کے بل بوتے سے پہنچا ہے......ایسے ہی آپ کی بیٹی نے اسے پسند نہیں کیا۔''

''پھر ملواؤ اس سے...... میں ضرور ملنا چاہوں گا...... پہلے تمہاری وجہ سے ملنا چاہتا تھا اور اب میری بھی خواہش ہے کہ ایسے خوددار شخص سے ملا جائے۔''

''پاپا!......پلیز آپ اسے تلاش کریں بیس دن ہو گئے ہیں اسے غائب ہوئے......میری پریشانی بڑھ رہی ہے۔''

''چلو کچھ کرتے ہیں......ایس۔پی مظہر سے بات کرتا ہوں......وہ تلاش کر لے گا۔''

''اسے نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔''

''کیوں نقصان پہنچے گا......وہ کوئی چور ڈاکو تو نہیں ہے۔''

''مجھے پولیس پر بھروسہ نہیں ہے۔''

''مجھے یاد کراتی رہنا......کاموں میں بھول نہ جاؤں......اچھا اب مجھے ایک میٹنگ میں جانا ہے......شام کو گھر میں ملاقات ہوتی ہے۔''

''او کے پاپا!''

....

''اب میں کیسا ہوں؟''

''اپنے بارے میں تو آپ خود ہی بتا سکتے ہیں......میں کیا کہہ سکتی ہوں۔'' اس نے دبی مسکراہٹ سے اس کی ڈرپ میں دوا ڈالتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے میں تو بھول ہی گیا ہوں کہ میں کون ہوں......کہاں سے آیا ہوں، کس دنیا سے میرا تعلق ہے......میں تو اپنا نام تک بھول گیا ہوں...... مجھے تو یہ لگتا ہے کہ میرا کوئی نام ہی نہیں ہے......آپ ہی کوئی پیارا سا نام رکھ دیں۔''

''پیارا سا کیوں...... بڑا سا کیوں نہیں......اور ضروری نہیں کہ میرا رکھا نام آپ کو پیارا بھی لگے۔''

''ان چار دنوں میں......میں نے آپ میں کچھ غلط نہیں دیکھا...... ہر کام سلیقے اور ڈسپلن سے کرتی ہیں۔''

''آپ پہلے سے بہت بہتر ہیں، خوابوں میں رہنا چھوڑ دیں......اب آپ کو ڈسچارج کرنے کا سوچا جا رہا ہے۔''

''پھر مجھے کہاں جانا ہوگا؟''

''جانا کہاں ہے......اپنے گھر جاؤ۔''

''میں بتا چکا ہوں کہ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔''

''کہیں تو رہتے ہوں گے نا۔''

''ہاسٹل میں رہتا تھا۔''

''سٹوڈنٹ تھے آپ......کس یونی ورسٹی میں پڑھتے تھے؟''

''نام سن کر آپ سمجھیں گی کہ میں کسی امیر خاندان سے ہوں......مگر میں ایک غریب آدمی ہوں......اسکالرشپ لے کر اس یونی ورسٹی میں پڑھ رہا ہوں......مگر میری کہانی کچھ اور ہے، میں ہاسپٹل سے باہر نکلا تو کسی گولی کا شکار ہو جاؤں گا۔''

''خود کو ڈان سمجھنا چھوڑ دو......کوئی گولی نہیں مارے گا۔''

''میری کہانی سنیں گی تو آپ کا بھی مشورہ یہی ہوگا کہ کہیں چھپ جاؤ......باہر مت نکلو۔''

''گھر میں رہ کر زندگی نہیں گزرتی......؟''

'گھر ہو تو گزر جاتی ہے......دعائیں دینے والی ماں ہو......پیار اور انتظار کرنے والی بیوی ہو......اس سے زیادہ انسان کو اور کیا چاہیے۔''

''یہ کیا مشکل ہے پہلے پڑھ لو پھر شادی کرلو......اپنی ماں زندہ نہیں ہے تو بیوی کی ماں کو ماں سمجھ لو۔''

''چلو پھر اپنے گھر لے چلو......کم از کم آپ کی ماں کو اپنی ماں تو بنالوں......باقی رشتہ بعد میں دیکھ لیں گے۔''

''چلو گے میرے ساتھ......؟''

''ابھی اور اسی وقت......''

''ٹھیک ہے ڈسچارج ہونے کے بعد آپ میرے ساتھ چلیں گے۔''

''وعدہ!!''

''پکا وعدہ!!''

''پھر ہم دونوں آج سے پکے دوست، سب کچھ ایک دوسرے کو سچ سچ بتاتے ہیں۔''

''بتائیں گے مگر دھیرے دھیرے......کہانی پڑھنے کا مزہ ابتدا سے ہی اچھا لگتا ہے......انجام پہلے جان لیا جائے تو توا

نجام سے ذہن اتفاق نہیں کرتا۔''

''آپ نے ابھی نام بھی نہیں بتایا۔''

''آپ نے بتا دیا ہے؟''

''آپ نے پوچھا ہے؟''

''نام تو پوچھے بنا بتا دینا چاہیے......لیکن نام بھی شخصیت کی طرح خوبصورت ہونا چاہیے۔''

''نام بچپن میں رکھ دیا جاتا ہے اس وقت سب کی شکل وصورت ایک جیسی نظر آتی ہے۔''

''مگر مجھے یقین ہے کہ آپ کا نام شخصیت کی طرح ہی ہوگا۔''

''نام اب بھی آپ نے نہیں پوچھا......''

''میں خود آپ کا نام رکھ لیتا ہوں جیسے مہر کامل......''

''انسان مہر کامل نہیں ہوسکتا......کم از کم ایسا بھاری بھرکم نام سوٹ نہیں کرتا۔''

''جی ہاں! ہر کوئی مہر کامل نہیں ہوتا اللہ چند ایک کو ہی بناتا ہے۔''

''مجھے معشار کہتے ہیں۔''

''معشار!!......پہلی بار یہ لفظ سن رہا ہوں۔''

''میں بھی یہی سمجھتی ہوں، ابھی تک کسی اور کا یہ نام نہیں سنا۔''

''پھر مطلب بھی اس کا بہت اچھا ہوگا......کیوں کہ نام کا مطلب بہت اچھا ہونا چاہیے۔''

''کسی نبی، پیغمبر کی بیٹی کا نام تھا......میری والدہ کو بزرگوں کے واقعات پڑھنے کا بہت شوق تھا انھوں نے وہیں سے ہی لیا تھا۔''

''بہت اچھا لگا آپ کا مختلف نام سن کر......چلو بتاؤ مجھے یہاں سے کب جانا ہے؟''

''بتایا ہے کہ آج کل میں۔''

''تو یہ طے ہے کہ مجھے آپ کے گھر میں پناہ مل رہی ہے۔''

''وعدہ کرلیا ہے تو سوچنا کیسا۔''

''میں سوچنے کی بات نہیں کررہا......اعتبار کی بات کررہا ہوں۔''

''اعتبار تو پہلے ہی کر لیا تھا۔''

''زندگی ایک دم حسین ہوگئی ہے......اب میں کسی انجان گولی کا نشانہ بننے سے بچ گیا ہوں۔''

''آپ کا مسئلہ کیا ہے...... بتاتے بھی نہیں اور بات بھی چھیڑ دیتے ہیں۔''

''میری زندگی کی کہانی میری عمر سے زیادہ لمبی ہے......کہاں سے شروع کروں؟''

''کہیں سے نہ شروع کرو......صرف اتنا جاننا چاہتی ہوں کہ آپ کو کوئی کیوں گولی مارے گا؟''

''یہی تو میں سمجھا نہیں سکتا، جو میں نے کیا نہیں......اس کی مجھے سزا ملے گی۔''

''تم ان کو فون کرو اور بتاؤ کہ سچ کیا ہے۔''

''آج کے زمانے میں فون نمبرز کون یاد رکھتا ہے......آپ کو اپنے گھر کا نمبر یاد ہے؟''

''پی ٹی سی ایل نمبر تو یاد ہے مگر سیل نمبر کسی کا بھی یاد نہیں ہے......سوائے اپنے نمبر کے۔''

''یہی تو بتا رہا ہوں اس ایکسیڈنٹ نے میری زندگی بدل دی ہے......ایک طرف آپ سے ملاقات دوسری طرف زندگی بدلنے جا رہا تھا میرے پاس ان لوگوں کا نمبر نہیں ہے نہ انھوں نے دیا تھا وہ ہی رابطہ کرتے تھے، ایک انجان نمبر سے، میں نے ان سے کبھی بات نہیں کی تھی......اور مجھے ضرورت بھی محسوس نہیں ہوئی تھی کہ ان سے بات کرتا، میرے پاس ایک پرانا سیل فون تھا وہ اس دن حادثے میں کہیں گر گیا ہے......اسی سے گزارا کرتا تھا......اسی میں سب کے نمبر تھے......کسی کا نمبر زبانی یاد نہیں ہے......اب اگر وہ رابطہ کر رہے ہوں گے تو نمبر بند جا رہا ہوگا......میں انھیں اطلاع بھی نہیں دے سکا......وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ میں بھاگ گیا ہوں......وعدے سے مکر گیا ہوں یا انھیں دھوکہ دیا ہے یا پھر ڈبل کراس کر رہا ہوں......وہ کچھ بھی سمجھ سکتے ہیں۔'' اس کے لہجے میں خاصی تشویش تھی۔

''آپ نے تو ڈرا دیا ہے......میں سمجھ رہی تھی کہ آپ مذاق کر رہے ہیں......ان کا ایڈریس تو پتہ ہے نا......وہاں چلے جاتے ہیں، میں ساتھ چلتی ہوں......گواہی دوں گی آپ کی سچائی کی۔''

''وہ بڑے لوگ ہیں...... بڑے لوگ سوچتے نہیں ہیں وہ اپنے حکم کی تعمیل چاہتے ہیں......میں نے ان کی تمام شرائط مان لی تھیں اور انھوں نے مجھے دبئی میں سیٹل کرانے کا وعدہ کیا تھا......یہی میری زندگی کا ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہونا تھا مگر اس ایکسیڈنٹ نے سب کچھ بدل کے رکھ دیا ہے......بس یوں سمجھ لو کہ ایک دن میں ہی سب کچھ بدل گیا اور وہ جو میں نے نئی زندگی کا آغاز کرنا تھا، اس کا آغاز ہونے سے پہلے ہی انجام ہوگیا اور میرے خواب ادھورے ہی رہ

گئے......وہ زندگی بھی ایسی تھی کہ جس کا خواب ایک غریب آدمی ہمیشہ سے دیکھتا آیا ہے۔''

''کچھ تو کرنا پڑے گا، سوچیں گے تو کوئی حل بھی نکل آئے گا۔''

''کتنی عجیب بات ہے کہ دنوں میں میری زندگی بدل گئی......جس دن مجھے دبئی میں ایک بڑی کمپنی میں جوائننگ دینی تھی مگر اسی دن ایکسیڈنٹ......چوبیس گھنٹے کی بے ہوشی......ہوش آنے کے بعد آپ سے ملاقات اور اب کیا ہونے والا ہے کون جانتا ہے۔''

''اللہ تو جانتا ہے......اللہ پر بھروسہ رکھو......جو ہوا اچھا ہوگا۔''

''جب تک ہاسپٹل میں ہوں محفوظ ہوں......باہر نکلتے ہی مارا جاؤں گا، یقین کریں میں مرنا نہیں چاہتا......زندگی بہت خوبصورت ہے، آپ سے ملنے کے بعد تو اور بھی حسین ہوگئی ہے۔''

''ایسے منہ پہ سب کچھ نہیں بول دیتے......آپ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔''

''کیا کروں گا جان کر......جو نظر آ رہا ہے وہی بہت اچھا ہے۔''

''ابھی یہ سوچنا ہے کہ ان لوگوں کو حقیقت کیسے بتائی جائے، آپ نے ان لوگوں کی جو تصویر میرے سامنے بنائی ہے،، بہتر یہی ہے کہ پہلے ان کو ساری صورت حال واضح ہوجائے پھر آپ ان کے سامنے آؤ......''

''ان کو حقیقت بتانے کون جائے گا؟''

''میں جاؤں گی۔''

''نہیں......میں آپ کو کسی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔''

''ایسی بھی کیا خطرے کی بات ہے......میں ان کے آفس چلی جاتی ہوں اور ان سے مل کر سب کلیئر کروں گی پھر آپ ان سے مل لیں اور دوبارہ آپ کا پاسپورٹ بن جائے گا اور پھر ویزہ لگنا تو مشکل نہیں ہوگا......زندگی ہونی چاہیے مسئلے حل ہو ہی جاتے ہیں۔''

''ایک بات بتاؤں......اب میں پاکستان سے باہر نہیں جانا چاہتا۔''

''ابھی آپ نے اپنے بارے میں بھی بتانا ہے اور میرے بارے بھی جاننا باقی ہے۔''

''آپ کے بارے جاننا ضروری نہیں ہے جو نظر آ رہا ہے وہ بہت کچھ ہے کیوں کہ آپ کے پاس جاب ہے......رہنے کو مکان بھی ہوگا، میری طرح آپ نے دبئی نہیں جانا ہوگا......زندگی بھی خطرے میں نہیں ہوگی۔''

''ابھی آپ ڈسچارج ہوکر میرے ساتھ گھر چلیں...... باقی سب کچھ چند دن میں حل ہو جائے گا۔''

''آپ جو کہیں گی ویسے ہی کروں گا......آپ پر بھروسہ کرنے لگا ہوں۔''

''چلو پھر تیار ہو جائیں۔''

''تیار کیا ہونا ہے مجھے......کون سا مجھے اپنا ساماں سمیٹنا ہے......اٹیچی میں چند کپڑوں کے جوڑے تھے وہ بھی اب نہیں رہے، پاؤں میں چپل تک نہیں ہے......سو میرے پاس تیاری کے لیے کوئی سامان موجود نہیں ہے۔''

''اب ایسا بھی نہیں ہے...... جوتے سمیت ہر چیز موجود ہے......اللہ نے مجھے وسیلہ بنایا ہے تو آپ کی ضرورت بھی بتا ئی ہوگی......آپ ڈریس چینج کریں...... میں پیپرز کلیئر کراتی ہوں۔''

''اللہ آپ اس نیکی کا بدلہ دے......میرے پاس تو دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔''

''اللہ ہی انسان کو انسان کے لیے وسیلہ بناتا ہے......میں نے کچھ نہیں کیا......سب کچھ ہوتا چلا گیا مجھے لگا کہ آپ کو سنبھالنا میری ذمہ داری ہے اور میں نے ذمہ داری نبھانے کی مکمل کوشش کی ہے۔''

''صرف کوشش نہیں، دعا بھی کی ہے...... کیوں کہ جب کوئی موت کے منہ سے واپس آتا ہے تو یہ دعا اور کوشش دونوں کا نتیجہ ہوتا ہے......ایسے ہی موقعوں پر کہا جاتا ہے کہ اس کا بچ جانا ایک معجزہ ہے......اس کی کوئی نیکی کام آ گئی ہے ...... مجھے تو یقین آ گیا ہے کہ دعاؤں میں بہت کچھ نہیں سب کچھ ہوتا ہے...... مجھے تو دعا، کوشش اور کوئی نیکی نئی زندگی دے گئی ہے۔''

''ہاں! ایسے ہی ہے۔''

....

گھر کے سامنے اس نے گاڑی روکی......گاڑی سے باہر آئی گیٹ کھولا، واپس گاڑی میں بیٹھی۔

''گیٹ کے سامنے گاڑی روک کر ہارن بجانا بہت برا لگتا ہے اور ہم میں سے اکثر ایسے ہی کرتے ہیں، پڑھے لکھے جاہل۔'' اس نے چھوٹے سے لان میں بنے کار پورچ میں گاڑی کھڑی کرتے ہوئے کہا۔ وہ مسکراتا رہا۔

''گھر میں رہنے والے افراد سے متعلق کچھ نہیں بتایا۔''

''ابھی تعارف ہو جاتا ہے۔'' اس نے کہا پھر دونوں اندر آ جاتے ہیں تو سامنے ہی ایک پروقار سی عورت ویل چیئر پر بیٹھی ہوئی نظر آتی ہے۔

''یہ میری والدہ ہیں۔''

''السلام علیکم!''اس نے آگے بڑھ کہا۔

''جیتے رہو بیٹے......کیسی طبیعت ہے اب؟''

''بہت بہتر ہوں......میرا نام بابر ہے۔''

''جانتی ہوں پچھلے دس دن سے تمہارے لیے ہر نماز میں دعا کر رہی ہوں......میں نے معشار کو اتنا پریشان پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا جتنا وہ تمہارے ایکسیڈنٹ کے بعد ہوئی ہے......اس نے تمہاری تیمارداری اور دیکھ بھال میں دن رات ایک کر دیا ہے......ڈیوٹی نہ ہونے کے باوجود وہ ہسپتال جاتی رہی ہے......اللہ کا شکر ہے کہ تم اپنے پاؤں پر چل کر گھر آئے ہو۔''

''بس آنٹی مجھے دعائیں واپس لائی ہیں......میں تو جانتا ہی نہیں تھا کہ کوئی ماں جیسی ہستی میرے لیے دعا کر رہی ہے......دعاؤں میں اتنا اثر ہوتا ہے......آج مجھے پکا یقین ہو گیا ہے۔''

''ماما آج آپ جلدی آ گئی ہیں......آج ہم کھانا باہر کھائیں گے اور جوائے لینڈ بھی جائیں گے......انکل آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔''دو بچیاں بھاگ کر معشار کی ٹانگوں سے لپٹ گئیں۔

بابر کی تمام خوشیاں اداسیوں میں بدل گئیں......ابھی بچیاں سامنے آئی ہیں......اگلے چند لمحوں میں ان بچیوں کا ہینڈسم سا باپ سامنے آ جائے گا......وہ خود کو تیار کر رہا تھا کہ کیسے اس کا سامنا کرے گا مگر اسے ایک چکر سا آیا دیوار کا سہارا لیتے لیتے وہ بے ہوش چکا تھا......اور جب اسے ہوش آیا تو صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔

''میں بہت برا ہوں......جانے وہ یہاں تک کیسے لائی ہوگی......ہوسکتا ہے اس کے شوہر نے مجھے یہاں لٹایا ہو......ایسے ہی اس کے ساتھ زندگی بھر کا ساتھ رہنے کا سوچنے لگا تھا......اس نے تو مجھے ایک مریض سمجھ کر میرا خیال رکھا ہے......میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو اس نے اتنا ہی خیال رکھنا تھا......وہ نرس ہے اس کا کام ہی مریضوں کی دیکھ بھال ہے......مجھے اس نے بہت توجہ دی ہے تو میری حالت ہی ایسی تھی......اس نے کون سے میرے ساتھ کوئی وعدہ کر لیا تھا کہ میں نے اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے خواب دیکھنے شروع کر دیے ہیں اور خیالوں وخوابوں میں اس کے ساتھ بہت دور تک چلا گیا تھا......یہ دس دن جس میں تین چار دن تو دنیا جہاں سے بے خبر رہا اور جب بھی ہوش آیا تو اس حور جیسی پری کو ہی سامنے پایا اور اس نے جس طرح میری باتیں سنی......میرا خیال رکھا......تو میں اسے اپنا سمجھنے

لگا تھا تو وہ کیا کرے......ابھی وہ خود سے اور بھی باتیں کرتا تو وہ ہلکی سی دروازے پر دستک دے کر اندر آ گئی۔

''دل کو مضبوط رکھو ایسے دل کو بار بار کمزور پڑنے کی اجازت دو گے تو زندگی مشکل ہو جائے گی۔''

''دل پر کس کو اختیار رہے، دل تو اپنی مرضی کا مالک ہے......دل نے کیا سنا......کیا سمجھا......میں آپ کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتا۔''

''میری بچیوں کو دیکھ کر آپ نے سمجھا ہو گا کہ اب ان بچیوں کا باپ بھی سامنے آ جائے گا۔''

''آپ دل کے اندر بھی جھانک لیتی ہیں......دل کی آواز بھی سن لیتی ہیں، ہاؤ امیزنگ......''

''میرا آپ کا ساتھ آپ کے صحت مند ہونے تک کا ہے......میں آپ کے دل کے اتنی ہی قریب ہوں جتنا آپ خود سے ہیں......اس لیے آپ جو سوچتے ہیں وہ بھی میں سمجھ لیتی ہوں۔''

''پلیز ایسا دعویٰ مت کریں......میرا دل بہت کمزور ہے......برداشت نہ کر پائے گا۔''

''میرے شوہر کو شہید ہوئے چار سال ہو گے ہیں......میری چھوٹی بیٹی باپ کے جانے کے بعد اس دنیا میں آئی تھی......بچی کی پیدائش کے بعد میرے والدین مجھے لینے آئے تھے اور میں جانے کے لیے تیار بھی ہو گئی تھی مگر میں نے مڑ کر اپنی ساس کو دیکھا تو دل دکھ سے بڑھ گیا کہ جوان بیٹے کی جدائی اللہ کی طرف سے تھی مگر پوتیوں کی جدائی انسانوں کی طرف سے یعنی میری طرف سے ہو رہی تھی مجھے لگا کہ میرا شوہر مجھے کہہ رہا ہے کہ میری ماں کو اتنا دکھ نہ دو کہ وہ برداشت نہ کر سکے اس لیے ان کے ساتھ رہو......تا کہ وہ تنہائی محسوس نہ کریں اور میری بیٹیاں ان کے سامنے رہیں گی تو میرے بچھڑنے کا دکھ کم محسوس ہو گا......میں نے اپنے شوہر کے گھر میں اپنی ساس کے ساتھ زندگی گزارنے کا خود سے وعدہ کر لیا......چار سال سے وعدہ نبھا رہی ہوں۔''

بابر کچھ لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا......کیا دنیا میں ایسے بھی بے لوث لوگ ہوتے ہیں......وہ تو سمجھا کرتا تھا کہ وہ دنیا کا سب سے دکھی انسان ہے......اس کی زندگی دکھوں، بے چارگی، محرومی اور بے بسی سے بھری ہوئی ہے......مگر دنیا میں تو اس کے دکھوں سے بھی بڑھے دکھ اور بھی ہیں...... بے شمار لوگ دنیا میں دکھی ہیں اور پھر بھی جی رہے ہیں......ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں، اس کے تو گلے شکوے ہی کم نہیں ہوتے اور وہ کیسے ہنس کھیل کر زندگی گزار رہی ہے، لوگوں کی خدمت کر رہی ہے......شہید شوہر کی ماں کا خیال رکھ رہی ہے، اپنی بچیوں کے ساتھ اپنی جوانی قربان کر رہی ہے......اسے زندگی کہتے ہیں اس کے دل میں اس کی بہت قدر بڑھ گئی تھی۔

''کہاں کھو گئے ہو......آج کی رات یہی صوفے پر گزار لو،کل سے اوپر کی منزل پر بنے بیڈروم میں شفٹ ہو جانا ہے اور اس وقت تک ہمارے ساتھ رہ سکتے ہو جب تک آپ دبئی کی جاب جوائن نہیں کر لیتے۔''

''گویا آپ سمجھا رہی ہیں کہ میں یہاں مستقل نہیں رہ سکتا...... یہاں سے جانا ہوگا۔''

''جانا تو ہوگا۔''

''میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔''

''وقت آنے پر آپ ارادہ بدل لیں گے۔''

''وقت کے ساتھ ساتھ میرا ارادہ اور مضبوط ہوتا جائے گا۔''

''دیکھتے ہیں......باتیں کم کرو گے تو دماغ پر بوجھ بھی کم پڑے گا۔''

''خاموش رہوں گا تو بہت سوچوں گا دماغ پر اور بوجھ بڑھے گا......سوچا تو دماغ سے ہی جاتا ہے......میں آپ سے ملنے سے پہلے تک بہت خاموش رہتا تھا...... ہر وقت سوچوں میں گزر جاتا تھا مگر آپ سے ملنے کے بعد میری سوچیں باتوں میں ڈھل گئی ہیں اب صرف بولنے کو دل چاہتا ہے۔''

''گویا آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو اچھا سننے والا مل گیا ہے۔''

''ایسا ہی سمجھ لیں۔''

''ممکن ہے کہ آپ کا بولنا اور میرا سننا آپ کے علاج کا حصہ ہو......اس لیے برداشت کر رہی ہوں۔''

''مجھے مطلب نہیں ہے کہ آپ سب کچھ ڈاکٹر کے کہنے پر کر رہی ہیں یا اپنی وجہ سے کر رہی ہیں، میں تو بس اتنا جانتا ہو ں کہ میری زندگی بدل گئی ہے......اتنی خوبصورت ہوگئی ہے کہ خواب بھی کم خوبصورت لگتے ہیں ......میری سوچیں با توں میں ڈھل رہی ہیں......ابھی تو میں نے آپ سے بہت باتیں کرنی ہیں۔''

''زبردستی ہے کیا۔''

''اب مسیحا بن گئی ہیں تو جتاؤ تو نہیں۔''

''خوب بولتے ہیں آپ......چاہے اگلا برا ہی مان جائے۔''

''سننا تو پڑے گا...... بیمار ہوں ابھی۔''

''یاد آیا کہ میں یاد کرانے آئی تھی کہ دوائی کا وقت ہو گیا ہے کھالیں......مگر آپ نے باتوں میں لگا لیا ہے۔''

''اللہ کرے آپ ہمیشہ باتوں میں لگی رہیں۔''

اس نے بہت اونچا قہقہہ لگایا۔

''آپ کھل کر ہنس بھی لیتی ہیں......بہت اچھا لگا......آپ کا یوں کھل کر ہنسنا......''اس نے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ ایک دم سنجیدہ ہوگئی۔

'میڈیسن لے کر آنکھیں بند کر کے لیٹ جائیں......نیند آ جائے گی۔''

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن خوابوں پر تو کوئی پابندی نہیں ہے......آپ تو جانتی ہوں گی کہ خواب دیکھنے میں نہ دماغ خرچ ہوتا ہے نہ زبان......خواب فلم کی طرح ہوتے ہیں......فلم ہم اپنی پسند سے دیکھنے جاتے ہیں اور ویسا ہی ہوتا جیسا ہمارا دل چاہ رہا ہوتا ہے جبکہ حقیقت کی دنیا بہت مختلف ہوتی ہے......دو تین گھنٹے تو ہم فلم میں کھو کر اپنی سوچوں اور خوابوں کو سچ ہوتا دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں......اس لیے خواب ہماری زندگی میں بہت اہم ہوتے ہیں، ہم جیسے محرومی کے مارے لوگوں کے لیے۔''

''مظلوم بننا انسان کو زیب نہیں دیتا۔''

''مجھے بھی اس حادثے کے بعد لگتا ہے کہ اب میں مظلوم نہیں رہا۔''

''اچھی بات ہے۔ایسی ہی مثبت سوچ آپ کو کامیابی کی طرف لے جائے گی۔''

''مجھے کیا پتہ کامیابی کیا ہوتی ہے اور کس کو کہتے ہیں......مجھے تو خوابوں کا اب پتہ چلا ہے اور جاننے کی کوشش کر رہا ہوں کہ خواب اتنے خوبصورت کیوں ہوتے ہیں اور کسی سے اچانک ملنے کے بعد ہی زندگی کیوں خوبصورت ہو جاتی ہے......آج کل مجھے بے وجہ سونا بھی اچھا لگ رہا ہے......اب مجھے نیند آ رہی ہے سونا چاہ رہا ہوں......بس آخری بات کہ آج کل حقیقت کی دنیا اور خوابوں کی دنیا میں کوئی فرق نہیں رہا ہے،کون سی دنیا زیادہ حسین ہے یہ جاننے کی کوشش کر رہا ہوں۔''

''خواب کبھی کبھی ڈراؤنے بھی ہوتے ہیں ڈر نہ جانا۔''اس نے ہنس کر کہا مگر وہ سو چکا تھا اس نے آخری جملہ نہیں سنا ،وہ سوتا ہوا بہت معصوم لگ رہا تھا......ہلکی سی مسکراہٹ کی وجہ سے اس کا چہرہ بہت کھلا کھلا لگ رہا تھا۔

''اللہ کا شکر ہے کہ واپس زندگی کی طرف لوٹ آیا ہے......ورنہ......ورنہ......اللہ نہ کرے......جب وہ آپریشن کے

بعد چوبیس گھنٹے تک بے ہوش رہا تو اس نے سجدے میں گر کر کیسے رو رو کر اللہ سے دعا کی تھی......وہ سوچ کر کانپ گئی۔

....

رات کو جب اس کی آنکھ کھلی تو اسے یاد آیا کہ معشار نے کہا تھا کہ اسے اوپر کی منزل میں بنے بیڈروم میں سونا ہے اور جب تک وہ مکمل طور کر صحت مند نہیں ہو جاتا وہ یہاں رہ تو سکتا ہے مگر اوپر کے بیڈروم میں......اسے اپنی حدود کا پتہ ہونا چاہیے......اس نے فوراً اپنے اوپر پڑی چادر اٹھائی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا سڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گیا۔

''اچھا خوبصورت کمرہ ہے......''اس نے کمرے میں داخل ہو کر لائٹ جلانے کے بعد خود کلامی کی۔

اللہ تعالی اب مجھے جلد صحت مند کر دے تو پھر بی بی سے بات کروں گا......اچھے وقت کا انتظار نہیں کروں گا......وعدہ لینے کے بعد ہی دبئی جاؤں گا......وہ مان جائے گی......بی بی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا وہ ہمیشہ میری ماں بن کر ہمارے ساتھ رہیں گی......بیٹیاں تو خدا کی رحمت ہوتی ہیں......باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گا......زندگی خوبصورت ہو گئی ہے......سب کچھ مل گیا ہے......زندگی میں کوئی محرومی نہیں رہی......خدا ایسے چھپڑ پھاڑ کر دیتا ہے...... اس نے سوچا کہ خدا سے ہمیشہ اچھی امید رکھنی چاہیے وہ سب کچھ ٹھیک کر سکتا ہے۔

وہ نہ مانی تو اس نے خود سے سوال کیا......مناتا رہوں گا اس وقت تک جب تک وہ مان نہ جائے......عورت پگھل ہی جاتی ہے اگر یقین دلا دیا جائے کہ وہ اس کے ساتھ سیریس ہے......اسے اعتبار اور اعتماد کا مکمل یقین دلا دوں گا......ایمانداری سے اظہار کروں گا تو مان ہی جائے گی......بس اسے اعتبار دلانے کی بات ہے جب اسے یقین ہو جائے گا کہ اس کی بیٹیوں کو پیار کرنے والا باپ مل گیا ہے اور اس کی ساس کا خیال رکھنے والا بیٹا تو مان ہی جائے گی...... عورت تو موم کی طرح ہوتی ہے بظاہر بہت سخت نظر آتی ہے مگر پیار کی حدت میں وہ کہاں خود کو قابو میں رکھ سکتی ہے، بہت جلد پگھل جاتی ہے......مجھے اپنی محبت پر یقین ہے کہ مان جائے گی......مجھے مشکل تو نہیں لگتی......منالوں گا...... کتنا وقت لے گی......زندگی تو اب اس کے ساتھ ہی گزارنی ہے......وہ نہیں تو کوئی اور بھی نہیں......وہ ساتھ ہے تو سب کچھ ہے......جب اسے یقین آ جائے گا کہ دونوں کی زندگی ایک دوسرے کے بغیر ادھوری ہے تو ہاں کر دے گی ......اس نے خود کو یقین دلانے کی کوشش کی......انہی سوچوں میں اس کی آنکھ لگ گئی۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو سامنے ناشتہ رکھا تھا......ناشتہ کیا تھا کہ ایک پیالے میں دلیا رکھا تھا......ساتھ ہی ایک ہدایت نامہ بھی رکھا ہوا تھا۔

''ابھی سیڑھیاں چڑھنے کی اجازت نہیں تھی......اب اوپر کے کمرے میں آ گئے ہو تو یہیں رہنا......بار بار سیڑھیاں چڑھنے اترنے کی کی ضرورت نہیں ہے......تمام چیزیں اس کمرے میں موجود ہیں......دلیا جلدی جلدی نہیں کھانا ......آہستہ آہستہ چبانا ہے، جلد جلد منہ نہیں ہلانا ہے، سر کو جھٹکنا نہیں ہے......قدم بھی آہستہ آہستہ اٹھانے ہیں...... ابھی لیکوڈ فوڈز لینا ہے، دوپہر میں یخنی اور بریڈ لینی ہے وہ نیچے آ کر کچن سے لے سکتے ہیں......میڈیسن سامنے رکھی ہیں دلیا کھانے کے بعد کھانی ہیں......احتیاط کرو گے تو تین مہینے کی بجائے دو ماہ میں مکمل طور پر صحت یاب ہو جاؤ گے ......ورنہ نتائج کے خود ذمہ دار ہو گے......معشار

وہ اس تحریر کو دس بار پڑھ چکا تھا مگر تسلی نہیں ہوئی تھی......دل کی ایسی حالت پہلے تو کبھی نہیں ہوئی......اس کی لکھی ہوئی باتیں اسے ازبر ہو گئی تھیں مگر بار بار پڑھنے کے باوجود دل نہیں بھر رہا تھا......وہ مسکراتا رہا اور اور بار بار ہدایت نامہ پڑھتا رہا۔

....

''آپ نے بی بی سے کیسی بات کی ہے؟'' معشار نے پوچھا۔

''بات نہیں کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔''

''خواہش کا اظہار سرعام نہیں کیا جاتا۔''

''جانتا ہوں اس لیے ماں سے کی ہے براہ راست لڑکی سے نہیں کی۔''

''دل میں ہزار خواہشیں ہوتی ہیں......سب کا اظہار نہیں کیا جاتا۔''

''سب کا نہیں صرف ایک خواہش کا اظہار کیا ہے......''

''پوری نہیں ہو سکتی۔''

''نئی نئی ذہن پر چوٹ لگی ہے......ایسے جواب نہ دیں......انکار نہ کریں......دماغ کام کرنا بند کر دے گا۔''

''آپ کو بھی سوچ سمجھ کر بی بی سے بات کرنی چاہیے تھی......انھوں نے سمجھا سمجھا کر میرا دن رات ایک کر دیا ہے، میں نے ایسے خواب عاصم کے جانے کے بعد دیکھنے بند کر دیے تھے۔''

''جانے والوں کے لیے دعائیں کی جاتیں ہیں......زندگی زندہ لوگوں کے ساتھ گزاری جاتی ہے۔''

''میرے آس پاس زندہ لوگ ہی ہیں ان کے ساتھ اچھی زندگی گزار رہی ہوں۔''

''مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل کرلو۔''

''میری زندگی کئی ایک لوگوں کے ساتھ وابستہ ہے میں اکیلی نہیں ہوں......اس لیے اب اپنے لیے کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔''

''پہلے آپ کا راضی ہونا ضروری ہے......ان کو منالوں گا۔''

''آپ کچھ زیادہ جلدی جلدی نہیں چل رہے۔''

''میں نے زندگی بھر محنت کی ہے......جلدی جلدی کرنے کا عادی ہو گیا ہوں...... مجھے ہمیشہ ڈر رہا ہے کہ کوئی دوسرا نہ چھین لے......ان کا تعلق مادی چیزوں سے تھا......اس خواہش کا تعلق دل سے ہے...... یہ تو مجھ سے برداشت نہیں ہوگا کہ کوئی اور چھین لے۔''

''کوئی نہیں چھین رہا...... بے فکر رہو......وقت کو فیصلہ کرنے دو، جلد بازی میں کئے فیصلے پچھتاوئے بھی بن جاتے ہیں۔''

''میں نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے اور اس پر قائم رہوں گا۔''

''اچھا......سوچتے ہیں...... میں نے کبھی اس طرح سوچا نہیں تھا......اس لیے دل کو منانے کے لیے وقت چاہیے...... اب میں سولہ سال کی لڑکی تو نہیں ہوں کہ شرما کر کہہ دوں کہ اپنے گھر والوں کو بھیج دو۔''

''کہہ کر تو دیکھو......فوراً بی بی کو بھجوا دوں گا......شام کا بھی انتظار نہیں کروں گا۔''

''اب میں کیا کہہ سکتی ہوں جب گھر والے ہی تمہارے ساتھ مل گے ہیں۔''

''شکریہ......آپ سے تم تو ہوا......اب وقت جتنا چاہے لے لو، مجھے بھی اب جلدی نہیں ہے آپ کا ہاں کہنا ہی میری زندگی کا حاصل ہے اب ساری زندگی انتظار میں گزر جائے پروا نہیں......آپ کو ہاسپٹل سے دیر ہو رہی ہے......اب آپ جائیے۔''

''تاکہ تم خوابوں میں دوبارہ کھو جاؤ......خوابوں میں رہنا چھوڑ دو......دبئی جانے کی تیاری کرو۔''

''اب تو فیملی کے ساتھ ہی جاؤں گا۔''

''دیکھو میں نے ہاں نہیں کہی ابھی مجھے بی بی سے کھل کر بات کرنی ہے اور بیٹیوں سے بھی پوچھنا ہے.....تم دبئی جا کر اپنی جاب کا آغاز کرو......میں کچھ وقت لینا چاہتی ہوں سوچنے کے لیے۔''

''وقت جتنا چاہے لے لو مگر جواب ہاں میں ہونا چاہیے۔''

''دل و دماغ کے ساتھ زبردستی نہیں کی جاتی......وہ اپنے انداز سے سوچ کر جواب دیتے ہیں، میں دونوں کو وقت دینا چاہتی ہوں۔''

''اچھا ٹھیک ہے وقت لے لو مگر اتنا تو کہہ سکتا ہوں کہ آنے والا زمانہ میرا بھی ہے۔''

''ان شاءاللہ!'' وہ مسکراتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

....

بابر نے دروازے پر دستک دی۔

''اندر آ جاؤ......'' بی بی نے کہا۔

''بی بی میرا دل آپ سے باتیں کرنے کو چاہ رہا تھا تو آپ کے کمرے میں آ گیا ہوں۔''

''آؤ بیٹھو میرے پاس آ کر......کیا کہنا چاہ رہے ہو۔''

''بی بی جانے میں سمجھا بھی سکوں گا کہ نہیں......آپ میرے اندر جھانک لیں......بن کہے سمجھ جائیں......میرے دل میں کیا ہے، مجھے وہ اچھی لگنے لگ گئی ہے ساری زندگی آپ سب کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں......آپ سب کے ساتھ چند دن گزارے ہیں تو دل آپ سب کا ہو کر رہ گیا ہے......اب یہیں رہ جانا چاہتا ہوں......ایسے لگتا ہے کہ زندگی مکمل ہو گئی ہے۔''

''بچے دنیا میں ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا جیسا ہم چاہتے ہیں......انسان کے اختیار میں کوشش کرنا ہے......مل جانا اللہ کی مہربانی سے ہوتا ہے......اللہ نیت کو خوب جانتا ہے۔''

''اللہ جانتا ہے کہ مجھ سے زیادہ اسے کوئی خوش نہیں رکھ سکتا۔''

''بیٹے وہ خدمت میں خوشی محسوس کرتی ہے اس کا میرے ساتھ رہنے کا فیصلہ......ایک مشکل فیصلہ تھا مگر آج تک وہ خوشی خوشی نبھا رہی ہے......اس کا زندگی کے بارے میں بہت مختلف فلسفہ ہے......زندگی کو وہ خدمت کے علاوہ کچھ اور نہیں سمجھتی۔''

''بس بی بی! آپ مجھے اپنا بیٹا مان لیں تو وہ مجھے قبول کر لے گی۔''

''قبول تو وہ کر رہی ہے...... مگر اسے کچھ وقت چاہیے اپنانے کے لیے...... میں بھی اسے سمجھا رہی ہوں کہ زندگی پر کچھ حق اپنا بھی ہوتا ہے...... کچھ وقت اپنے آپ کو بھی دو۔''

''میں نے سب کچھ آپ پر چھوڑ دیا ہے آپ میرا ساتھ دیں گی۔''

''تم جانتے ہو کہ ماں ہمیشہ بیٹوں کے ساتھ ہوتی ہے...... میری خواہش کے وہ اپنے گھر کی ہو جائے مگر اسے کچھ اعتراضات بھی ہیں اسے۔''

''ان اعتراضات میں کوئی حقیقت نہیں ہے اسے صرف وہم ہے۔''

''وہم تو نہیں ہے اس کے اعتراضات میں وزن ہے۔''

''بی بی آپ بھی ایسا سمجھ رہی ہیں...... یقین کریں میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ مجھ سے عمر میں بڑی ہے...... میں نے مانا ہی نہیں ہے۔''

''مانتی ہوں وہ دبلی پتلی سی اپنی عمر سے دس سال چھوٹی لگتی ہے مگر وہ تم سے آٹھ سال بڑی ہے...... بیوہ ہے، دو بچیاں ہیں...... ان کی ذمہ داری بھی بہت بڑی ہے اور وہ مجھے بھی اپنی ذمہ داری بنا چکی ہے......''

''مجھے یہ ذمہ داریاں سنبھالنے میں خوشی محسوس ہوگی...... یہ تو میری خوش قسمتی ہوگی کہ مجھے ایک ماں مل جائے اور دو بیٹیاں......''

''میں نے کہا ہے کہ تم مجھے اچھے لگے ہو...... بچیوں کے ساتھ بھی تمہارے اچھے تعلقات ہیں...... وہ بھی تمہیں پسند کر رہی ہیں۔''

''پھر رکاوٹ کہاں ہے......''

''ابھی وہ نکاح نہیں کرنا چاہتی، وہ کچھ وقت لینا چاہ رہی ہے۔''

''میں چاہ رہا تھا کہ نکاح ہو جائے تو دبئی جا کر پیپرز کے لیے اپلائی کر دوں...... ویزہ تو لگ ہی جائے گا مگر میں آپ سب کو ایک ساتھ بلانا چاہتا ہوں۔''

''ابھی تم اکیلے جاؤ اور اپنی جاب کا آغاز کرو...... پھر ہم بھی آجائیں گے۔''

''چلو آپ دونوں کا یہی فیصلہ ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں...... انتظار کر لوں گا۔''

''ان شاءاللہ! آنے والا وقت سب کے لیے خوشیاں لے کر آئے گا۔''بی بی نے دعا دیتے ہوئے کہا۔

....

''یہ ہے آفتاب صاحب کا نمبر.....تم خوامخواہ ڈر رہے تھے وہ تو بہت خوش مزاج اور ملنسار انسان ہیں۔''

''آپ ان سے کہاں ملی ہیں؟''

''ان کے آفس گئی تھی۔''

''کیا کہا.....تم آفس ملنے چلی گئی تھی.....تمھیں ڈر نہیں لگا......، اگر انھیں پتہ چل جاتا کہ تم میرے کہنے پر یہاں آئی ہو تو.....''

''تو......کیا ہوتا......جیسے حالات تم بتا رہے تھے، اس سے لگتا تھا کہ تمہارا نام لیتے ہی وہ مجھے گولی مار دیں گے...... میں نے سوچا کہ ایسی بھی اندھیر نگری نہیں......''

''تم نے بات کیسے شروع کی......اور آفتاب تک پہنچی کیسے؟''

''سیدھی سی بات ہے......میں نے کمپنی کا ایڈریس لیا اور پہنچ گئی......رسپشن پر ایک سمارٹ سی لڑکی موجود تھی......میں نے اس سے آفتاب صاحب کا پوچھا کہ وہ آفس میں موجود ہیں......اس نے ہاں میں سر ہلایا اور اشارے سے ان کا آفس بتایا......ان کے آفس کے باہر کوئی سیکرٹری نہیں تھا تو دروازے پر دستک دے کر اندر چلی گئی انھوں نے بہت عزت سے مجھے بٹھایا۔'

''مجھے لگ رہا ہے کہ میں پہلے آپ سے نہیں ملا۔''

''جی آپ سے پہلی بار مل رہی ہوں۔''

''کسی ریفرنس سے آپ آئی ہیں......جس جاب کے لیے اخبار میں اشتہار دیا تھا وہ سیٹ فل ہو چکی ہے۔''

''میں جاب کے سلسلے میں نہیں آئی۔''

''پھر.....کس سلسلے میں آئی ہیں؟''

''میں بتانے آئی ہوں کہ جس کو آپ دبئی بھیج رہے تھے......''

''تم بابر کی بات کر رہی ہو......کہاں ہے وہ......کیوں غائب ہوا ہے......اگر اس نے نہیں جانا تھا تو کمٹمنٹ کیوں کی تھی...... پہلے دن ہی انکار کر دیتا......دھوکا دیا ہے اس نے۔''

''اس نے دھوکا دیا ہے نہ کمٹمنٹ توڑی ہے......اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔''

''کوئی معقول بہانہ بناؤ، میں ایسے کسی ایکسیڈنٹ کو نہیں مانتا کہ بیس دنوں بعد اطلاع دے رہا ہے......اس نے اسی دن کیوں اطلاع نہیں دی بیس دنوں بعد کیوں اسے خیال آیا ہے......''

''اسے ہوش ہوتا تو اطلاع دیتا......وہ آپ سے بات کر رہا تھا......اسی وقت وہ گاڑی سے ٹکرایا تھا...... مسلسل تیس گھنٹے بے ہوش رہا......ہوش آنے کے بعد وہ ہسپتال میں تھا......وہ دس بارہ دن تو ہسپتال میں رہا......''

''مجھے ثبوت چاہیے۔''

''میں اس ہسپتال میں نرس ہوں......آپ کے ہر سوال کا جواب میرے پاس ہے ثبوت کے ساتھ۔''

''ہسپتال کا نام لکھ کر دو......میں اپنی تسلی کرنا چاہتا ہوں۔''

''یہ ہسپتال کا نام ہے اور یہ میرا فون نمبر......جب تسلی ہو جائے تو مجھے فون کر کے اس کا پتہ پوچھ لے لیں......اب میں چلتی ہوں اس نے پیپر پر ایڈریس لکھ کر دیتے ہوئے کہا۔

....

شام کو جب آفتاب صاحب اس سے ملنے آئے تو بابر ذہنی طور پر تیار تھا کہ اچھا اور برا کچھ بھی ہو سکتا ہے......امیر آدمی کبھی کبھی بڑی سے بڑی غلطی بھی معاف کر دیتا ہے اور کبھی معمولی سی کوتاہی بھی نظر انداز نہیں کرتے۔

''اب کیسی طبیعت ہے؟''

''اللہ کا شکر ہے پہلے سے بہت بہتر ہے......یقین نہیں آتا کہ میں زندہ ہوں۔''

''بس بچانے والا وہی ہے......وہ موت کی شکل دکھا کر واپس زندگی کی طرف لے آتا ہے......اس کی حکمت وہ ہی جانتا ہے، انسان کی عقل بہت محدود ہے۔''

''درست فرمایا آپ نے......اب آپ نے یقین کر لیا ہوگا کہ مجھ پر کیا بیتی ہے......''

''تم اگر خود سامنے آ جاتے تو شاید کچھ غلط ہو جاتا......تمہیں اطلاع تو دینی چاہیے تھی، اپنے ایکسیڈنٹ کی۔''

''سر آپ کیسی بات کر رہے ہیں......تیس گھنٹے بعد ہوش آیا......اور ہوش بھی ایسی کہ دماغ کام نہیں کر رہا تھا......کچھ یاد بھی نہیں تھا......خود کو پہچانے میں بھی بیس گھنٹے لگ گئے تھے اور پھر میرا فون بھی گم ہو گیا تھا، کیسے رابطہ کرتا، میں تو اپنے روم میٹ کو بھی اطلاع نہیں کر سکا۔''

''تم نے بے بی سے رابطہ نہیں کیا......''

'کیسی باتیں کررہے ہیں......میں کہاں اس قابل تھا کہ کسی سے رابطہ کرتا......اب میرا یونی ورسٹی سے ناتا ٹوٹ چکا ہے اور سامعہ سے رابطے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا...... مجھے اپنی زندگی بہت عزیز ہے اور زندگی سے پیار کرنے والا بندہ ہوں، زندگی ہوگی تو کسی سے پیار بھی کرلوں گا......کسی کی خاطر زندگی تو ختم نہیں کی جاسکتی'

''یہ فلسفہ چھوڑو یہ بتاؤ کہ اب کیا ارادے ہیں۔''

''ارادے تو وہی ہیں کہ آپ اپنے وعدے کے مطابق میری دبئی کی نوکری کا بندوبست کریں گے۔''

''میری طرف سے تم کل سے نوکری شروع کرسکتے ہو۔''

''سر مجھے دو تین ماہ کی مہلت درکار ہے......مکمل ذہنی طور پر صحت مند ہونے میں۔''

''ٹھیک ہے بس تم نے بے بی کے سامنے نہیں جانا اور اگر ایسا ہوگیا، چاہے اتفاق سے ہی کیوں نہ ہو......وہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہوگا......تم اچھی طرح سمجھ لو کہ بے بی کے ساتھ ہمیشہ کوئی نہ کوئی ہوتا ہے اور بے بی کس کے ساتھ بات کرتی ہے کس کے ساتھ گھومتی پھرتی ہے اک اک لمحے کی رپورٹ ان کے والد کو دی جاتی ہے۔''

''سر میں خود بھی آپ کی بے بی سے دور رہنا چاہتا ہوں......میں نے کبھی بھی خود کو بے بی کے قابل نہیں سمجھا، میں کسی بھی لمحے اپنی اوقات نہیں بھولتا...... یہ سامعہ کی مہربانی تھی کہ مجھ سے بات کرلیا کرتی تھی......ورنہ کہاں وہ اور کہاں میں۔''

'یہ پابندی میں نہیں لگا رہا......ان کے والد ایسا نہیں چاہتے۔''

''وہ درست کررہے ہیں آپ فوراً اس کی شادی کردیں فارس بہت اچھا لڑکا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ اسے پسند کرتا ہے۔''

''میں نے بھی اس کے والد کو یہی مشورہ دیا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سوچ رہے ہیں......اچھا خیر اب میں چلتا ہوں، یہ تمہارا سیل فون......اس میں میرا نمبر ہے جب خود کو بہتر پاؤ تو اطلاع دے دینا۔''

''ٹھیک ہے سر لیکن آپ میرا پاسپورٹ تو بنوا دیں...... باقی پیپرز بھی تیار کروا دیں میں بہت جلد جاب جوائن کرنا چاہتا ہوں......زندگی کا ایک ایک دن خوشگوار بنانا چاہتا ہوں۔''

''ہوجائے گا سب کچھ......جب تک تم ہماری شرائط پر چلتے رہو گے۔''

''میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں۔''

''بس جلدی سے صحت مند ہو جاؤ، اب چلتا ہوں......کسی چیز کی ضرورت ہو تو ضرور بتانا......ویسے میں فون پر رابطہ رکھوں گا۔''

''آپ کے آنے کا شکریہ سر۔''

'ویلکم......''

''میں ان شاءاللہ آپ سے رابطے میں رہوں گا۔'' اس نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

....

''اب آپ کافی بہتر ہو گئے ہیں......بڑے فریش نظر آ رہے ہیں۔''

''اللہ کی مہربانی کے بعد آپ کی توجہ اور نظر کرم کا کمال ہے ورنہ بندہ ناچیز ایک ٹسٹ بھی نہیں کرا سکتا تھا......علاج تو دور کی بات ہے۔''

''اس ایکسیڈنٹ نے دماغ پر اچھا اثر ڈالا ہے......تمہاری اردو بھی کافی بہتر ہو گئی ہے۔''

''اردو کے اچھا ہونے کا سارا کریڈٹ بھی تمہیں جاتا ہے......حسیں چہرے کو دیکھ کر شاعری بھی سمجھ میں آتی ہے اور آنکھوں کی زبان بھی، خوبصورتی دیکھ کر دل نہ مچلے، غزل کہنے کو دل نہ چاہے......انسانی فطرت کے خلاف ہے خوبصورتی تو سیدھا دل پر اثر کرتی ہے۔''

''شاعری کم اور مستقبل کے بارے میں سوچنا تمہارے لیے بہتر ہے۔''

''بہتر تو اور بھی بہت کچھ ہے مگر رعبِ حسن کی وجہ سے زبان کھولنا ذرا مشکل ہو رہا ہے۔''

''زبان پر عبور کا ابھی یہ عالم ہے تو رعبِ حسن کی اجازت کے بعد کیا ہوگا......''

''اجازت دے کر دیکھ لو۔''

''کب تک تمہارا جاب جوائن کرنے کا ارادہ ہے۔''

''ہم تو آپ کی اجازت کے منتظر ہیں۔''

''کیسی اجازت......''

''آپ کو پروپوز کرنے کی اجازت......دبئی جانے کی اجازت......عمر بھر ساتھ رہنے کی اجازت......''

''وقت تو آنے دو......''

''وعدہ تو کر لیں۔''

''وقت خود اپنا وعدہ نبھاتا ہے۔''

''وقت سے بڑھ کر کوئی اور بے وفا نہیں۔''

''بے وفائی بھی محبت کا ایک پہلو ہے، محبت کی یاد بے وفائی سے بندھی ہے۔''

''میں نے زندگی میں بے وفائی کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھا اب صرف وفا چاہتا ہوں خود سے بھی اور آپ سے بھی۔''

''اپنی قسم تو کھائی جاسکتی ہے، کسی اور کی نہیں......میری شادی جب عاصم سے ہوئی تھی تو صرف بیس سال کی تھی...... انھوں نے ہی محبت کا جذبہ دل میں جگایا اور انھی کی ہو کر زندگی بھر ساتھ رہنے کی تمنا کرنے لگی، ان کے ساتھ زندگی اتنی حسین لگنے لگی تھی کہ جنت دیکھنے کی خواہش بھی نہیں رہی مگر سچ کچھ اور تھا......وقت نے جدائی لکھی تھی تو جدائی آ ہی گئی......اور پھر سارے وعدے دھرے کے دھرے رہ گئے، وہ اس شان سے رخصت ہوا کہ آنکھ میں آنسو تو تھے مگر آنکھ سے چھلکے نہیں...... ہونٹوں پر ایسی مسکان سجی تھی کہ چہرے سے نظریں ہٹانا مشکل...... بے وفائی کا شائبہ تک نہ تھا اس کے چہرے پر......زندگی نے مجھے اس کے ساتھ رہنے نہیں دیا جس کے بغیر ایک پل بھی زندہ رہنا ممکن نہ تھا اس کے بعد کچھ بھی اچھا نہیں لگتا تھا، کیسی عجیب بات ہے کہ دن میں کئی ایک بار ہم دونوں زندگی بھر ساتھ رہنے کا وعدہ ایک دوسرے سے کرتے مگر محبت میں وعدے......ان کی کہانی ہی اور ہے......ہوتا تو وہی ہے جو لکھا ہوتا ہے تو پھر وعدہ کرنے کا فائدہ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ فوجی محاذ پر صرف فوجی ہوتا ہے، نہ بیٹا، نہ شوہر نہ باپ......کسی کا رشتے دار نہیں ہوتا......وہ صرف اپنے ملک کا محافظ ہوتا ہے...... جسے اپنی جان کی پروا بھی نہیں ہوتی......اس کا دل وطن کی محبت سے سرشار ہوتا ہے، اور وہ شہادت کی خواہش کے نشے میں مدہوش ہوتا ہے، اور نشے میں ہوش کسے ہوتا ہے......''

''مگر محترمہ وعدہ کرنے اور وعدہ لینے میں جو مزہ ہے وہ ناقابلِ بیان ہے، نبھانے کا عمل تو بعد میں شروع ہوتا ہے...... زندگی میں محرومیاں اتنی دیکھی ہیں کہ اب چھوٹی چھوٹی خواہشوں کو بھی وعدے کے بندھن میں باندھنا چاہتا ہوں۔''

''میں نے تو عاصم کے ساتھ ساری زندگی گزار لی تھی اب صرف وقت گزار رہی ہوں اور ان کی شہادت کے بعد خدمت کو ہی اپنا شعار بنالیا ہے......اب مجھے محبت میں نہیں خدمت میں سکون ملتا ہے۔''

''خدمت......خدمت بھی ہوتی رہے گی پہلے محبت تو کر لیں۔''

''اگر میں نہ ملتی تو کیا تم محبت نہ کرتے؟''

''میں نے تئیس سال میں لمحہ بھر کے لیے ایسا محسوس نہیں کیا جو پہلی بار آپ کو دیکھ کر محسوس کیا تھا......یقین کر لیں۔''

''یقین تو پہلی بار ہی آ گیا تھا مگر زندگی کی حقیقتیں مختلف ہیں......تمہارے ساتھ چلنے میں جگ ہنسائی ہے، شہید کی بیوہ کو اونچے مقام پر بٹھا دیا جاتا ہے......اس سے دعائیں تولی جاتیں ہیں، اس سے قربانی تو مانگی جاتی ہے......اس کی قربانی کو سراہا بھی بہت جاتا ہے مگر اسے انسان سے مبرا سمجھا جاتا ہے اگر وہ دنیاداری کی طرف آنا چاہتی ہے تو اس کے اس عمل کو کوئی پسند نہیں کرتا......میں بچوں اور بی بی کی نظروں میں گرنا نہیں چاہتی۔''

''آپ غلط سمجھ رہی ہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا......بچوں کو سمجھانا میرا کام ہے اور بی بی تو خود چاہتی ہیں کہ آپ اپنا گھر بسالیں۔''

''اور پھر بی بی اکیلی ہو جائیں گی۔'' وہ اداس سی ہوگئی۔

''آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ سے وابستہ سارے لوگ میرے نہیں ہیں؟......میں آپ کے ساتھ سب کو اپناؤں گا، ہم سب مل کر رہیں گے۔''

''مگر ابھی تو تمہیں اکیلے ہی جانا ہوگا۔''

''ہاں اکیلے ہی جانا ہے، مگر بہت جلد سب کو بلا لوں گا۔''

''ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہیں پاکستان میں ہی جاب مل جائے؟''

''ابھی آپ کو وہ وجہ تو بتائی ہی نہیں کہ جس وجہ سے یہ اتنی بڑی کمپنی والے مجھے جاب دے رہے ہیں۔''

''ابھی اور بھی کچھ باقی بچا ہے بتانے کے لیے؟''

''اصل وجہ تو بتائی ہی نہیں ہے کہ مجھے باہر کیوں جاب دی جا رہی ہے......دوسرے لفظوں میں مجھے کچھ عرصے کے لیے پاکستان سے باہر وقت گزارنا ہوگا......کسی کی نظروں سے دور رہنا ہوگا۔''

''گویا تم کسی کی نظروں میں بھی رہتے ہو؟''

''باہر بھیجنے والوں کا یہی خیال ہے کہ نظروں سے دور رہنے سے دل سے بھی دور ہو جاتا ہے۔''

''کس کی نظروں سے دور کیا جا رہا ہے؟''

''سن کر حیرت زدہ رہ جاؤ گی۔''

''اب بتا بھی چکو...... سسپنس کریٹ کرنے سے کہانی دلچسپ نہیں ہو جاتی۔''

''جیلسی محسوس ہو رہی ہے؟''

''بالکل بھی نہیں......صرف سچ جاننا چاہتی ہوں۔''

''سچ تو بتادوں گا مگر آپ کو میری ہر بات پر یقین کرنا ہوگا۔''

''سچ خود بولتا ہے، وضاحت کی ضرورت نہیں ہوتی۔''

''لو پھر سنیں......میں جس یونی ورسٹی میں پڑھتا ہوں وہ امیر لوگوں کی ڈونیشن سے چلتی ہے اور ہم جیسے محنتی سٹوڈنٹس کی وجہ سے اس کا میعار قائم رہتا ہے......''

''جانتی ہوں......اصل بات بتاؤ۔''

'چلو بے چینی بڑھ تو رہی ہے اور آپ جانتی ہیں کہ بے چینی کس جذبے کی علامت ہوتی ہے...... مان لیں تو کہانی آگے بڑھاتا ہوں۔''

''سیدھی طرح بتاؤ کہ لڑکی کہاں سے آئی؟''

''ابھی تو میں نے لڑکی کا ذکر تک نہیں کیا......''

''تمہاری کہانی یہی اشارہ کر رہی ہے۔''

''آپ اشارے بھی سمجھ لیتی ہیں۔''

''اگر جلدی بات نہ بتائی تو کمرے سے چلی جاؤں گی اور میڈیسن بھی دینے نہیں آؤں گی۔''

''یقین کرلیں کہ یہ آگ آپ اکیلے نہیں بجھا سکیں گی اور میں چاہتا بھی یہی تھا کہ آپ کو یہاں تک لے آؤں......چلو کہانی کی طرف آتے ہیں......سامعہ نام کی امیر ترین لڑکی اس بندہ ناچیز کی شخصیت کی پہلی نظر میں اسیر ہوگئی اور گو ڈے گوڈے میری محبت میں گرفتار ہوگئی......اور پھر اس لڑکی نے نوازشوں کی بھرمار کر دی......ہم انکار کرتے رہے وہ اظہار کرتی رہی، ہم اپنے حالات بتا بتا کر اسے ڈراتے رہے، وہ اور نڈر ہوتی رہی......اس نے دنیا سے ٹکر لینے کا ارادہ کرلیا اور اپنے والدین سے ملوانے کا عندیہ دے دیا، ہمیں اپنے پاؤں تلے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہونے لگی......کیوں کہ ہم اس قابل ہی نہیں تھے کہ اس کے والدین سے ملنے اس کے گھر پہنچ جاتے۔''

''حرج کیا تھا مل لیتے۔''

''زمین پر رہ کر چاند کو دیکھا تو جا سکتا ہے مگر اسے چھوا نہیں جا سکتا...... کچھ چیزیں کوشش اور دعا سے بھی حاصل نہیں ہوتیں...... وجہ یہ نہیں کہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں...... ان کا مل جانا آپ کے لیے بہتر نہیں ہوتا، جب اپنی اوقات سے بڑھ کر کچھ مل جائے تو دیرپا نہیں ہوتا، آپ ان کی قدر تو کر سکتے ہیں مگر ان کو سنبھال نہیں سکتے۔''

''تمہیں اچھی لگی تھی؟''

''میں پہلے بتا چکا ہوں کہ میں اونچی اور لمبی چھلانگ لگانے کے حق میں نہیں ہوں، گرنے سے بہت ڈرتا ہوں، زندگی بہت خوبصورت ہے...... یہ مرنے مارنے کے لیے نہیں ہے، میرے اندر سے بار بار آواز آتی تھی کہ یہ راستہ میرے لیے نہیں ہے، اس راستے پر رسوائی سے زیادہ خوفناک موڑ ہیں اور کسی بھی موڑ کے آگے گڑھا بھی ہو سکتا ہے اور اگر کسی گڑھے میں گر گیا تو کوئی اٹھانے والا بھی نہیں ہوگا...... اور خود اُٹھنے کی ہمت بھی ہوگی یا نہیں، ممکن ہے، پیروں تلے روندا جاؤں...... اس کے والدین نے تمام الزام میرے اوپر لگا کر مجھے غائب کرا دینا تھا...... انھوں نے اپنی بیٹی کو معصوم کہہ کر معاف کر دینا تھا، میں اتنا بھی بے وقوف نہیں ہوں کہ کسی بے نام گولی کا نشانہ بن کر امیر لڑکی کی محبت پر قربان ہو جاتا۔''

''گویا تم اس سے محبت تو کرتے تھے مگر اس کے امیر خاندان سے ڈرتے تھے۔''

''پوری کہانی میں ایک بار بھی میں نے اپنی محبت کا ذکر نہیں کیا۔''

''یعنی تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے تم نہیں کرتے۔''

''نہیں...... میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ انسانی فطرت ہے کہ جو نہ ملے وہ ضد بن جاتی ہے، میرے بار بار انکار نے اسے ضدی بنا دیا تھا، وہ ہر قیمت پر مجھے حاصل کرنا چاہتی تھی، چاہے حاصل کرنے کے بعد ایک کونے میں پھینک دیتی......''

''بہت خوبصورت ہے؟''

''امیر لوگ خوبصورت نہ بھی ہوں انھیں خوبصورت بننا آتا ہے...... امپورٹڈ میک اپ اور برانڈڈ کپڑے...... پھر کون ظالم حسین نظر نہیں آئے گا۔''

''کہانی کا اینڈ کیا ہوا؟''

''کہانی ابھی ابتدائی مراحل میں تھی کہ سامعہ نے اپنے منگیتر سے شادی سے انکار کر دیا تو خاندان میں طوفان آ گیا ......ایک اور دلچسپ موڑ یہ بھی آیا کہ اس کا منگیتر بھی ہماری کلاس میں ہی پڑھتا تھا اور میرا اچھا دوست بھی ہے ......میں نے اسے اچھی طرح یقین دلایا ہوا تھا کہ مجھے سامعہ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔''

''تم تو بہت چالاک ہو۔''

''اسے چالاکی کا نام نہ دو......کامن سینس کہہ سکتی ہو، اور آپ جانتی ہیں کہ کامن سینس کسی سکول کالج میں نہیں سکھائی جاتی......حالات سکھاتے ہیں، میں نے تو زندگی ہے ہر موڑ پر کامن سینس سیکھی ہے۔''

''کہانی تو مزے کی ہے۔''

'کہانی نہیں زندگی مزے کی ہے......بس میں نے ایک بات پلے باندھی ہوئی ہے کہ کسی طاقت ور سے ٹکر نہیں لینی......کسی کے راستے میں نہیں آنا......اپنا راستہ خود بنانا ہے اور کسی کی ضد کے لیے خود کو کبھی قربان نہیں کرنا......اس فلسفے پر جب تک عمل کرتے رہو گے تو کامیابی تمہاری غلام بن کر رہے گی، تمہیں کامیابی سے کوئی نہیں روک سکتا...... تم نے زندگی کو سیریس لیا ہوا ہے اور اپنے راستے پر چل رہے ہو......ابھی تک کہانی اچھے انداز سے آگے بڑھ رہی تھی اور سامعہ سے دور دہئ جا رہا تھا کہ ایک ایکسیڈنٹ کی وجہ سے آپ سے ملاقات ہو گئی......دل نے کہا بس یہی تمہاری منزل ہے، نیا راستہ جو میری زندگی میں آیا ہے وہی مجھے منزل تک پہنچائے گا۔''

''میں ابھی ایسے نہیں سوچتی۔''

''سوچتا ہوں کہ آپ سے دور جانے کو دل نہیں چاہتا تو سامعہ بھی مجھ سے دور نہیں جانا چاہتی ہو گی۔''

''خود ہی تو کہہ رہے کہ تم اس کی ضد ہو محبت نہیں۔''

''مگر وہ تو اسے محبت سمجھ رہی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ میں اس کی ضد بن چکا ہوں اور میں ضدی لوگوں کو پسند نہیں کرتا ......میرے دل نے کئی بار گواہی دی ہے کہ سامعہ وہ نہیں ہے جس کے ساتھ زندگی بسر ہو سکے۔ مجھے دل نے بار بار کہا ہے کہ اس کے راستے سے ہٹ جاؤ وہ تم سے محبت نہیں کرتی تم صرف اس کی ضد ہو، میرا خیال بھی یہی ہے کہ میں اس کے ساتھ زندگی نہیں گزارنا چاہتا......اس کا منگیتر ہر لحاظ سے اس کے لیے بہتر ہے۔''

''بس کہانی ختم ہو گئی......اب آگے بڑھو۔'' معشار نے کوئی ردعمل ظاہر کیے بنا کہا۔

''آگے بڑھ چکا ہوں......ایک ایکسیڈنٹ کی وجہ سے یونی ورسٹی کی لائف بہت پیچھے رہ گئی ہے۔''

''گڈ.....تمہارے لیے یہی بہتر ہے، بڑے لوگوں کے درمیان چھوٹے لوگوں کا آنا، چھوٹوں کی ہی غلطی سمجھا جاتا ہے، کیا ضرورت ہے ان کے منہ لگنے کی، سامعہ جانے یا اس کے والد جانے دونوں ایک دوسرے کو سمجھا بھی لیں گے اور سمجھ بھی لیں گے۔''

''جب سے سامعہ کی نظرکرم مجھ پر پڑی تھی تب سے یونی ورسٹی میں ہم دونوں کے قصے ہر ایک کی زبان پر تھے جدھر سے ہم دونوں گزرتے تھے، لڑکیاں سامعہ کو رشک کی نظر سے دیکھتی تھیں اور لڑکے مجھے.....میرے پاؤں تو زمین پر پڑتے ہی نہیں تھے، ہواؤں میں اڑتا پھرتا تھا۔'' بابر نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا

''دوسروں کے پر لگا کر ہواؤں میں اڑنے والے جب حقیقت کی دنیا واپس آتے ہیں تو نہ زمین کے رہتے نہ ہواؤں کے۔''

''میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ابھی زیادہ اڑان نہیں بھری تھی.....زمین پاس ہی تھی آرام سے پاؤں زمین سے لگ گے چوٹ گہری نہیں تھی..... برداشت کر گیا.....اور زندگی میں اس سے ٹکرا گیا جس کے ساتھ زندگی بھر ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔''

''دوبارہ ایسے خواب مت دیکھنا.....جانے کی تیاری کرو۔''

''تو یہ طے ہے کہ آپ مجھے یہاں سے بھیج کر ہی دم لیں گی۔''

''جو تمہارے لیے بہتر ہے اس کی دعا کرتی ہوں۔''

''مہربانی ہے آپ کی۔''

....

''سر وہ فلائی کر گیا ہے.....اب اس کی واپسی اگلے دس سال تک ممکن نہیں ہے۔'' مشتاق نے ائیر پورٹ پر اسے سی۔ آف کرتے ہی سامعہ کے والد کو فون پر اطلاع دی۔

''کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ اگلے دس سال تک پاکستان نہیں آئے گا.....دبئ کون سا دور ہے۔''

''سر وہ اپنی کامیابی کے لے دن رات محنت کرے گا.....پہلی بار کسی ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کرے گا، اس کے لیے اسے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ اس جاب کے قابل ہے، اس سے پہلے اس نے اس لیول کی نوکری کرنا تو دور کی بات ہے ایسی کمپنی کو اندر سے بھی نہیں دیکھا ہوگا اور وہ جانتا ہے اگر اس نے رات دن ایک نہ کیا تو وہ ایسی بڑی کمپنی میں زیادہ

دیر ٹھہر نہیں سکتا اسے دوسروں کی نسبت زیادہ محنت کرنا ہوگی اور اس کے پاس غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔''

''کیا وہ اس کیلی بر کا بندہ بھی یا نہیں...... کہیں تم نے اسے زیادہ بڑا عہدہ تو نہیں دے دیا؟''

''میں نے سوچ سمجھ کر اسے اس عہدے کے لیے منتخب کیا ہے تاکہ وہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھے، اس پر ایسی ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ بھول جائے گا کہ وہ کون ہے۔''

''یہ عہدہ ہمیشہ ایک تجربہ کار شخص کو دیا جاتا ہے پہلی بار کسی نئے شخص کو دیا جا رہا ہے۔''

''سر چند مہینے آزما لیتے ہیں۔''

''ہاں ہاں آزما لو...... مجھے تو اس کی واپسی سے مطلب ہے۔''

''سر آپ بے بی کی شادی کی تیاریاں کریں۔''

''اس نے بے بی کے بارے میں کچھ بات تو نہیں کی؟''

''ایک بار بھی نہیں...... کئی بار وہ کہہ چکا ہے کہ وہ سامعہ بی بی کے قابل ہی نہیں تو اس سے شادی کے بارے میں کیا سوچنا...... اس نے ہر بار یہی کہا ہے کہ فارس سے اس کی شادی کر دی جائے تو وہ سب کچھ بھول جائے گی۔''

''ہاں میں اس سے بات کرنے والا ہوں۔''

''سر مجھے اجازت دیں پھر بات ہوگی۔''

''او کے۔''

....

''سامعہ بیٹی تم نے ابھی تک اپنے اس کلاس فیلو سے نہیں ملوایا۔''

''پاپا کیا ملواؤں اس سے...... وہ تو غائب ہی ہو گیا ہے...... میں تو خود اسے تلاش کرتے کرتے پریشان ہو گئی ہوں۔''

''عجیب بات کر رہی ہو کہ وہ غائب ہو گیا ہے، بڑی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے اس نے...... ایسے بھی کوئی غائب ہوتا ہے، چلو مان لیا اسے کسی کا ڈر ہے تو وہ تم سے کہتا ہم سنبھال لیتے...... ڈر کر چھپ جانا تو مناسب نہیں ہے۔''

''جی پاپا مجھے اس کی یہ حرکت کوئی اچھی نہیں لگی...... اس نے تو یونی ورسٹی بھی آنا چھوڑ دیا ہے...... ایگزامیز ہونے والے ہیں کوئی سٹوڈنٹ کلاس مس نہیں کر رہا اور وہ غائب ہے مجھے ایسا غیر سنجیدہ رویہ ہضم نہیں ہو رہا۔''

''پھر چھوڑو اسے...... ایگزامیز کے بعد فارس سے شادی کی تیاری کرو...... تم جانتی ہو کہ سارا خاندان ایک طرف تھا

اور میں تمہارے ساتھ تھا......میں تمہاری ماں کی بات بھی نہیں سن رہا تھا۔''

''جانتی ہوں پاپا......آپ پر کتنا پریشر ہے......مجھے ایگزامیز تک کی مہلت دے دیں پھر آپ کی بات مان لوں گی۔''

''ظاہر ہے تمہارے ایگزامیز کے بعد ہی شادی ہوگی، فارس نے بھی تو ایگزامیز دینے ہیں مگر ایک بات یاد رکھنا کہ تم اپنی رضامندی سے شادی کر رہی ہو، تم سے کوئی زبردستی نہیں ہو رہی۔''

''یس پاپا آئی نو......آپ تو میرے دوست ہیں......آپ کیسے زبردستی کر سکتے ہیں۔''

''خوش رہو، فارس اچھا لڑکا ہے دھیمے مزاج اور خاموش طبیعت کا......وہ تمہیں پسند بہت کرتا ہے......اچھا ہینڈسم لڑکا ہے، مجھے ہر لحاظ سے تمہارے جوڑ کا لگتا ہے۔''

''جی پاپا وہ ہر لحاظ سے کمپیٹیبل ہے......مگر دل اس کی طرف کیوں نہیں آتا۔''اس نے دل میں کہا

''اچھا پاپا میں چلتی ہوں آج کل ایگزامیز کی تیاری میں مصروف ہوں۔''

''ضرور......دل لگا کر پڑھو......فارس تو بہت محنت کر رہا ہے۔''

''وہ تو دکھاوے کے لیے بھی کرتا ہے۔''

''کچھ کہا تم نے......؟''

''نو پاپا......بس میں جا رہی ہوں۔''

....

دبئی جاتے ہوئے وہ اداس بھی تھا اور خوش بھی......اداس اس لیے کہ پہلی بار اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کسی سے جدا ہو رہا ہے......اپنی فیملی سے دور جا رہا ہے......پیچھے کوئی انتظار کرنے والا ہے اور خوش اس لیے کہ اب اس کی عملی زندگی کا آغاز ہونے جا رہا ہے، کامیابی کی طرف اس کا پہلا قدم تھا......مشکلات کا دروازہ بند ہو چکا تھا، آسانیاں بازو کھولے سامنے کھڑی تھیں، کامیابیاں اسے اپنے اندر سمیٹنے کو تیار کھڑی تھیں......خوشی اور اداسی کے امتزاج میں کھوئے کھوئے وہ دبئی پہنچ گیا......اک نئی دنیا سامنے تھی، آزادی اور خودمختاری کا احساس......زبان سے بیان نہیں ہوسکتا وہ ہواؤں میں اڑ رہا تھا......ہواؤں میں اڑنے والا ہی جانتا ہے کہ جب ساری دنیا زمین پر محسوس ہو اور خود کو آسمانوں کی طرف جاتا دیکھ رہا ہو تو......بس وہ آنے والے زمانے میں کھو گیا......اور پھر وہ تھا اور کمپنی کا کام......وہ بھول گیا کہ وہ کون ہے......وہ کب سوتا تھا کب جاگتا تھا کب کھاتا تھا......دن کیا ہوتا ہے اور رات کیسے

کہتے ہیں......وہ کچھ جانتا تھا تو صرف یہ کہ اسے اس کمپنی کا منیجر بننا ہے یا ایسی کمپنی اس کی اپنی ہونی چاہیے......وہ محنتی تو بچپن سے ہی تھا، دن رات جاگنا عجیب نہیں لگتا تھا......اس وقت تو اسے اپنی محنت کا پھل مل رہا تھا......وہ تو کامیابی کے نشے میں گم رہتا تھا...... نشے میں کھویا انسان ہوش میں کب ہوتا ہے......وہ تو کامیابی کی سیڑھیاں چڑھ رہا ہے......آخری سیڑھی پر پہنچ کر سانس لینا چاہتا ہے......شروع شروع میں اس نے معشار اور بی بی سے روزانہ رابطہ رکھا اور پھر ہفتے بعد فون کر کے ایک دوسرے کی خیریت پوچھ لی۔ پھر وہ ایسا مصروف ہوا کہ اکثر فون کرنا بھول جاتا اور جب یاد آتا تو ٹائم مناسب نہیں ہوتا، لیکن وہ لمحے بھر کے لیے بھی بی بی اور معشار کو نہیں بھولا......اسے بس ایک ہی لگن تھی ایک ہی دھن سوار تھی کہ اسے کامیاب ہونا ہے اس لیے وہ اکثر اپنے آپ سے کہتا رہتا کہ اسے پہلا اور آخری چانس ملا ہے کہ وہ کامیاب ہو جائے یا ناکام......ناکام اس نے ہونا نہیں تھا کیوں کہ اسے اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ چار دوسرے لوگوں کا بھی خیال تھا جو جانے انجانے میں اس کے ساتھ وابستہ ہو گئے تھے......یا اس نے انھیں اپنی زندگی کا حصہ بنا لیا تھا......ممکن ہے کہ وہ ہی ایسا سمجھ رہا ہو مگر وہ سب کچھ اپنے ساتھ ساتھ ان کے خیال سے بھی اتنی محنت کر رہا تھا......مثبت بات یہ تھی کہ وہ اس محنت میں لطف محسوس کر رہا تھا۔ اس لیے کب معشار سے رابطہ کم ہوا اور کب ختم ہوا......بس وہ خود سے یہی کہتا رہا کہ پاکستان سے دبئی دور ہی کتنا ہے کسی دن بھی اچانک پاکستان پہنچ جاؤں گا اور ان چاروں کو سرپرائز دوں گا......کچھ کامیابیاں حاصل کر لوں اور اس طرح ایک سال بیت گیا اور اسے ایک ماہ کی چھٹی مل گئی......سب سے پہلے اس نے اتنی شاپنگ کی کہ اس کا دل بھرتا ہی نہیں تھا......سب سے زیادہ چیزیں اس نے معشار کے لیے لیں......بچوں اور بی بی کو بھی اس نے یاد رکھا اور ان کے لیے بہت کچھ لیا مگر معشار کے لیے اس نے سب کچھ لینے کے باوجود اس کی تسلی نہیں ہو رہی تھی۔

وہ سامان کے پانچ چھ بیگز کے ساتھ بغیر اطلاع دیے جب ٹیکسی سے گھر کے سامنے اترا اور بیل دے کر اندر داخل ہوا تو صحن میں ہی اسے چڑیا اور مینا مل گئی۔۔۔کافی دیر بچیوں کے گلے شکوے سن کر محظوظ ہوتا رہا اور ادھر ادھر تلاش کرتا رہا کہ وہ کسی کمرے سے نکل کر سامنے آ جائے اور اس کا دل چند لمحوں کے لیے بند ہو جائے......وہ سامنے کھڑی رہے اور وہ دیکھتا رہے......وقت تھم جائے صدیاں بیت جائیں اور وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے رہیں......زندگی گزرنے کا احساس نہ رہے مگر ایسا ہوا نہیں ہے بچیوں کے شور کی وجہ سے بی بی کی آواز کمرے سے آئی۔

''کون ہے بچو!......کس سے بات کر رہے ہو...... مجھے تو بابر کی آواز آ رہی ہے مگر وہ جیسے ہمیں بھول ہی گیا ہے کتنے دعوے کیا کرتا تھا......ایک فون تک نہیں کرتا۔''

''بی بی فون کی کیا ضرورت ہے...... بندہ خود حاضر ہے......

''بیٹا رابطہ کیوں توڑ دیا تھا؟''

''دلوں سے جڑے تعلق ٹوٹ سکتے ہیں کیا......''

''وہم تو دل میں آتے ہیں نا۔''

''وہم تو کمزور رشتوں میں آتے ہیں......ہم سب تو عمر بھر کے رشتوں میں جڑ چکے ہیں۔''

''لیکن فون کیوں نہیں کیا، شروع میں تو تم روزانہ فون کرتے تھے، بعد میں ہفتے دس دن کے بعد کرنے لگے تھے...... پھر تو یہ سلسلے بھی ختم ہو گئے تھے۔''

''بی بی کیا بتاؤں...... میں نے یہ ایک سال ایک ہفتے میں گزارا ہے...... میں نے دن رات کا فرق مٹا دیا تھا، یقین کریں کب رات ہوتی تھی اور کب دن نکلتا تھا، میں وقت سے آزاد ہو گیا تھا، خود کو کام کا قیدی بنا لیا تھا...... میں نے خود نے کو کام کے حوالے کر دیا تھا...... پہلی بار جاب کی تھی اور جاب بھی اونچے لیول کی......قسمت نے اگر میرا ہاتھ تھام لیا تو میں نے بھی ثابت کرنا تھا کہ میں اس جاب کے قابل ہوں......بس میں اپنی اہلیت ثابت کرتے ہوئے شب و روز کی گردش سے نکل گیا اور بس کام میری زندگی کا اولین مقصد بن گیا۔''

''کام بہت مشکل تھا؟''

''نہیں بی بی......مشکل یا آسان مسئلہ نہیں ہوتا......پہلی بار جاب کر رہا تھا اس لیے سیکھنے میں وقت لگا...... ہر کام شروع میں سیکھ لیا جائے تو دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے اور سیکھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔''

''بڑے سمجھدار ہو گئے ہو۔''

''بی بی یقین کریں کامیابی کا تعلق نصیب یا قسمت سے نہیں محنت سے ہوتا ہے......اگر ہم آج سے اور ابھی سے شروع کر دیں تو کامیابی کا آغاز ہو جاتا ہے اور کل سے شروع کرنے کا سوچنے والے انتظار ہی کرتے رہ جاتے ہیں، کل کس نے دیکھا ہے کل تو کبھی آیا ہی نہیں جو کچھ بھی ہے آج ہی ہے...... میں نے آج میں رہنا سیکھ لیا ہے......بہت مزہ آتا ہے آج میں رہنے میں......کامیابی بھی اور لوگوں کی نظر میں عزت بھی بہت بڑھ جاتی ہے، کمپنی والے بونس

بھی دیتے ہیں اور اعتبار بھی کرنے لگ جاتے ہیں......سب سے اہم بات یہ ہے کہ اپنی اہمیت اتنی بڑھا لینی چاہیے کہ آپ کے سینئرز سمجھنے لگ جائیں کہ اس کے بغیر کام نہیں ہو سکے گا خود کو ناگریز بنالو......میں نے بھی ایک سال میں خود کو کمپنی کے لیے ناگریز بنالیا ہے۔''

''تم تو اب بہت کچھ سیکھا سکتے ہو۔''

''بی بی! وہ کیسی ہے نظر نہیں آ رہی......میری آواز سن کر باہر نہیں آئی، ناراض ہے یا پھر گھر پر نہیں ہے؟''

وہ دوسرے کمرے میں بیٹھی اس کی کامیابی کی کہانی سن رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی کہ اس نے اپنے خواب سچ کر لیے ہیں......وہ میرا نہیں ہوا یا میں اس کی نہیں ہوئی تو کیا ہوا۔

''زندگی میں وہ سب نہیں ملتا جس کی خواہش بہت شدید ہوتی ہے......ابھی تو بتانا نہیں چاہتی تھی مگر تم نے آتے ہی بات شروع کر دی ہے تو بتانا پڑ رہا ہے کہ اسے دیکھ کر جو سمجھو گے ویسا نہیں ہے۔''

''کچھ ہوا ہے؟''

''اب جو بات میں بتانے لگی ہوں، اسے سن کر فورا فیصلہ مت کر لینا کہ اس نے بے وفائی کی ہے...... پہلے اس سے مل لینا۔''

''کس سے ملنا ہے......اس کا دل سمٹ کر مٹھی میں آ رہا تھا......دل وسوسوں اور وہموں سے بھرنے لگا، مٹھی میں جان آنے لگی تھی، دل بند ہونے لگا تھا......اک انجانی سی بات اس کے دل میں آنے لگی......جو سوچ اس کے دماغ میں تو آ رہی تھی لیکن دل نہیں مان رہا تھا۔

''بولیں مجھے کس سے ملنا ہے؟''

''اس کے شوہر سے......''

'کیا......اس نے شادی کر لی ہے......مگر کیوں......اسے میرا خیال کیوں نہیں آیا کہ اس کے بغیر میں جی نہیں سکتا۔''

''تم اس کے شوہر سے ملو گے تو تم بھی اس کے فیصلے کو غلط نہیں کہو گے......میں نے بھی جب سنا کہ وہ کسی میجر سے شادی کا پروگرام بنا رہی ہے تو میں حیرت میں ڈوب گئی......میرے دل میں تو یہی تھا کہ اگر اس نے شادی کا فیصلہ کیا تو......صرف تم سے کرے گی مگر جب میں میجر سے ملی تو میں نے اسے اجازت دے دی لمحے بھر کے لیے بھی نہیں سوچا کہ تم بھی ہو کہیں۔''

''کیا میں اتنا ہی غیر اہم تھا..... کہ میرے بارے میں نہ آپ نے سوچا نہ اس نے سوچا۔''

''تم بھی میجر سے ملو گے تو تمہیں اچھا لگے گا۔''

''یہ ٹھیک ہے کہ ہم پاکستانیوں کے دل میں فوج کی بہت عزت ہے......ہم ان کو خود سے بہتر سمجھتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنا وعدہ توڑ دیتی۔''

''اس نے تو مجھ سے یہی کہا تھا کہ اس نے تمہارے ساتھ کوئی وعدہ یا کوئی کمٹ منٹ نہیں کی تھی۔''

''ہاں! اس نے ہاں اور ناں میں مجھے الجھائے رکھا.....مگر میں تو اس سے بندھ گیا تھا...... مجھے یقین تھا کہ میں نہیں تو کوئی اور بھی نہیں...... یہ یقین بہت اہم تھا ......بس بی بی میں واپس جا رہا ہوں......میں اس درد دل کے ساتھ یہاں نہیں رہ سکتا، اسے کسی اور کے ساتھ دیکھوں......اتنی طاقت نہیں ہے میرے دل میں......لہٰذا مجھے اجازت دیجیے۔''

''میں سمجھ رہی تھی کہ تم مجھ سے اور بچیوں سے بھی ملنے آئے ہو......مگر تم تو صرف اس سے ملنے آئے تھے۔''

''بی بی معاف کر دیجیے مجھے......ابھی میرا دل درد سے پھٹ رہا ہے کہیں مجھے ہارٹ اٹیک ہی نہ ہو جائے مجھے اس وقت کسی ہمدردی کی اور کسی کندھے کی ضرورت ہے، بس ابھی آپ مجھے جانے دیں...... جب وقت گزرے گا تو دل سنبھل جائے گا......پھر آپ سے ملنے آجاؤں گا۔''

''ضرور جاؤ......مگر حقیقت جانے بنا جاؤ گے تو تمہیں افسوس رہے گا۔'' معشار نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا

''اس وقت میں جس حقیقت کو فیس کر رہا ہوں......وہ میں ہی جانتا ہوں۔''

''چلو میرے ساتھ...... پہلے میجر سے مل لو پھر جانے کا سوچنا۔'' معشار نے بے تکلفی سے اسے بازو سے پکڑا اور اپنے کمرے میں لے گئی۔

سامنے ایک شخص ویل چیئر پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا......اس نے آنکھ بھر کر اسے دیکھا دونوں کی آنکھیں ملیں۔

''تو آپ بابر ہیں......گھر کا ہر فرد آپ کی باتیں کرتا ہے......چلو آج آپ سے ملاقات بھی ہو گئی۔''

''جی......میں ہی بابر ہوں......''

''مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ ہم پہلے بھی مل چکے ہیں۔''

''میرے دل میں بھی یہی خیال آ رہا ہے کہ ہم پہلے بھی مل چکے ہیں مگر کہاں ملے تھے یہ یاد نہیں آ رہا۔''

''ساتھ رہیں گے......کچھ باتیں کریں گے تو یاد بھی آ جائے گا کہ پہلے ہم کہاں ملے تھے۔''

''مگر میں واپس جانے کا پروگرام بنا رہا ہوں۔''

''واپس تو ہر ایک نے جانا ہے......مگر آتے ہی جانے کی باتیں نہیں کرتے، چند دن تو ہمارے ساتھ رہو......اچھی گپ شپ رہے گی۔''

''آپ کہیں نہیں جا رہے ابھی آپ یہیں رہیں گے۔''معشار نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

''اب تو آپ جا ہی نہیں سکتے......آپ کو ہمارے دل کے حکمران نے روک لیا ہے۔''

بابر خاموش رہا......

''آپ اس لیے بھی نہیں جا سکتے کہ ابھی ہم نے یاد کرنا ہے کہ ہم دونوں پہلے کہاں ملے تھے......یار ابھی اتنا بوڑھا تو نہیں ہوا کہ یاد نہیں آ رہا کہ ہم ایک دوسرے کو کیسے جانتے ہیں۔''

''آپ کو اپنے بڑھاپے کی پڑی ہے، مجھے اپنی جوانی پر شک ہو رہا ہے کہ چوبیس سال کی عمر میں دماغ اور یادداشت کا یہ عالم ہے کہ دس سال پرانی ملاقات یاد نہیں رہی ہے۔''

''گو ہمیں ملے دس سال ہو چکے ہیں۔''

''نہیں سر......میں اندازے سے کہہ رہا ہوں۔''

''مائنڈ نہ کرنا تم پہلے کسی ڈھابے پر تو کام نہیں کرتے تھے......؟؟''

''او مائی گاڈ......او مائی گاڈ......آپ وہ ہیں......آپ چائے پینے آئے تھے، آپ کے امی ابو بھی ساتھ تھے......؟؟''

''ہاں یاد آیا......تم بہرام خان کے کھوکھے پر کام کرتے تھے۔''

بابر فوراً میجر صاحب کے گھٹنوں پر جھک گیا اور ان کے چادر سے چھپے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر زمین پر بیٹھ گیا......اسے احساس ہوا کہ میجر صاحب کی ٹانگیں نہیں ہیں......وہ پچھلی یادوں میں کھو گیا۔

....

''صاحب آئیں بیٹھیں......ہمارے ڈھابے کی چائے بہت اچھی ہوتی ہے......اس نے آگے بڑھ کر گاڑی کے

رکنے پر گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا......وہ تینوں اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک خالی میز کرسیوں پر بیٹھنے لگے تو وہ کندھے سے رومال اتار کر میز کرسیاں صاف کرنے لگا......حالاں کہ کچھ دیر پہلے ہی اس نے تمام میز کرسیاں جھاڑی تھیں۔

''تم یہاں کام کرتے ہو؟''بیس بائیس سال کے نوجوان نے اپنے والدین کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

''جی سر میں یہاں سارے کام کرتا ہوں...... برتن دھونے سے کھانا، چائے گاہکوں کو دینے تک۔''

''کتنی تنخواہ ملتی ہے......؟''

''تنخواہ......وہ کیا ہوتی ہے...... مجھے تو بس کھانا ملتا ہے اور سونے کے لیے ایک چار پائی...... پیسے تو کبھی نہیں ملے ......اگر کوئی گاہک خوش ہو کر دس بیس روپے دے جائے تو وہ بھی مالک کو دے دیتا ہوں......پھر مالک کی مرضی کہ وہ ان میں سے کچھ مجھے دے یا نہ دے۔''

''پڑھتے نہیں ہو......؟''

''پڑھائی تو امیر بچے کرتے ہیں......جن کے والدین زندہ ہوتے ہیں۔''

''تمہارے والدین......''نوجوان مسلسل سوال پوچھ رہا تھا اور والدین خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ میں پانچ چھ ماہ کا تھا تو والدین ایکسیڈنٹ میں سڑک پر جاں بحق ہو گئے تھے......خوش قسمتی سے میں بچ گیا اور مجھے خراش تک نہیں آئی تھی۔''

''پھر کبھی چچا نے پالا اور کبھی ماموں نے......مگر کسی نے والدین بن کر نہیں رکھا کبھی ایک گھر پر اور کبھی دوسرے کے گھر......پھر ان کے بچے مجھے اتنا مارتے کہ کوئی بچانے والا نہیں تھا تو میں نے اپنے سے بڑے بچوں کی مار سے تنگ آ کر گھر چھوڑ دیا......اب یہاں رہتا ہوں ڈھابے پر...... یہاں بھی مار پڑتی ہے مگر کبھی کبھی......روز نہیں اور کھانے کو بہت ملتا ہے۔''

''کتنے عرصے سے یہاں ہو؟''

''یاد نہیں ہے......دو تین عیدیں تو گزر گئی ہوں گی۔''

''تمہارا نام کیا ہے؟''

''نام...... یہاں مجھے سب چھوٹا ہی کہتے ہیں۔''

نوجوان سن کر کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا اس کا دل بھر آیا......وہ چائے لینے چلا گیا......چائے لے کر واپس آیا تو نوجوان نے باتوں کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا۔

''تمہارا نام میں رکھتا ہوں......بابر۔''

''یہ کیسا نام ہے؟''

''ایک بادشاہ کا نام تھا......وہ پاکستان اور ہندوستان دونوں ملکوں کا بادشاہ تھا۔''

''اچھا......اتنا بڑا بادشاہ تھا......بابر یہی نام بتایا ہے آپ نے؟''

''ہاں بابر......تم پڑھنا چاہتے ہو......پڑھنا اچھا لگتا ہے؟''

'سر جی پڑھنا کس کو اچھا نہیں لگتا......میں بھی پڑھنا چاہتا ہوں مگر مجھے کون پڑھائے گا......سب کہتے ہیں کہ پڑھائی کے لیے بہت پیسہ لگتا ہے......میرے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آئے گا۔''

''بابر تم پڑھنے کا وعدہ کرو، میں تمہیں پڑھاؤں گا......کیوں پاپا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟''

''ہاں بیٹے......بابر اگر پڑھنا چاہتا ہے تو ہم سب مل کر اس کی مدد کریں گے۔''

''چھوٹے......دوسرے گاہکوں کو بھی دیکھ......''مالک کی آواز سن کر وہ بھاگ گیا۔

''پاپا! یہ اپنے ڈرائیور بہرام خان کی آواز نہیں ہے؟''

''مجھے بھی ایسا ہی لگا ہے۔''

''میں اسے بلا کر لاتا ہوں۔''

''سر جی آپ کھانا کھا کر جائیں......میں آپ سے اور باتیں کرنا چاہتا ہوں۔''بابر نے پاس آ کر کہا۔

''ٹھیک ہے کھانا کھا کر جائیں گے......تمہارے مالک کا کیا نام ہے؟''

''بہرام خان......آپ کا کیا نام ہے؟'''

''میں نے تمہارا نام رکھا ہے تم میرا نام رکھ لو......''نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''مجھے کوئی نام نہیں آتا۔''

''یاسر کیسا نام ہے......میرا نام یاسر ہے۔''

''سر بہت اچھا نام ہے۔''

''اب مجھے سر نہ کہو...... مجھے یاسر بھائی کہو۔''

''سچ......'' بابر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''یار...... میں تم سے صرف آٹھ دس سال ہی بڑا ہوں گا۔''

''یاسر بھائی مجھے اپنی عمر کا پتہ نہیں ہے۔''

''تم زیادہ سے زیادہ دس سال کے نظر آتے ہو۔''

''آپ کی ہر بات اچھی لگ رہی ہے...... میں مالک کو بلا کر لاتا ہوں...... اس سے میری پڑھائی کی بات ضرور کرنی ہے۔''

''ہاں ٹھیک ہے...... بلا کر کر لاؤ۔''

''میں نے اپنی پڑھائی کی کوئی بات نہیں کی۔''

''ہم نے کی ہے...... کیوں فکر کرتے ہو۔''

وہ مالک کو بلا لایا تو اس نے پہچان لیا کہ کچھ عرصہ اس نے ان کے ہاں ملازمت کی تھی۔

''صاحب جی آپ یہاں...... میرے ڈھابے پر۔''

''اب خوش ہو...... اپنے گاؤں کے قریب اپنا کاروبار شروع کر کے۔''

''جی بہت خوش ہوں...... بچوں کے ساتھ زندگی گزارنا بہت اچھا لگتا ہے۔''

''کتنے بچے ہیں...... سکول جاتے ہیں یا نہیں؟''

''جی صاحب...... میرے دو بچے ہیں۔''

''خان چاچا! صرف دو بچے......''

''یاسر بابا! آپ کو یاد ہے کہ باجی گل کہا کرتی تھیں کہ بچے اتنے ہی اچھے جن کو ہم پڑھا سکیں، ان کی جائز خواہشیں پوری کر سکیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم ان کو وقت دے سکیں...... ان کے ساتھ کھیلنے کا بہت مزہ آتا ہے۔''

''خان چاچا! آپ بچوں کو کہاں پڑھا رہے ہیں؟''

''یہاں پاس ہی ایک سکول ہے...... شام کو ان کے استاد گھر آ جاتے ہیں...... بچوں کو قرآن پاک بھی سکھاتے ہیں اور ہوم ورک بھی کراتے ہیں۔''

''بہت اچھے......خان چاچا ایک درخواست ہے آپ سے......''

''یاسر بابا......آپ حکم کریں۔''

''آپ بابر کو بھی سکول میں داخل کرا دیں۔''

''بابر......کون بابر؟''

''یہ میرا چھوٹا بھائی ہے......اس کا نام بابر ہے۔''

''یہ چھوٹا......''

''آج کے بعد کوئی اسے چھوٹا نہیں کہے گا...... یہ بابر ہے اور اسے اسی نام سے بلایا جائے۔''

''جی......ایسا ہی ہو گا۔''

''اسے سکول میں داخل کرا دو......اس کے تمام اخراجات ہم اٹھائیں گے اور ایک ہفتے کے اندر اس کی کتابیں، یونی فارم، کپڑے اور ضرورت کی تمام چیزیں پہنچا دی جائیں گی بس تم نے اسے سکول بھیجنا ہے......واپسی پر یہ چار گھنٹے تمہارے ہوٹل پر کام کرے گا اور شام کو سکول کا کام......وعدہ کرو تم ایمانداری سے اسے پڑھنے دو گے۔''

''سر! آپ کا کہنا ہی میرے لیے حکم ہے یہ کل سے سکول جائے گا۔''

''بابر اب خوش ہو...... یہ میرا ایڈریس اور فون نمبر ہے......کسی بھی چیز کی ضرورت ہوئی تو مجھے فون کر دینا۔''

یاسر نے بار بار اسے بابر کے نام سے پکارا تو بابر کو یقین ہو گیا کہ ہمیشہ سے اس کا یہی نام تھا......وہ تو اپنا نام پا کر اتنا خوش ہوا کہ کل سے اس کا سکول شروع ہو رہا تھا اسے یقین کیوں نہیں آ رہا تھا...... جب وہ اس سے روتا ہوا گلے مل رہا تھا تو اس کے جسم اور کپڑوں سے بہت بو آ رہی تھی......یاسر ذہن میں چیزوں کی لسٹ بنا رہا تھا کہ اسے کس کس چیز کی ضرورت ہو گی......وہ نو گھنٹے کی ڈرائیو پر رہتا تھا وہ اس سے روز ملنے نہیں آ سکتا......اس لیے اس نے ایک بار ہی تمام چیزیں پہنچانے کا ارادہ کیا تھا...... جب وہ رخصت ہو رہے تھے تو بابر نے رو رو کر برا حال کر لیا......اسے پہلی بار احساس ہوا کہ چار گھنٹوں میں اتنی محبت ہو جائے گی کہ جدا نہیں ہونا چاہتا تھا......وہ تو صدیوں سے محبت کا بھوکا تھا ......کیا اپنوں سے جدا ہوتے ہوئے اتنا دکھ ہوتا ہے پھر اگلے کئی دن تک وہ اداس رہا......کسی کام میں دل نہیں لگا...... انتظار کرتا رہا کہ یاسر دوبارہ ضرور آئے گا......اس کے پاس کتابیں اور کپڑے نہیں تھے کہ وہ سکول جا سکتا۔

مالک اسے سکول لے تو گیا مگر وہ میلے کپڑوں میں سکول جانا نہیں چاہتا......وہ انتظار کرتا رہا......اسے یقین تھا کہ

یاسر بھائی ضرور آئیں گے......انھوں نے آنے کا وعدہ کیا تھا، جس نے وعدہ کیا ہو وہ بھولتا نہیں ہے......اور پھر جب یاسر آ گیا تو اسے لگا کہ اس نے ساری دنیا سر کر لی ہے......کوئی اپنا بن جائے تو دل کا کیا حال ہوتا ہے یہ وہی جانتا تھا، کسی کا ہو جانا زندگی میں کتنا اہم ہوتا ہے۔

''لو بابر! میں تمہاری ضرورت کی تمام چیزیں لے آیا ہوں......لسٹ کچھ لمبی ہو گئی تھی اس لیے زیادہ دن لگ گئے ہیں......پھر راستہ بھی نو گھنٹے کا ہے صبح سے شام ہو جاتی ہے......اب آؤ میرے پاس بیٹھو اور دیکھو کہ کوئی ضرورت کی چیز رہ تو نہیں گئی۔''

وہ پاس آ کر بیٹھا تو اسے بو کا شدت سے احساس ہوا۔

''یہ اپنے کپڑے اور صابن لو......اور نہا کر ابھی واپس آؤ......میں اتنی دیر چائے پیتا ہوں......اور چائے میں کیک رس ڈبو کر کھاتا ہوں......ڈھابے کی چائے میں کیک رس ڈبو کر کھانے کی بات ہی کچھ اور ہے۔''

''میں ابھی نہا کر آتا ہوں......میں جانتا ہوں کہ میرے میلے کپڑوں سے بو آ رہی ہے......میرے پاس کپڑوں کا دوسرا جوڑا ہی نہیں تھا......اب مل گئے ہیں تو روز نہایا کروں گا......'' وہ کپڑے لے کر بھاگ گیا۔

یاسر چسکیاں لے کر چائے پیتا رہا......کیک کھاتا رہا اور یاد کرتا رہا کہ کوئی چیز رہ تو نہیں گئی......وہ نہا کر سامنے آیا تو اس کا گورا چٹا چہرے کا رنگ اور ہلکے کرلی بال دیکھ کر حیران رہ گیا۔

''یار تم تو اچھے خاصے ہینڈسم لڑکے ہو......بیس بائیس سال کی عمر میں تم پہچانے نہیں جاؤ گے......اگر تم یونیورسٹی تک پہنچ گئے تو ہر لڑکی پیچھے لگی ہو گی۔'' یاسر نے اسے پاس بٹھاتے ہوئے کہا...... پہلے وہ حیران ہوا پھر شرما گیا۔

''لڑکیوں کی طرح شرمانے والے لڑکے......لڑکیوں کو اچھے نہیں لگتے......اچھا! اب دیکھو میں کیا کیا تمہارے لیے لایا ہوں......گرمیوں اور سردیوں کے دس بارہ سوٹ، پینٹ شرٹ، بنیان، انڈر ویئر، موزے، چپلیں، ڈریس شوز، ٹوتھ برش اور پیسٹ وغیرہ......تیسری سے دسویں کلاس تک کی کتابیں اور کاپیاں......پین، پنسل، ربڑ، رف پیپرز...... ہاں یاد آیا بیڈ شیٹ، گدہ اور نیا لحاف بھی ہے......اب میں دیکھتا ہوں کہ تم ان تمام چیزوں کو کیسے سنبھال کر رکھتے ہو۔''

''آپ جب اگلی بار آئیں گے تو دیکھنا یاسر بھائی......یہ تمام چیزیں ایسے ہی صاف ستھری اور نئی ہوں گی۔''

''اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم ان چیزوں کو استعمال ہی نہ کرو......میرا مطلب یہ ہے کہ تمھیں ان چیزوں کی قدر ہونی چاہیے۔''

''مجھ سے زیادہ کون جانتا ہوگا کہ چیزوں کیا قدر ہوتی ہے......آپ ساتھ رہیں گے تو آسمان بھی دور نہیں رہے گا۔''

''یار آسمانوں کو چھونے کی بات رہنے دو......بس اتنی محنت کرلو کہ معاشرے میں عزت سے روزی کما سکو اور عزت سے رہ سکو......''

''ٹھیک ہے یاسر بھائی! اگلی بار جب آپ ملنے آئیں گے تو آپ کے ساتھ انگلش میں بات کر رہا ہوں گا۔'' بابر نے اپنی طرف سے بہت بڑی بات کی۔

''کسی کے آنے جانے سے تمہاری زندگی میں فرق نہیں پڑنا چاہیے......صرف اپنی منزل کو سامنے رکھو......کسی کے انتظار میں اپنی زندگی حرام نہ کرنا......زندگی بہت بڑی نعمت ہے اسی کو اہم سمجھو......لوگوں کے انتظار میں رہنے والے کامیاب نہیں ہوتے......میں نے راستہ دکھا دیا ہے......اب تم پر ہے کہ کتنی جلدی منزل تک پہنچتے ہو۔''

''مجھ سے زیادہ کس کو جلدی ہوگی منزل تک پہنچنے کی......میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔''

''ایک مشورہ ہے بابر......کہو تو کہوں؟''

''یاسر بھائی! آپ کی ہر بات میرے دل پر لکھی گئی ہے......سوتے جاگتے، کام کرتے آپ کی باتیں میرے ساتھ رہتی ہیں...... ہر وقت آپ سے باتیں کرتا رہتا ہوں۔''

''جب تمہیں لکھنا پڑھنا آجائے گا تو فوراً یہ جاب چھوڑ کر ٹیوشن پڑھانے لگ جانا......شروع میں کم آمدنی ہوگی مگر تمہیں پڑھائی میں بہت مدد ملے گی، تمہارے اندر احساس بھی جاگے گا کہ تم کوئی بڑا کام کر رہے ہو......چھوٹی عمر میں پڑھنے کی لگن جاگ جائے تو زندگی کا رخ متعین ہو جاتا ہے...... پڑھائی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہو جائے تو بندہ اہم ہونے لگتا ہے......تم ابھی سمجھ نہیں سکو گے کہ اہم ہونا کتنی بڑی بات ہوتی ہے......امیر لوگ اپنی دولت اور طاقت کی بدولت اہم ہوتے ہیں مگر غریب لوگ اپنی پڑھائی کی وجہ سے اہم ہو جاتے ہیں......اس لیے تم خود کو اہم بنا لو۔''

''جی یاسر بھائی ایسا ہی ہوگا۔''

''اب تم مجھ سے یہ آس نہ لگا بیٹھنا کہ میں تم سے اکثر ملنے آیا کروں گا......ایسا ممکن نہیں ہے، انتظار میں وقت مت ضائع کرنا، صرف پڑھائی پر توجہ دینا اور زندگی میں کبھی ملاقات ہو تو فخر سے ملنا اور کہنا کہ میں نے اپنے اور آپ کے تمام خواب پورے کر لیے ہیں اور کامیاب ہو گیا۔''

''جی ایسا ہی ہوگا......اب میرے پاس سب کچھ ہے۔''

''زندگی مشکل تو ہے مگر اتنی مشکل نہیں کہ اس پر قابو نہ پا سکو.....تم نے کامیاب ہونا ہے اور بس.....''

''آپ دوبارہ ملنا کیوں نہیں چاہیں گے؟''

''زندگی میں کچھ لوگ نصیب اور قسمت بن کر اتفاق سے ملتے ہیں...... یہ اتفاق سب کی زندگی میں آتا ہے مگر کچھ اس کو اتفاق سمجھ کر بھول جاتے ہیں......اور کچھ اس اتفاق کو اپنا نصیب بنا لیتے ہیں۔''

''میں آپ کا ملنا اللہ کی مہربانی سمجھتا ہوں اور سمجھتا رہوں گا.....مگر یاسر بھائی آپ مجھے بہت یاد آئیں گے۔''

''پھر کیا ہوا...... یاد تو انسان کے ساتھ بندھی ہے......کوئی نہ کوئی یاد آتا ہی رہتا ہے۔''

''لیکن کچھ لوگ تو بہت یاد آتے ہیں۔''

''مل بھی لیا کریں گے.....فکر نہ کرو ابھی کل سے سکول جانا شروع کرو.....سکول......پھر سکول کا کام.....تم اس ہوٹل کی جاب مصروف ہو جاؤ گے...... یاد تو فارغ لوگوں کو ستاتی ہے...... مجھے یقین ہے کہ تمہیں فرصت نہیں ملے گی ......اب جاؤ میرے لیے اور کڑک چائے لے کر آؤ.....نو گھنٹے کا سفر کرنا ہے.....پچھلے ایک ہفتے سے تم میرے حواسوں پر چھائے ہوئے تھے.....تمہاری وجہ سے کوئی اور کام نہیں کر سکا۔''

''حواسوں پر چھانا کیا ہوتا ہے؟''

''بڑے مزے کا احساس ہوتا ہے.....کسی کے متعلق سوچنا، کسی کے کام آنا...... جب کوئی حواسوں پر چھاتا ہے تو زندگی خود بخود خوبصورت ہو جاتی ہے.....جیسے میں نے تمہارے لیے سوچا...... یہ تمام چیزیں خریدیں اور سوچتا رہا کہ کچھ رہ نہ جائے تو اسے کہتے ہیں حواسوں پر چھانا۔''

''اور میں جو آپ کو یاد کرتا رہا ہوں کیا اسے بھی حواسوں پر چھانا کہتے ہیں؟''

''بچے زندگی میں بہت مواقع آئیں گے جب کوئی نہ کوئی حواسوں پر چھایا رہے گا......انسان بڑا بے وفا ہے کبھی ایک حواسوں پر چھاتا ہے تو کبھی دوسرا......اور ہر بار یہی احساس ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی دوسرا نہیں۔''

''یاسر بھائی! آپ نے اتنی اچھی باتیں کہاں سے اور کیسے سیکھی ہیں......آپ کی ہر ایک بات مزے کی ہوتی ہے۔''

''تعلیم انسان کو شعور دیتی ہے اور زمانہ بہت کچھ سکھا دیتا ہے۔''

''کیا میں بھی سیکھ جاؤں گا؟''

''تم اب بھی بہت کچھ جانتے ہو......اپنی عمر سے زیادہ جانتے ہو......اچھا اب جاؤ اور چائے لاؤ.....تم باتوں میں

الجھا لیتے ہو۔''
''میرے دماغ میں سوال ہی سوال ہیں کوئی جواب دینے والا نہیں ہے......آپ سے ملنے کے بعد مجھے سوالوں کے جو اب ملنے شروع ہوئے ہیں......اس لیے آپ سے باتیں کرر ہا ہوں۔''
''اس کا حل یہ ہے کہ سارے سوال مجھے لکھ کر بھیج دینا......میں جواب دے دیا کروں گا۔''
''مگر مجھے تو لکھنا نہیں آتا۔''
''یہی تو تمہارا اصل امتحان ہے کہ تم کتنی جلدی سیکھتے ہو اور مجھے خط لکھتے ہو......میں انتظار کروں گا۔''
''ٹھیک ہے میں لکھنا سیکھنے کے بعد سب سے پہلے آپ کو خط لکھوں گا۔''

....

''کہاں کھو گئے بابر صاحب......؟''میجر صاحب نے اس کا کندھا ہلایا۔
''دماغ اور ذہن میں چھپی یادیں اتنی تیزی سے آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی ہیں کہ تیز ترین کمپیوٹر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا......یاسر بھائی آج میں جس مقام پر کھڑا ہوں اس کی بنیاد آپ نے رکھی تھی اور وہ بنیاد اتنی مضبوط تھی کہ میری زند گی کی عمارت کو ہلنے نہیں دیا......آج فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے وہ تمام خواب سچے کر دیے ہیں جو آپ نے میری آنکھوں میں سجائے تھے۔''
''میں تو پہلی نظر میں ہی پہچان گیا تھا کہ تم بابر ہو......تمہارے اعتماد نے مجھے تمہاری کامیابی کی تمام داستان سنا دی ہے۔''
''یہ سب کچھ آپ ہی کا دیا ہوا ہے۔''
''زندگی میں بہت مواقع آتے ہیں، کامیابی ہر انسان کے دروازے پر دستک دیتی ہے......جو بھاگ کر دروازہ کھول دیتا ہے، اسے کامیابی مل جاتی ہے......انسان اس کی جتنی قدر کرے گا اتنا وہ ساتھ رہے گی......جب قدر کرنا چھوڑ دے گا تو کامیابی بھی روٹھ جاتی ہے۔''
''آپ کی ہر ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے......میں نے سب کچھ آپ کی باتوں سے سیکھا ہے۔''
''تمہاری جستجو، لگن اور محنت نے تمہیں اس مقام پر پہنچایا ہے......اب تم کامیابی کے سارے گر جان گئے ہو......یہ ہنر باقی لوگوں کے ساتھ بھی شیئر کیا کرو، ممکن ہے کسی کا بھلا ہو جائے......کسی کو نیک اور سیدھا راستہ دکھانا بھی صدقہ

جاریہ ہے۔''

''میری زندگی کا مقصد یہی ہے کہ روشنی بنوں۔''

''بابر!تم نے مجھے خوش کر دیا ہے۔''

''یاسر بھائی!میں نے اللہ سے آپ کے دوبارہ ملنے کی بہت دعائیں کی تھیں شکر ہے آج وہ قبول ہوگئی ہیں۔''

''مجھے بھی اچھا لگا تم سے مل کر......چلو معشا ر چائے بناؤ سب مل کر پیتے ہیں''

''چائے میں بناؤں گا......میں دَم کی ہوئی چائے بہت مزے کی بناتا ہوں۔''

''چلو تم بنالو......ہمیں تو چائے سے مطلب ہے کوئی بھی بنالے۔''میجر صاحب نے ہنستے ہوکہا۔

....

''تم نے کوئی گلہ شکوہ نہیں کیا کہ میں نے شادی کیوں کی ہے؟''

''کیسی بات کر رہی ہیں کیوں گلہ کرنے لگا......شادی ہر کسی کا پرسنل میٹر ہوتا ہے......اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں،جس کی قسمت اور مقدر میں جو لکھا ہوتا ہے وہ اسے مل کر رہتا ہے اور اللہ تعالی بھی ایک جیسے لوگوں کو ملاتا ہے......آپ کا اور یاسر بھائی کا دل شیشے کی طرح صاف ہیں اس لیے دونوں مل گئے ہیں۔''

''اور تم کیوں راستے میں آئے پھر......وہ کیا تھا؟''

''زندگی میں ہزار لوگ راستے میں آتے ہیں......نصیب تو ایک کے ساتھ بندھا ہوتا ہے،وہی زندگی بھر ساتھ رہتا ہے۔''

''تم خوش ہو میرے اس فیصلے سے؟''

''جی......دل سے خوش ہوں،دل سے دعا نکلی تھی جب میں نے آپ کو یاسر بھائی کے ساتھ دیکھا تھا......نیک لوگوں کو نیک لوگ ہی ملتے ہیں......ہم جیسے تو راستے میں پڑے ہوتے ہیں۔''وہ بدستور نظریں جھکا کر اس سے بات کر رہا تھا،آنکھیں ملا کر بات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی......ایسے لگ رہا تھا کہ اس کی آنکھوں میں ایک عقیدت سی آگئی تھی۔

''پوچھو تو لو کہ یاسر میری زندگی میں کیسے آیا......؟''

''اگر آپ سمجھتی ہیں کہ بتانا ضروری ہے تو ضرور بتایئے ورنہ تفصیل میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔''

''مگر مجھے ضروری لگ رہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ تفصیل شیئر کروں۔''

''آپ کو ضروری لگ رہا ہے تو پھر بتا دیں۔''

''تمہارے جانے کے بعد ہم سب تمہیں بہت مس کرتے تھے، تم بچوں کو روزانہ پارک لے کر جاتے تھے تو بچے پھر میرے ساتھ پارک جانے کی ضد کرتے تھے تو میں اکثر ان کو پارک لے جاتی تھی......میں روزانہ میجر صاحب کو اکیلے پارک میں دیکھتی......میں سوچتی کہ یہ اکیلے کیوں آتے ہیں پارک میں......ان کے ساتھ کوئی دوسرا کیوں نہیں ہوتا مگر کبھی ان کے پاس جا کر بات نہیں کی لیکن ایک دن میں ان کو ہی دیکھ رہی تھی کہ مجھے لگا کہ وہ اپنی ویل چیئر پر بیٹھے بیٹھے ایک طرف جھک گئے ہیں اور میں بھاگ کر ان تک پہنچی تو وہ بے ہوش ہو چکے تھے اور ایمبولنس کال کر کے میں ان کو ہاسپٹل لے گئی......چیک اپ کے بعد پتہ چلا کہ یاسر کی بلڈ شوگر بہت ڈاؤن ہو گئی تھی......مجھے حیرت تھی کہ اس عمر میں شوگر کیوں گئی ہے اس لیے میں نے ان کو مکمل چیک اپ کے لیے ایک دن کے لیے ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرا دیا تھا۔

....

''لگتا ہے کہ اب یہ موزی بیماری جان لے کر ہی جان چھوڑے گی۔''

''ایسا کچھ نہیں ہے اس بیماری سے وارننگ مل جاتی کہ سنبھل جاؤ ورنہ تیار ہو جاؤ کہ زندگی مشکل ہونے والی ہے۔''

''اور کیا زندگی مشکل ہوگی......میٹھا کھا سکتا ہوں نہ چاول کھا سکتا ہوں......اب اگر زندگی سے پلاؤ، زردہ اور قورمہ نکل جائے اور زندگی میں صرف ابلی ہوئی چیزیں کھانے کو رہ جائیں تو بہتر ہے کہ زبان کے اوپر بنے ذائقے کے بڈس کو کھرچ ڈالوں......نہ کوئی ذائقہ محسوس ہوگا نہ دل چاہے گا کچھ کھانے کو۔''

''آپ کو کس نے کہا ہے کہ آپ سب کچھ نہیں کھا سکتے......سب کچھ کھا سکتے ہیں مگر احتیاط کے ساتھ۔''

''اب احتیاط کی حد کہاں سے شروع ہوتی ہے کون تعین کرے گا؟''

''اللہ نے انسان کو بہت خود مختار بنایا ہے......اب وہ خود مختاری کا ناجائز استعمال شروع کر دے تو نقصان تو اٹھائے گا......نا......''

''میں بہت احتیاط کرتا ہوں مگر شوگر ہے کہ کنٹرول میں ہی نہیں رہتی۔''

''میں آپ کو چارٹ بنا دوں گی......پھر کبھی شوگر اوپر نیچے نہیں ہوگی۔''

''ایسا چارٹ تو کئی بار مجھے میرے ڈاکٹر نے بنا کر دیا ہے۔''

''اس بار چارٹ مختلف ہوگا......اور آپ آسانی سے عمل کر سکیں گے۔''

''چلو دیکھتے ہیں......آپ نے ابھی تک نام نہیں بتایا۔''

''مجھے یاد نہیں پڑتا کہ آپ نے میرا نام پوچھا ہے۔''

''مجھے یاسر کہتے ہیں......میجر یاسر......''

''آپ آرمی میں ہیں......بہت اچھا لگا یہ سن کر۔''

''اب نہیں ہوں، اس حالت میں آرمی میں رہ کر میں کوئی خدمت نہیں کر سکتا اور ہماری آرمی کا دوسرا نام خدمت، قربانی، اسلام اور پاکستان سے بے لوث محبت۔''

'شہید ہم سے جدا ہو کر بھی دل میں ہی رہتے ہیں اور غازی تو زندہ ہوتے ہیں اس لیے ان کا تعلق آرمی سے کہاں ختم ہوتا ہے۔''

''آپ کا بھی کسی حوالے سے آرمی سے تعلق لگتا ہے۔''

''جی......میں شہید کی بیوہ ہوں اور شہید کے دو بچوں کی والدہ ہوں۔''

وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''کیا نام تھا اس خوش قسمت کا......''

''کیپٹن عاصم......''

''سگنل سے تعلق تھا اس کا......میں بھی ایک کیپٹن عاصم کو جانتا ہوں، ساہیوال سے تھا۔''

''جی وہی کیپٹن عاصم میرے شوہر تھے۔''

''او مائی گاڈ......میرے سامنے میرے ہاتھوں میں اس نے اپنی جان اللہ کے حوالے کی تھی......ایسی مسکراہٹ میں نے آج تک کسی کے ہونٹوں پر نہیں دیکھی......اسی بم بلاسٹ میں میری دونوں ٹانگیں ہوا میں اڑی تھیں......ہم نے دہشت گردوں کی تمام چوکیاں ختم کر دی تھیں......اور کامیاب آپریشن سے واپس آ رہے تھے کہ اچانک ایک بم پاس آ کر پھٹا جس میں پانچ جوان اور ایک افسر شہید ہو گئے تھے......میں نے بھی خود کو کلمہ پڑھتے ہوئے اللہ کے حوالے کر دیا تھا لیکن جب آنکھ کھلی تو خود کو ہسپتال میں پایا......میری قربانی میں اتنی جان نہیں تھی کہ اوپر والا قبول کر لیتا اس

لیے مجھے دنیا میں واپس بھیج دیا گیا......ابھی تک تو واپسی کی سمجھ نہیں آئی۔''

معشار تھوڑی دیر کے لیے کمرے سے باہر نکل گئی اپنے آنسو چھپانے کے لیے......جانے پاکستان کے کتنے گھرانے ایسے ہوں گے جو اَن دیکھی گولی اور بم کا نشانہ بنے ہوں گے اور بن رہے ہوں گے......کچھ دیر کے بعد واپس آئی تو یاسر نے ہنس کر کہا۔

''ابھی تو کہانی مکمل ہوئی نہیں اور آپ باہر چلی گئی تھیں۔''

''دل سنبھل نہیں رہا تھا تو کھلی فضا میں سانس لینے باہر چلی گئی تھی......''

''میں والدین کا اکلوتا بیٹا تھا...... ماں نے اپنی پسند سے بات پکی کر دی تھی، شادی کی ڈیٹ فکس تھی اور کیپٹن عاصم ضد کر رہا تھا کہ کراچی آ کر شادی کرو تو میں اپنی نئی نویلی بیوی کے ساتھ شرکت کروں گا جب کہ میں اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ سیالکوٹ بارات جائے گی ٹکٹ میں دیتا ہوں تم شرکت کرنے کا وعدہ کرو......اس نے بات ہنس کر ٹال دی تھی......پھر نہ میں اِس کے جنازے میں شریک ہوسکا اور نہ میری شادی ہوئی...... چھ ماہ تو زخموں کے ہیل اپ میں لگ گے......اس کے بعد ماں دنیا سے رخصت ہوئی پھر والد بھی چھوڑ گئے اور میں دنیا میں اکیلا رہ گیا۔''

''آپ نے اپنی منگیتر سے رابطہ نہیں کیا؟''

''میں تو اس کا نام تک نہیں جانتا تھا......رابطہ کیا کرتا......وہ تو گھر آ کر ماں کو انگوٹھی اور کپڑے واپس کر گئے تھے، ماں ایک تو میری حالت دیکھ کر پریشان تھی اوپر سے لڑکی والوں کے انکار نے اسے جیتے جی مار دیا......میں تو ہسپتال میں تھا، مجھے بہت بعد میں پتہ چلا تھا، لڑکی والوں کے انکار کے بارے میں......وہ تھوڑا انتظار کر لیتے تو میں خود شادی سے انکار کر دیتا، ایک معذور شخص جب کہ وہ باپ بھی بن سکتا ہو، وہ ایک صحت مند جوان عورت کی زندگی تباہ کرے ......چلو اچھا ہوا کہ انھوں نے خود انکار کر دیا۔''

''چھوڑیں یاسر صاحب......زندگی اسی کا نام ہے کوئی مل گیا کوئی بچھڑ گیا۔''

''اور کوئی قربان ہو گیا اور کوئی غازی بن گیا۔''

''اب آپ نے اپنا خیال رکھنا ہے، واپس زندگی کی طرف آنا ہے......شوگر کم یا زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔''

''جب جسم ورزش کا عادی ہو اور اچانک اسے پتہ چلے کہ اب وہ اپنی ٹانگوں پر بھی کھڑا نہیں ہوسکتا ایکسر سائز تو دور کی بات ہے، جسم پر وہ تمام بیماریاں حملہ آور ہونے لگتی ہیں جو اس کی طرف کا رخ کرتے ہوئے بھی گھبراتی تھیں۔''

''مایوسی کی باتیں اور خیالات کا دل و دماغ میں لانا انسان کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے......اپنے اختیارات کو استعما ل کر کے ان سے نجات حاصل کیا جا سکتا ہے۔''

''تنہا انسان تنہائی کے متعلق ہی سوچے گا۔''

''ایسا بھی نہیں ہے انسان اپنے اندر خود ایک انجمن ہے......اپنی پسند کے مطابق کوئی ہابی تلاش کریں یہ تو بہادری نہیں ہے کہ خود کو حالات کے حوالے کر دیا جائے۔''

''آپ کی ہر بات درست ہے مگر کچھ نظر بھی تو آئے۔''

''اپنی نظر اچھی اور مثبت سوچوں پر رکھیں تو سب اچھا ہی نظر آئے گا...... بزرگ کہتے ہیں کہ اچھا سوچیں تو اچھا ہی ہوتا ہے میں نے یہ کئی بار آزمایا ہے۔''

''اور برا سوچیں گے تو برا ہوگا......جانتا ہوں سب کچھ...... یہ میرا کنالوں میں پھیلا گھر دیکھا ہے کیسے ویران پڑا ہے ......دیواریں، چھت، دروازے، فرش، لان، درخت، پودے سب کچھ ہی اجڑ گئے ہیں۔''

''سر جی! یہ جو مکان ہوتا ہے یہ زندہ لوگوں کی طرح ہوتا ہے جب تک اس کی دیکھ بھال ہوتی رہتی ہے، اس کا خیال رکھا جائے تو یہ نیا اور فریش رہتا ہے، دیواروں پر لٹکی بوگن بیلا، اونچے لمبے پھل دار درخت، گلاب، موتیا اور رات کی رانی کی خوشبو......ان سب کو بھی انسانوں کی طرح دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔''

''مجھے پھولوں سے لدی بیلیں بہت اچھی لگتی تھیں...... ماں نے یہ گھر ایسا سجایا ہوا تھا کہ دور سے پھولوں کی بیلیں نظر آ جاتیں تھیں۔''

''تو آپ نے کیوں خیال نہیں رکھا۔''

''اپنا خیال رکھنے کے لیے مجھے دوسروں کی مدد کی ضرورت ہے......ان پھول پودوں کا خیال کیسے رکھوں۔''

''انسان ہر کام کر سکتا ہے اگر وہ کرنا چاہے تو......آپ کے لیے ایک مشورہ ہے۔''

''میں تو اپنوں کے مشورے سننے کو ترس گیا ہوں......کوئی پوچھنے اور بتانے والا ہی نہیں ہے۔''

''جب انسان خود کو بے چارہ، مسکین، بے سہارا اور ضرورت مند سمجھنے لگ جائے تو انسان ایسا ہی ہو جاتا ہے اور جب خود کو بہادر اور خود مختار سمجھنے لگے تو انسان بہادر ہو جاتا ہے......آپ بچوں کو پڑھانے لگ جائیں۔''

''ٹیوشن سنٹر کھول لوں......؟ یہ مشورہ ہے۔''

''جی! اس لیے بچوں کے ساتھ وقت گزارنے سے انسان کو زندگی خوبصورت لگنے لگتی ہے، بچے زندگی کی علامت ہو تے ہیں۔''

''کہتی تو آپ ٹھیک ہیں...... سوچا جا سکتا ہے۔''

''میں تو کہتی ہوں کہ کر گزریں، سوچیں نہ...... یہ درست ہے کہ جو کام سوچ سمجھ کر کیا جائے، اس میں غلطیوں کی گنجائش کم ہو جاتی ہے مگر آپ کامیابی کے لیے تو یہ کام نہیں کر رہے...... آپ تو دل بہلانے کے لیے کریں گے اس لیے کل سے ہی اللہ کا نام لے شروع کر دیں...... نیکی کے کام میں سوچنا کیسا...... نیکی کے کام میں کامیابی یا ناکامی نہیں دیکھی جاتی، بس اللہ کے لیے کام کیا جاتا ہے اور اللہ کے نام کیے جانے والے ہر کام میں سکون ہے اور برکت بھی۔''

''آپ کی باتوں میں صوفی ازم کی خوشبو آتی ہے۔''

''صوفی ازم سے یاد آیا کہ صوفی لوگ جھونپڑی میں رہ کر بھی کتنے مطمئن ہوتے ہیں، دنیا کے امیر ترین لوگ ان کی جھونپڑی میں آ کر ان سے سکون اور کامیابی کے لیے دعائیں لینے آتے ہیں۔''

''ویسے میں صوفی بننے کو تیار ہوں، یہ کام مجھے آسان لگ رہا ہے۔''

''اتنا آسان بھی نہیں...... اللہ کی رضا میں خود کو راضی رکھنا آسان نہیں ہوتا' محبت میں آزمائش بھی آتی ہے...... اور ہر انسان آزمائش میں پورا نہیں اترتا۔''

''لگتا ہے کہ آپ بھی زندگی کی آزمائشوں کی ستائی ہوئی ہیں۔''

''عاصم کے جانے کے بعد میرے اوپر بھی آپ کی طرح تنہائیوں کے دورے پڑتے تھے...... زندگی بے رنگ ہو کر رہ گئی، دو بچوں کے ہوتے ہوئے مجھے لگتا تھا کہ میں کیوں زندہ ہوں مجھے عاصم کے ساتھ ہی دنیا چھوڑ دینی چاہیے تھی ...... زندگی میں پہلی بار محبت سے آشنا ہوئی تھی، میں ہر وقت ایک نشے میں رہتی تھی اور جب نشہ ٹوٹتا ہے تو کیا محسوس ہوتا ہے الفاظ میں بتانا ممکن نہیں ہے...... میری محبت مجھ سے نئی نئی جدا ہوئی تھی مجھے لگتا تھا کہ زندگی کا نام ہی جدائی ہے۔''

''پھر کیسے واپس زندگی کی طرف لوٹی تھیں......؟''

''آپ کو عجیب لگے گا مگر سچ بتا رہی ہوں کہ گرمیوں کی دوپہر میں اچانک نیند آ جاتی ہے تو میں بھی کرسی پر بیٹھے بیٹھے سو

گئی اور خواب میں عاصم آئے اور مجھ سے ناراض تھے...... کہنے لگیں تمہیں میں نے اپنی بیٹیوں اور ماں کی ذمہ داری سونپی تھی تم تو اپنے آپ سے بھی بے گانہ ہوگئی ہو، کیسی ماں ہو اور کیسی بیٹی ہو...... میں نے کہا میرا دل نہیں لگتا آپ کے بغیر تو انھوں نے ہنس کر کہا، ابھی تو میں تمہیں اپنے پاس بلانے والا نہیں......ابھی تو جنت کی حوروں سے دل بہلا رہا ہوں، ان کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں، میں نے ان کی بات سنے بغیر کہا......کیا مجھ سے زیادہ خوبصورت ہیں......؟ انھوں نے مسکراتے ہوئے کہا......یہی تو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ تمہارا اور ان کے درمیان کوئی مقابلہ بھی ہے کہ نہیں......تم جاب شروع کردو......تم نے نرسنگ کا کورس کیا ہوا ہے، تم کسی فوجی ہسپتال میں نوکری کرلو مگر اس طرح مینج کرنا کہ میری بیٹیاں اور ماں نظر انداز نہ ہوں......میں نیند سے ہڑبڑا کر جاگ گئی اور پھر میری نئی زندگی کا آغاز ہوگیا۔

....

چند دن مصروف رہنے کے بعد جب وہ اچانک میجر صاحب سے ملنے ان کے گھر پہنچی تو حیران ہوگئی، گھر کی صفائی ستھرائی شروع ہوگئی تھی......چند دن پہلے جو گھر اجڑا اجڑا نظر آتا تھا اب بہار کا سماں تھا......اتنے بڑے لان کی گھاس کٹ چکی تھی......جھاڑیاں، مرجھائے پھول اور پودے کیاریوں سے غائب ہو چکے تھے......نئے پھول پودے زمین میں لگ چکے تھے......لمبے چوڑے برآمدے میں میز اور کرسیاں رکھی تھیں میز پر پنسل، پن، کاغذ بھی نظر آئے......

''گویا کہ زندگی کا آغاز ہوگیا ہے......''اس نے خود سے کہا۔

''کیسے اطلاع دوں کہ کوئی ان سے ملنے آیا ہے......''اس نے خود کلامی کی۔

''گیٹ پر واپس جانا ہوگا اور ڈور بیل بجانی ہوگی......میجر صاحب کی طبیعت بہتر لگتی ہے......گھر کی حالت تو یہی بتا رہی ہے۔''

وہ واپس مڑنے ہی لگی تھی کہ میجر صاحب کی کھنکھناتی آواز سنائی دی......وہ واپس مڑ کر دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ آواز میں کتنی جان ہے، اگر انسان خوش ہو تو اس کا رواں رواں بولتا ہے۔

''واپس کیوں جا رہی آپ......''

''ہرگز واپس نہیں جا رہی تھی، آنے کے بعد جانے کا نہیں سوچتی......کہیں جانے سے پہلے ضرور سوچنا چاہیے ......کھلا

گیٹ دیکھ کر اندر آ گئی تھی......بس بیل نہیں بجائی تھی۔''

''جس دن سے آپ نے مجھے میرے گھر میں ڈراپ کیا تھا اس دن سے میں نے گیٹ بند ہی نہیں کیا......سوچا کہ اچانک آنے والے عام طور پر بند دروازے دیکھ کر واپس بھی لوٹ جاتے ہیں......اور پھر یہ امید بھی ہو کہ کوئی اچانک آ بھی سکتا ہے تو دروازہ کھلا ہی رہنا چاہیے...... کیوں کہ اسے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس کے لیے دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔''

''آپ فلاسفی پڑھتے رہے ہیں کہ لان صاف کرتے ہیں؟''

''فلاسفی تو بہت پہلے پڑھی تھی، آج کل تو گھر صاف کرنے میں مصروف ہوں۔''

''ویسے دس دن کے اندر اتنا بڑا لان صاف کر لینا مشکل نہیں تھا۔''

''ابھی آپ نے گھر کے اندر جھانک کر نہیں دیکھا......آپ کو یقین نہیں آئے گا جس کمرے میں مجھے آپ نے چھوڑا تھا، اس کمرے کی بری حالت دیکھ کر آپ کا سانس رک گیا تھا......اب اس کی نئی حالت دیکھ کر بھی آپ کا دل رک جائے گا۔''

''آپ نے کیسے اندازہ لگایا کہ میرا سانس رک گیا تھا؟''

''اندازے لگ جاتے ہیں......میں خود جانتا تھا کہ مدت گزر گئی تھی کہ کمرے کی جھاڑ پونچھ کیے ہوئے اور بیڈ روم سمیت تمام گھر کا پینٹ تک اکھڑ چکا ہے......آپ نے ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا مگر آپ کے چہرے کے تاثرات بہت کچھ کہہ رہے تھے......میں نے اسی وقت محسوس کر لیا تھا کہ ایسے کمرے میں رہنے والا کیسے صحت مند رہ سکتا ہے، میں نے بہت شرمندگی محسوس کی تھی......میں نے اسی وقت خود سے وعدہ کر لیا تھا کہ گھر کی حالت بدل جائے، آپ کے جانے کے فوراً بعد میں نے اپنے میس میں فون کیا کہ مجھے دس مالیوں کی ایک ساتھ ضرورت ہے......دوسری طرف پینٹ والوں کو فون کر دیا......دس مالیوں نے لان صاف کر کے نئے پودے اور درخت لگا دیے ہیں......مگر ابھی پینٹ ہو رہا ہے۔''

''لان کے چاروں کونوں پر یہ اونچے اونچے درخت پہلے تو نہیں تھے۔'' معشار نے درختوں پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا

''ایک نظر میں آپ نے چاروں طرف نگاہ ڈال لی تھی بڑی گہری نظر رکھتی ہیں آپ......خیر یہ نیم کے درخت ہیں، یہ گھر کے آگے پیچھے ضرور لگانے چاہئیں......نیم کے درختوں کی وجہ سے گھر کے اندر مچھر، مکھی کیڑے مکوڑے نہیں آ

تے......ان درختوں سے ہوا گزر کر گھر کے اندر داخل ہو تو گھر کی فضا جراثیم سے صاف ہو جاتی ہے۔‘‘

’’کمال کی بات ہے میں نہیں جانتی تھی......درخت ایک دن میں نہیں بن جاتے۔‘‘

’’آپ کس زمانے کی بات کر رہی ہیں...... پہلے دادا درخت لگاتا ہے اور پوتا اس کا پھل کھاتا تھا......اب وہ زمانہ نہیں رہا......اب پورے کا پورا درخت اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا کر لگانا مشکل نہیں ہے۔‘‘

’’گویا آپ کہہ رہے ہیں کہ گھر بدلنا پڑے تو اپنے لگائے ہوئے پودے بھی ساتھ لے جاؤ۔‘‘

’’پودے تو کہیں بھی کسی وقت بھی لگ جاتے ہیں لیکن درخت ساتھ لے جانا بھی ممکن ہو گیا ہے......اب پرا پرٹولز اینڈ مشینوں کی وجہ سے بڑے بڑے درخت بھی موو ہو سکتے ہیں......اس لیے میں نے پنجاب سے نیم کے درخت منگوا کر چاروں کونوں میں لگا دیے ہیں......یقین کریں اب گھر کے اندر مچھر اور مکھی داخل ہوتے ہوئے سوچتے ہیں۔‘‘

’’اس کونے میں لگتا ہے کوئی پنیری لگائی ہے؟‘‘

’’وہ میرا کچن گارڈن ہے۔‘‘

’’کچن گارڈن......آئی لو کچن گارڈن......ذرا سا وقت لگا کر ہر کوئی گھر میں سبزیاں اگا سکتا ہے۔‘‘

’’میں بھی آپ کو اپنا کچن گارڈن دکھاؤں گی...... بی بی تو سارا دن کچن گارڈن کی دیکھ بھال میں گزار دیتی ہیں...... ادھر موسم بدلا ادھر انھوں نے شور مچا دیا کہ فوراً پنیری چاہیے۔‘‘

’’چلو یہ تو طے ہوا کہ ہم سب نیچر کو پسند کرتے ہیں اور فطرت کے قریب رہنا چاہتے ہیں۔‘‘

’’ہاں ایسا ہی ہے...... مجھے تو اس بات کی خوشی ہے کہ آپ زندگی کی طرف لوٹ آئے ہیں۔‘‘

’’مجھ سے زیادہ کون زندگی سے محبت کرتا ہوگا مجھے تو تنہائی نے مار ڈالا تھا اور بھاگنے دوڑنے والے کو ویل چیئر پر بٹھا دیا جائے تو اس پر جو گزرتی ہے وہی جانتا ہے......اوپر سے یہ شوگر......انسان کو کھوکھلا کر دیتی ہے......جسم کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔‘‘

’’یہ تو ٹھیک ہے مگر اسے کنٹرول کرنا چاہیے۔‘‘

’’شوگر کنٹرول کرنے لیے واک اور ایکسرسائز بہت ضروری ہے......اور اس کام کے لیے ٹانگیں ہونی چاہئیں۔‘‘

’’ڈائٹ کے ذریعے بھی شوگر کنٹرول ہو سکتی ہے اور ساتھ آپ ویٹ لفنگ کر سکتے ہیں۔‘‘

’’یہ تو میرے ذہن میں آیا ہی نہیں کہ ویٹ لفٹنگ بھی ہو سکتی ہے......چلیں ایک اور ہابی ہاتھ آ گیا......اللہ کا شکر ہے

کہ میرے دونوں بازوتو سلامت ہیں۔''

''آپ نے تو لا ان کی حالت دنوں میں بدل دی ہے۔''

''چلیں آپ کو اپنا کمرہ دکھاتا ہوں......جانتا ہوں کہ بیڈ روم میں کسی کو لے جانا اخلاقیات کے خلاف ہے مگر آپ مجھے یہاں تک لا چکی ہیں۔''

'اُس حالت میں آپ میرا بیڈ روم دیکھ چکی ہیں تو نئی لک بھی آپ کو دکھانا ضروری ہے۔''

''میں ضرور دیکھوں گی......مجھے کوئی اعتراض نہیں۔''معشار نے ہنستے ہوئے کہا

میجر صاحب اپنی ویل چیئر خود چلا رہے تھے۔معشار ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔جب دونوں کمرے میں داخل ہوئے تو معشار کمرے کو پہچان ہی نہیں سکی......کمرے میں لائٹ گرین پینٹ اور پینٹ سے میچ کرتا فرنیچر......سائیڈ ٹیبل پر رکھے لیمپ سے ہلکی گرین لائٹ کمرے کی خوبصورتی میں بہت اضافہ کر رہی تھی۔''

''یقین نہیں آ رہا کہ چند دن پہلے میں نے جس کمرے میں آپ کو چھوڑا تھا یہ وہی ہے......ویسے آپ کے انتخاب کی داد نہ دینا زیادتی ہوگی......اور آپ کی پسند بھی بہت اچھی ہے۔''

''مجھے بھی آج کل یہی محسوس ہو رہا ہے کہ میری پسند بہت شاندار ہے۔''میجر یاسر نے گھوم کر اس پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

معشار نے محسوس تو کیا مگر ظاہر بالکل نہیں کیا۔

''میں تو آپ کو اپنے ساتھ لے جانے آئی تھی مگر آپ نے مجھے باتوں میں لگا لیا۔''

''میں نے زندگی میں کبھی کسی کو باتوں میں لگایا ہی نہیں اس لیے باتوں میں لگانا مجھے نہیں آتا اور اب اس حالت میں ہماری باتوں میں کون آئے گا۔''

''کوشش کر لینی چاہیے......''

''شرمندگی ہی ہوگی۔''

''خود سے اندازے نہیں لگاتے......اب آپ میرے ساتھ چل رہے ہیں......آج کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں گے ......میں آپ کو بی بی اور اپنی بیٹیوں سے بھی ملواؤں گی۔''

''ضرور چلوں گا......کتنے عرصے کے بعد کسی نے اپنے گھر بلایا ہے۔''

''ملنے ملانے سے تنہائی نہیں رہتی......سوشل لائف ختم نہیں ہونی چاہیے۔''

''جی آپ درست فرما رہی ہیں......میں چینج کرلوں۔''

''آپ نے بہت اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔''

''آپ کہہ رہی ہیں تو مان لیتا ہوں......چلیں پھر میں تیار ہوں......گاڑی باہر ہے یا پھر میں ڈرائیو کو بلاؤں؟''

''پیدل نہ چلیں......ہمارا گھر زیادہ دور نہیں ہے پندرہ بیس منٹس میں پہنچ جائیں گے۔''

''چلو ٹھیک ہے......پیدل چلنا کھلی فضا میں......خواب ہی لگتا ہے، چلو ویل چیئر پر ہی سہی، پیدل ہی چلتے ہیں۔''

''بڑی اچھی بات ہے کبھی کبھی دل کی بات بھی سننی چاہیے۔''

''ویسے آپ کیا اچھا بنا لیتی ہیں؟''

''آپ کو کیا پسند ہے؟''

''ماں تو سب کچھ ہی اچھا بنا لیتی تھیں اور ماں کے علاوہ کسی اور عورت کے ہاتھوں کا ابھی ذائقہ چکھا نہیں۔''

''میں بھی ٹھیک بنا لیتی ہوں......بی بی تو بہت اچھا کھانا بناتی ہیں......اب گھر جا کر پتہ چلے گا کہ کیا پکا ہے......''

''کھانا اگر محبت سے بنایا جائے تو کھانے میں محبت کا ذائقہ بھی شامل ہو جاتا ہے اور کھانا خود بخود اچھا لگتا ہے۔''

''پھر آج ماں کی محبت میں بنا ہوا کھانا کھا کر بتائیں کہ کیسا لگا ہے......''

''ضرور......''

باتوں باتوں میں پتہ ہی نہیں چلا اور وہ گھر پہنچ گئے۔

''لیں جی گھر آ گیا ہے۔''

''پتہ ہی نہیں چلا کہ میں نے پندرہ بیس منٹس اپنی ویل چیئر خود چلائی ہے......کوئی ساتھ ہو تو وقت گزرنے کا احساس نہیں رہتا۔''

''تجربہ کرتے رہنا چاہیے۔''

''ٹھیک ہے کہ اگلی بار اکیلا ہی ویل چیئر چلا کر آؤں گا۔''

''ضرور جب دل چاہے آ جایئے گا......اگر میں گھر پر نہ بھی ہوئی تو بی بی اور بیٹیاں ضرور مل جائیں گی۔''

....

''یا سر آپ ہمارے گھر کیوں شفٹ نہیں ہو جاتے......عام طور پر ہم کھانا اکٹھے کھاتے ہیں تو بہتر یہی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ شفٹ ہو جائیں......آپ کو آنے جانے میں مشکل پیش آتی ہے اب یہ تکلفات درمیان میں اچھے نہیں لگتے......''معشار نے رات کے کھانے کے بعد قہوہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

''کھانا میں اکثر آپ لوگوں کے ساتھ اس لیے کھاتا ہوں کہ اکیلے کھانے کا مزہ نہیں آتا......مگر شفٹ ہونا آپ کے گھر میں......عجیب سا لگتا ہے......رشتے ناتے کے بغیر کسی کے گھر میں رہنا مناسب نہیں لگتا......دوستی میں بہت بے تکلف ہو جانا...... چلتا ہے مگر کسی رشتے کے بغیر ایک ہو جانا افسانے، کہانی کی حد تک بہت فیسنیٹ کرتا ہے مگر اندر کا انسان نہیں مانتا...... جسے ضمیر بھی کہا جا سکتا ہے۔''

''لوگوں کے ڈر کی وجہ سے کہہ رہے ہیں......؟''

''لوگوں سے بھی ڈرنا چاہیے مگر ساتھ رہنا......لوگوں کو چھوڑو ہم خود بھی سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ ایک چھت کے نیچے رہنے کے کچھ اصول ہوتے ہیں چاہے یہ مذہب نے مرتب کیے ہوں یا ریاست نے طے کیے ہوں یا پھر انسان نے خود بنائے ہوں، ان پر عمل کرنا ضروری ہے ورنہ معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے......انسان جانتا ہے کہ حد کیا ہوتی ہے اور کسے کہتے ہیں...... میں بھی جانتا ہوں میں کس حد تک آگے جا سکتا ہوں، انسان وہی ہے جو خود پر قابو رکھتا ہو اور ساری باتیں جانے دو مجھے حد میں رہنا بہت اچھا لگتا ہے۔''

''آپ بھی ناں...... بات کو کہاں سے کہاں لے گئے ہیں۔''

''کچھ باتیں، کچھ سوال اور ان کے جواب کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں، پھر بتانا پڑتا ہے کہ ہم مان بھی سکتے ہیں یا نہیں......ممکن ہے کہ میں بھی دل سے ایسا ہی چاہتا ہوں مگر اصول ضابطے میں رہنا ہی اصل انسانیت ہے۔''

''میں نے تو یونہی کہہ دیا تھا مگر ہمیں بھی آپ کی کمپنی اچھی لگتی ہے......آپ ہمارے ساتھ یا ہم آپ کے ساتھ کھانا کھا تے ہیں تو اچھا لگتا ہے......اس لیے کہہ دیا تھا۔''

''جب ہمیں کچھ لوگ اچھے لگنے لگ جائیں تو سمجھ جائیں کہ دل کے بولنے کے دن آ گئے ہیں مگر ساتھ ہی یہ چوکیدار دماغ بھی جاگ جاتا ہے جو دل کو کہنے سے پہلے روکتا ہے کہ کیا کہنا ہے اور کیا نہیں کہنا......دل و دماغ کی حدود و قیود بہت مزے کی ہوتی ہیں، ان دونوں کی تکرار بھی دلچسپ ہوتی ہے......اندر ہی اندر بہت کچھ چلتا رہتا ہے مگر باہر سے ا نسان بہت پرسکون نظر آتا ہے۔''

''میں تو اس لیے کہہ رہی تھی کہ آپ نے سارا گھر سکول میں بدل دیا ہے اور سکول میں بچوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہو رہا ہے...... مجھے لگتا ہے کہ آپ کا بیڈ روم بھی کلاس روم میں بدل جائے گا تو آپ کہاں سوئیں گے؟''

''آفس میں ایک صوفہ کم بیڈ رکھ لوں گا......رات ہی تو گزارنی ہے......تھکا ہوا انسان فرش پر بھی لیٹے یا بیڈ پر، گہری نیند ہی سوتا ہے......ایک وقت تھا کہ ریشم جیسے بیڈ پر بھی کروٹیں بدلتے رات بیت جایا کرتی تھی نہ خواب آتے تھے نہ نیند آتی تھی سلیپنگ پلز بھی اثر نہیں کرتی تھیں......اور اب یہ عالم ہے کہ کرسی پر بھی بیٹھے گہری نیند سو جاتا ہوں، یہ سب آپ کی نظر کرم کا کمال ہے۔''

''نظر کرم اپنی جگہ......آپ کی اپنی کوشش بھی شامل ہے، آپ نے بہت تیزی سے امپروو کیا ہے۔''

''اگر ہر انسان ایک دوسرے کی خدمت میں خود کو گم کر دے تو دنیا جنت سے کم نہیں رہے گی......میں نے تو آپ سے سیکھا ہے کہ زندگی اللہ نے اس لیے دی ہے کہ خدمت ہی اصل مقصد ہے زندگی کا۔''

''سوال تو میرا درمیان میں ہی رہ گیا ہے......آپ نے فلسفہ حیات سنا دیا۔''

''جواب تو سیدھا سادہ ہے کہ ایک چھت کے نیچے عورت مرد کا اکٹھے رہنے کے لیے اللہ اور ریاست نے اصول وضع کیے ہوئے ہیں میں تو تیار ہوں ان اصولوں کو ماننے اور اختیار کرنے کے لیے.....مگر آپ کی رضامندی اور اجازت چاہتا ہوں۔''

معشار خاموش ہو گئی کیوں کہ وہ اس سوال کی توقع نہیں کر رہی تھی......پھر یاسر نے بھی کوئی سوال نہ کیا اور جواب بھی نہ مانگا اور جواب کے لیے وقت بھی مقرر نہیں کیا......پھر بہت دنوں تک اس نے اس موضوع پر بات نہیں کی......مگر دونوں کے دلوں میں ایک ساتھ رہنے کی شمع روشن ہو چکی تھی......دونوں چاہتے تھے کہ ایک بندھن میں بندھ جائیں تاکہ ایک چھت کے نیچے رہنے کا جواز پیدا ہو جائے۔

....

''بی بی! آپ کا کیا خیال ہے یاسر کے بارے میں؟''

''کسی خاص مقصد کے لیے پوچھ رہی ہو؟''

''کیسے انسان ہیں......؟''

''انسان کے مختلف روپ ہوتے ہیں تم کس روپ کے بارے میں پوچھ رہی ہو؟''

''ہر روپ کے بارے میں......''

''تم اس کے لیے سنجیدہ ہونے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا کہ بابر بھی ہے۔''

''بی بی! بابر اور میرا کیا جوڑ ہے......اس کے سامنے ساری زندگی ہے اس نے ابھی زندگی کی ابتدا کی ہے کامیابی کی پہلی سیڑھی پر اس نے قدم رکھا ہے......جوان، ہینڈسم، پڑھا لکھا اور محنتی لڑکا ہے......وہ بہت آگے جائے گا، جبکہ میں اس سے عمر میں بھی بڑی ہوں اور میری زندگی ذمہ داریوں سے بھری ہوئی ہے......عمر بھی بڑھ رہی ہے اور چہرے پر عمر اپنے اثرات بھی چھوڑ رہی ہے......میں نے زندگی کے خوبصورت ترین لمحے عاصم کے ساتھ گزار لیے ہیں...... زندگی سے جذبات بھی ختم ہو چکے ہیں جبکہ اس نے ابھی کچھ دیکھا ہی نہیں ہے......اس کی زندگی میں ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی اس سے ٹکرائے گی......وہ بہت آسانی سے کسی کا ہو جائے گا......میں کہاں اسے یاد آؤں گی۔''

''لیکن بیٹے وہ تو وعدہ کر کے گیا ہے کہ واپس آئے گا......اس نے آتے ہی پوچھ لیا تو......؟؟''

''بی بی! کچی عمر کے وعدے بھی کچے ہوتے ہیں اور پھر کچی عمر کی کمٹمنٹ یا وعدہ نبھانے کے لیے نہیں ہوتے......بس ایک خاص حالات میں ہو جاتے ہیں......وقت گزرتا ہے تو بھول جاتے ہیں یا بھاری سے لگتے ہیں......اس لیے میں نے ہاں یا نہ میں جواب نہیں دیا تھا۔''

''لیکن اسے آس دلا کر دوسرے کا ہاتھ تھام لینا...... مجھے تو مناسب نہیں لگتا۔''

''بی بی......آپ ہی بتائیں کہ میرا اس کا کیا جوڑ ہے؟''

''مجھے تو غلط نہیں لگتا......مگر جو دلائل تم دے رہی ہو ان میں وزن ہے اور درست بھی لگ رہے ہیں......میرا خیال ہے یہ سب کچھ بابر کو بتا دو، اس سے مشورہ کر لو۔''

''نہیں اسے کچھ نہیں بتاؤں گی......وہ ابھی نیا نیا دنیا کی خوبصورتی میں کھویا ہے اور اپنی محرومیوں اور خواہشوں کے انبار کی تکمیل میں الجھا ہوا ہے......اسے ابھی جستجو اور کوشش میں خوشی محسوس ہو رہی ہوگی......اس کے سامنے راستے ہی راستے ہیں، جب وہ ایک راستے کا انتخاب کر لے گا تو پھر اسے ایک حسین زندگی کی کمی محسوس ہوگی، ابھی نہیں ......میں اسے کیوں اپنی ذمہ داریوں میں الجھا دوں......نہیں اسے کچھ نہیں کہنا......وہ برداشت کر لے گا۔''

''گویا تم فیصلہ کر چکی ہو......''

''فیصلہ آپ کی اجازت کے بعد ہوگا......ابھی خود سے اور آپ سے مشورہ کر رہی ہوں۔''

''ٹھیک ہے مجھے بھی سوچنے دواور خود بھی سوچو......''

''مجھے بھی جلدی نہیں ہے۔''

''یاسر نے کچھ کہا ہےاس بارے میں......؟''

''میں نے محسوس کیا ہے۔''معشار نے نہیں بتایا کہ یاسر نے اس سے بات کی ہے۔

''اسے بھی کہنے دو......ابھی اسے کھل کر ہاں کہنے دو......اسے اور سوچنے کا موقع دو۔''

''بہتر ہے بی بی......ابھی سوچتے ہیں......چلیں کھانا کھاتے ہیں۔''

''لیکن ابھی یاسر تو نہیں پہنچا۔''

''یاسر نے جب ہمارے ساتھ کھانا کھانا ہوتا ہےتو آٹھ بجے تک پہنچ جاتے ہیں.....ممکن ہے آج اس کا پروگرام نہ ہو آنے کا۔''

''پہلے اسے فون کر کے پوچھو پھر کھانا لگانا۔''

''جی ٹھیک ہے ابھی فون کرتی ہوں۔''

....

''آج کل آپ کی آنکھیں کچھ کہنا چاہ رہی ہیں یا کچھ سوال ہیں آپ کی آنکھوں میں؟''

''جب آپ کو بات سمجھ آرہی ہے تو جواب دینا آپ کا فرض ہے۔''

''ممکن ہے صرف میرے اندازے ہوں۔''

''مگر آنکھیں سچ بولتی ہیں......''

''آپ کہتے ہوئے کیوں گھبرا رہے ہیں؟''

''میں خود کو اتنے بڑے رتبے پر فائز نہیں کرسکتا۔''

''کس چیز کی کمی ہے آپ میں......ایسے تو نہیں کہتے۔''

''اس نے بنا دیکھے انکار کر دیا تھا تو وجہ تو میری معذوری ہی ہو گی۔''

''ممکن ہے اس کے والدین نے انکار کیا ہو۔''

''آس لگانا کوئی آپ سے سیکھے......آپ تو نزع کے عالم میں بھی زندگی کی نوید سنا دیتی ہیں۔''

''میں نے زندگی سے ہارنا نہیں سیکھا......میں سوچتی ہوں کہ انسان اگر خود نہ چاہے تو کوئی اسے ہرا نہیں سکتا۔''

''آپ کی باتیں مردے میں بھی جان ڈال دیتی ہیں......خوب بولتی ہیں آپ۔''

''باہر کی دنیا میں ٹاکنگ ٹریٹمنٹ بہت کامن ہے۔''

''مگر بولنے والا بولنا بھی جانتا ہو......کانوں میں رس گھولتی آواز کا مالک ہو......بولنے والا جب بولے تو اس کی بات کانوں کے راستے سیدھی دل میں اتر جائے......دل میں ہی بس جائے۔''

''بات کہاں سے کہاں نکل گئی ہے......آپ بی بی سے بات کریں۔''

''آپ کی اجازت کا انتظار تھا......''

''اجازت بعد میں بھی لے سکتے تھے......بات تو شروع کرتے۔''

''آج اور ابھی کرتا ہوں۔''

''اب ایسی بھی جلدی کیا......''

''جلدی......میں تو برسوں سے منتظر تھا اس موقع کا......خیر آپ مجھ جیسے ویل چیئر پر بیٹھے شخص کے ساتھ گزارا کر لیں گی؟''

''ہنسی خوشی......''

''سچ......''

''سچ کی کوئی زبان نہیں ہوتی مگر سچ میں بہت طاقت ہوتی ہے۔''

''سچ ہی حقیقت ہے اور میں نے یہ حقیقت قبول کر لی ہے......میرے دل کی آواز بھی یہی ہے۔''

''گویا آپ میرے ساتھ رہنے کے لیے راضی ہیں......؟''

''جی......''

''آہ! میری تنہائی کے دن ختم ہونے والے ہیں۔''

''ایسا ہی ہے......تنہائی میں نے بھی بہت دیکھی ہے۔''

''مجھے آپ کے گھر شفٹ ہونا ہے۔''

''یہ کوئی شرط نہیں ہے لیکن ہم سب کو ایک ہی گھر میں رہنا ہے......دو گھروں میں نہیں اور بی بی اس گھر کی عادی ہیں،

وہ نئی جگہ پر کمفرٹ محسوس نہیں کریں گی اگر وہ ہمارے ساتھ آپ کے گھر شفٹ ہوگئی تو چند دن کے بعد وہ واپس اپنے گھر جانے کے لیے ضد کرنے لگیں......اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم ان کے ساتھ ہی رہیں، انھیں وہاں شفٹ نہ کریں۔''

''اس پر بحث ہو سکتی ہے۔''

''اور مجھے چھوٹا گھر پسند ہے......سب قریب قریب رہتے ہیں ایک دوسرے کی آواز سن لیتے ہیں......چھوٹا سا برآمدہ اور اس کے آگے صحن......''

''آپ اپنے گھر کو مکمل سکول میں بدل دیں......ضرورت مند بچوں کو فری پڑھائیں اور صاحب حیثیت والدین سے فیس لیں......تاکہ سکول کے اخراجات چلتے رہیں۔''

''مشورہ اچھا ہے...... مانا جا سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کا حکم سرآنکھوں پر......''

''حکم میں نے دینا سیکھا ہی نہیں، میں تو ایک تجویز دے رہی تھی۔''

''آپ کی تجویز ہی ایسی ہوتی ہے کہ انکار کی گنجائش نہیں رہتی، آپ کو اپنی ہر بات منوانے کا طریقہ آتا ہے......سننے والا ہاں کیے بنا رہ ہی نہیں سکتا۔''

''پہلے آپ نے بی بی سے بات کرنی ہے......بی بی کی ہر بات ماننی ہے ان کی ہر شرط قبول کرنی ہے۔''

''دل سے قبول کروں گا مگر ایک بات بتانا ضروری ہے۔''

''میں اب باپ نہیں بن سکتا۔''

''آپ نے پہلے بتا دیا تھا۔''

''وہ تو میں نے باتوں باتوں میں بتایا تھا اب کھل کر بتا رہا ہوں۔''

''اولاد کی خواہش عاصم نے پوری کر دی تھی۔''

''کیا دنیا میں آپ جیسے لوگ بھی ہوتے ہیں......''

''محبت کا ایک پہلو وہ بھی ہوتا ہے مگر محبت میں اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔''

''شکریہ......''

....

بی بی مان گئیں مگر عجیب وغریب شرائط کے ساتھ......انھوں نے مجھے بار بار کہا کہ پہلے بابر سے پوچھ لو......ان کا خیال تھا کہ میں وعدہ توڑ رہی ہوں اور وعدے سے مکر رہی ہوں......''

''وہ ٹھیک سوچ رہی تھیں......کچھ وعدے زبان سے نہیں دلوں سے جاتے ہیں اور صدیاں بیت جاتی ہیں مگر وعدے اپنی جگہ قائم رہتے ہیں، دل سے کیے وعدے وقت کی قید سے آزاد ہوتے ہیں۔''

''مگر میرا خیال تھا اور ہے کہ میں کسی وعدے میں نہیں بندھی تھی، کوئی وعدہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی تمھیں کسی وعدے میں باندھا تھا۔''

''اب میں کیا کیا آپ کو یاد دلاؤں......مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ کو بھولنے کی عادت تو نہیں تھی مگر خوبصورت لوگوں کی ادا ہوتی ہے......وہ جان بوجھ کر بھولتے ہیں، اور یہ بھی ان کی اک ادا ٹھہری کہ ہمیں تو یاد نہیں ہے۔''

''آپ کن خوبصورت لوگوں کی بات کر رہے ہیں؟''

''آپ جیسے لوگوں کی......''

''تم مذاق بھی کر لیتے ہو پہلی بار پتہ چلا ہے......خیر بی بی کو میں نے منا لیا تھا مگر انھوں نے ایسی شرائط رکھیں کہ مجھے بھی بری لگیں جیسے دس لاکھ حق مہر مگر یاسر نے برا نہیں منایا انھوں نے پندرہ لاکھ لکھ دیا اور پھر ایک جمعہ کو ہمارا نکاح ہو گیا......نکاح پر انھوں نے پندرہ لاکھ بی بی کے ہاتھ پر رکھ دیے......بی بی کو یہ بھی برا لگا کہ انھوں نے یہ پیسے اپنے لیے نہیں مانگے تھے......میجر صاحب نے انھیں کیوں دیے ہیں......اب ہماری شادی کو آٹھ مہینے گزر گے ہیں، انھوں نے بی بی کا بہت خیال رکھا ہے......اب بی بی بھی خوش ہیں۔''

''اچھی بات ہے کہ آپ سب خوش ہیں......یاسر بھائی ہیں ہی اتنے اچھے۔''

''ہاں! وہ بہت اچھے ہیں......مجھے کبھی احساس ہی نہیں ہوا کہ ان میں کوئی کمی ہے......کامیابی سے اپنا سکول کا بزنس چلا رہے ہیں ان کی ہر کلاس میں آدھے سٹوڈنٹس ایسی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں جو فیس اور دوسرے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔''

''وہ ایسے ہی بڑے دل کے مالک ہیں......وہ مدد دل کھول کر کرتے ہیں اتنا دے دیتے ہیں کہ مدتوں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔''

''میرے ساتھ شاپنگ پر جاتے ہیں، بچوں کے ساتھ پلے لینڈ جاتے ہیں، کچن میں میری ہیلپ کرتے ہیں، کپڑے

دھونے بیٹھوں تو ساتھ ساتھ رہتے ہیں......وہ ایک آئیڈیل شوہر ہیں......بی بی بھی یہی کہتی ہیں کہ انھیں دوسرا عاصم مل گیا ہے......بیٹیاں ہر وقت پاپا......پاپا کی رٹ لگائے رکھتی ہیں......سکول کی ایک ایک میٹنگ یاد رکھتے ہیں......ان کی یادداشت غضب کی ہے......ہم میں سے کسی کی برتھ ڈے تک نہیں بھولتے......اب تو بی بی کی سالگرہ بھی منائی جاتی ہے اور کیا کیا بتاؤں ان کی خوبیاں، بس یوں سمجھ لو کہ وہ ایک فرشتہ ہیں۔''

''آپ جو کچھ بتا رہی ہیں......وہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں......آپ سے تو ان کا کوئی رشتہ ہے میرے ساتھ ان کی نیکی کسی رشتے کے بغیر تھی......میری کامیابی کا تمام کریڈٹ انہی کو جاتا ہے......پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو یقین نہیں آتا کہ چھپر ہوٹل میں آٹھ دس سال کا لڑکا جو سارا دن برتن دھوتا تھا، آج دبئی کی سب سے بڑی ملٹی نیشنل کمپنی میں ایک اچھے عہدے پر کام کر رہا ہے۔''

''اچھا یاد آیا تم نے ایگزام دے دیا تھا؟''

''میں کیسے بھول سکتا تھا......میں نے کراچی سے ایگزامیز دیے تھے۔اب تو ڈگری بھی ہے میرے پاس۔''

''گڈ!......بڑی بات ہے......تمہاری کبھی سامعہ سے ملاقات نہیں ہوئی؟''

''کون سامعہ......اوہ یاد آیا......میری کلاس فیلو، کبھی نہیں ملا اس سے، کبھی اس کا خیال بھی نہیں آیا اور میں اس سے ملنا بھی نہیں چاہتا۔''

''مشورہ ہے اگر سننا چاہو تو......''

''آپ کی بات نہ سننا چاہوں ایسے تو ہو نہیں سکتا۔''

''تم سامعہ سے ملو اور شادی کر لو......اب تم اس کے برابر ہو گئے ہو۔''

''عمر میں تو پہلے بھی اس سے ایک سال بڑا تھا۔''

''عمر کی نہیں......لیول کی بات کر رہی ہوں۔''

''لیول بھی یعنی قد میں بھی پورے ایک فٹ اس سے لمبا تھا۔''

''بات مذاق میں مت ٹالو......اب تم پورے اعتماد سے اس کا ہاتھ مانگ سکتے ہو۔''

''ضرور مانگتا اگر کبھی اس کا خیال دل میں آتا......یادوں میں بھی اس کی کوئی یاد نہیں ہے۔''

''مگر وہ تم سے محبت کرتی تھی......شادی اس سے کرنی چاہیے جو تم سے محبت کرتا ہو۔''

''اور جس سے ہم محبت کرتے ہیں......ان کا کیا کیا جائے وہ تو دل سے جاتے ہی نہیں، جب دل میں کوئی بس رہا ہو تو دوسرا کوئی کیسے دل میں آ سکتا ہے......''

''سب افسانوی باتیں ہیں۔''

''افسانے بھی انسانوں کے ہی بنتے ہیں۔''

''تمہیں کسی کا ہاتھ تو تھامنا ہوگا۔''

''حقیقت یہ ہے کہ ابھی دل میں کوئی بس رہا ہے، نئی صورت حال سمجھنے کے لیے دل کو کچھ وقت چاہیے......ابھی دل سنبھلنے کی کوشش کر رہا ہے، جب سنبھل جائے گا تو کسی اور کا سوچ لوں گا۔''

''جب آپ کو وہ نہ ملے جس کی خواہش ہو تو اب اس کا ہاتھ تھام لو جس کے دل میں تم بستے ہو۔''

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر......جس دن دل مان گیا تو میں بھی مان جاؤں گا۔''

....

''باوثوق ذرائع سے پتا چلا ہے کہ یونیورسٹی کے زمانے میں کوئی تمہاری گرل فرینڈ تھی؟''

''سر! آپ جانتے ہیں کہ میری کیا اوقات تھی کوئی گرل فرینڈ بناتا۔''

''اس کی تو اوقات ہو سکتی تھی کہ وہ تمہیں اپنا بوائے فرینڈ کہتی۔''

''سر! یہ امیر لوگوں کے مشغلے ہوتے ہیں۔''

''اب تم بھی کسی سے کم نہیں ہو۔''

''اب ہوں، پہلے تو نہیں تھا......مگر ایسے کاموں کے لیے وقت اور ہمت بھی چاہیے، دونوں میرے پاس نہیں ہیں۔''

''یار سیدھی طرح اس سے ملواؤ......پھر بات آگے بڑھاتے ہیں۔''

''سر! میرا ابھی تک کسی سے ایسا تعلق نہیں ہے۔''

''سنا ہے وہ بہت سیریس تھی۔''

''ہوگی......میں نہیں تھا۔''

''اب تم شادی کے بارے میں سوچو۔''

''اب ضروری تو نہیں سب کو آپ جیسی بیوی ملے۔''

''مجھے کون سی بہت آسانی سے ملی ہے اور سب کی قسمت میرے جیسی ہو بھی نہیں سکتی۔''

''یہی تو میں کہہ رہا ہوں اس لیے سر میں اگلے پانچ سالوں تک اس طرف سوچنا نہیں چاہتا۔''

''یہ چاہت یہ محبت دل کے معاملے ہوتے ہیں......دل کے معاملے میں عقل ہار جاتی ہے۔''

''سر! ابھی اس جذبے سے نہیں گزرا......''اس نے ایک نظر معشار پر ڈالتے ہوئے کہا مگر وہ میجر یاسر کے کپڑے استری کر رہی تھی۔

''یہی تو عمر ہے، دنیاداری تو سیکھ لی ہے، عملی زندگی کا آغاز بھی کر لیا ہے، اب یہ مزہ بھی چکھ لو۔''

''سر! آپ نے خود کہا کہ دل کے معاملے سوچ سمجھ کر نہیں کیے جاتے، بس ہو جاتے ہیں......جب ہوں گے تب دیکھا جائے گا۔''

''چلو ٹھیک ہے، میرے ذرائع نے غلط اطلاع دی ہو گی......لیکن وہ بھی اچھے ہوتے ہیں جو ہم سے محبت کرتے ہوں ......ضروری نہیں کہ ہمیں وہ مل جائے جسے ہم چاہ رہے ہوں......کبھی کبھی ان کا بھی ہو جانا چاہیے جو ہمیں چاہ رہے ہوں وہ ہمیں زیادہ خوش رکھتے ہیں۔''

''آپ کہہ رہے ہیں تو ٹھیک ہی کہہ رہے ہوں گے مگر ابھی کوئی نہیں ہے۔''

''اب تم نے اتنا انکار کیا ہے تو مان لیتے ہیں کہ کوئی نہیں ہو گا......لیکن مشورہ ہے کہ دل کی دنیا بھی بہت خوبصورت ہے اسے بھی آباد کر کے دیکھنا......تمہاری دنیا ہی بدل جائے گی......میری تو بدل گئی ہے، میں نے اس سے پہلے اتنی حسین زندگی نہیں گزاری ہے۔''

''سر! خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کی دل کی دنیا آباد ہو جاتی ہے۔''

''تم کسی کو پسند تو کرو اس سے ہاں کرانا ہماری ذمہ داری ہے۔''

'چھوڑیں سر......ابھی واک کرنے چلتے ہیں شام ہو رہی ہے۔''

''واک تو تم جیسے جوان لوگ کرتے ہیں......ہم تو ترس رہے کہ بیساکھیوں کے سہارے ہی سہی...... چلنا تو شروع کر دیں۔''

''بہت جلد ایسا بھی ہو جائے گا...... میں دبئی سے پتہ کراؤں گا کہ مصنوعی ٹانگیں بن جائیں۔''

''مصنوعی ٹانگیں تو پاکستان میں بھی بن رہی ہیں مگر شوگر کی وجہ سے میرے زخم مندمل ہوتے ہی نہیں......رِستے ہی ر

ہتے ہیں۔''

''اب تو آپ کی شوگر بہت کنٹرول میں رہتی ہے......سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا پھر معشار آپ کے ساتھ ہیں ان کے ہوتے ہوئے بگڑا کام بھی سنور جاتا ہے۔''

''اسی کی وجہ سے آج خوش ہوں اس کا ساتھ نہ ہوتا تو میں اس دنیا میں نہ ہوتا۔''

''سر! وہ جاتے ہوئے کو واپس لانا خوب جانتی ہیں......اللہ کا شکر ہے وہ آپ کی زندگی کی ساتھی ہیں......ان کی موجودگی ہی بہت ہے آپ کی تمام خواہشیں پوری ہو جائیں گی۔''

''ہاں ہاں کیوں نہیں......ان شاء اللہ......آؤ چلتے ہیں باہر۔''

....

''تم ایک مہینے کی چھٹی پر آئے ہو؟''

''ہاں مگر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں......اپنے شوہر کے ڈر سے اب جلد جانے کا نہ کہہ دینا۔''

''میرے شوہر کے بارے میں ایک لفظ بھی مت کہنا......وہ دنیا کے سب سے اچھے شوہر اور پھر میں کیوں جلد جانے کا کہنے لگی......میں تو چاہ رہی تھی کہ تم ساری چھٹیاں ہمارے ساتھ گزارو۔''

''میرا اور کون ہے آپ سب کے علاوہ۔''

''ہم تو ہیں ہی ہیں اب کسی اور کو بھی اپنا بنا لو۔''

''میں تو کہنے والا تھا یاسر بھائی کے دل میں میری جلد شادی کے بارے میں مت ڈالیں......میں شادی کر لوں لیکن ابھی نہیں......ابھی نیا نیا دل ٹوٹا ہے اسے سنبھلنے دو، کچھ وقت لگے گا تو دل بھی بہل جائے گا......دل بھولنے میں بہت وقت لیتا ہے، حالات کے مطابق دل میں بسی تصویر فوراً دھندلاتی نہیں ہے......دھیرے دھیرے دل تبدیلی قبول کرتا ہے۔''

''اچھا ٹھیک ہے......میں گلٹی محسوس کر رہی تھی، اس لیے کہہ دیا۔''

''اگر یاسر بھائی کی جگہ کوئی اور ہوتا تو دیکھتا کہ وہ کیسے آپ کے ساتھ رہتا ہے۔''

''کیا کرتے''؟ معشار نے دبی مسکراہٹ سے پوچھا۔

''اسے قتل کر دیتا......اور دل توڑنے والے کو بھی سزا دیتا۔''

''کیسی سزا......''

''جو دل کہتا۔''

''دل بہت نرم مزاج ہوتا ہے، وہ سخت سزا دے ہی نہیں سکتا وہ بھی اسے......جس سے محبت کی جائے۔''

''تو آپ نے میری محبت کو تسلیم کر ہی لیا ہے۔''

''کرتی تو پہلے بھی تھی مگر خود کو تمہارے قابل نہیں سمجھتی تھی۔''

''دل دنیا کے رسم و رواج کو کب مانتا ہے۔''

''رہنا تو دنیا میں ہوتا ہے......خیر تم ہمارے ساتھ ہی رہ رہے ہو۔''

''آپ کو کس نے بتایا ہے کہ میں کہیں اور جانا چاہتا ہوں......کہیں اور جانے سے بہتر ہے کہ اپنی چھٹیاں کینسل کرا لوں اور واپس چلا جاؤں۔''

''تمہارے یہاں رہنے سے میں مطمئن ہو جاؤں گی کہ تم نے میرا فیصلہ قبول کر لیا ہے۔''

''میں پہلے کہہ چکا ہوں آپ کا یاسر بھائی سے شادی کا فیصلہ میں نے دل سے قبول کر لیا ہے......مگر زخم بھرنے میں کچھ وقت لگے گا......آج بھی رات کے کسی پہر جب آنکھ کھل جاتی ہے تو پھر آنکھوں سے نیند روٹھ جاتی ہے......اور آنکھوں میں نمی سی آ جاتی ہے......پھر بھیگی آنکھوں کو خشک ہونے میں رات بیت جاتی ہے......میں پہلی بار راتوں کو اچانک جاگا ہوں اور رویا ہوں، راتوں کو رونے والے بہت دکھی ہوتے ہیں......رات کے پچھلے پہر آنکھ کا کھل جانا اور دوبارہ نہ لگنا......کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے، دل میں کتنا درد اٹھتا ہے کاش الفاظ میں بتا سکتا......''

''دل کے معاملے کہاں اپنے اختیار میں ہوتے ہیں......یہ جو سب کہتے ہیں کہ وقت زخموں کا مداوا ہوتا ہے، نہیں ایسا نہیں ہے، میں تو وہیں کھڑی ہوں جب عاصم کی وردی میرے ہاتھوں میں رکھی جا رہی تھی، اور میں کانپتے ہاتھوں سے اس وردی کو اور خود کو سنبھال رہی تھی......کب اس کا تابوت اٹھا کب جنازہ ہوا، کب دفن ہوا......ہوش کب تھا پھر کتنا عرصہ بیت گیا تھا مگر خود کو سنبھال نہیں پائی تھی......وہ تو اس خواب نے مجھے ہوش دلایا تھا کہ دو بیٹیاں بھی میری ذات کے ساتھ وابستہ ہیں اور عاصم کا نرسنگ کی جاب کا مشورہ......پھر میں نے خود کو خدمت میں مصروف کر لیا۔''

''دل کے معاملے الگ ہوتے ہیں، وقت ان پر نہ مرہم رکھتا ہے نہ ان پر گرد پڑتی ہے......صدیاں بیت جاتی ہیں، چہرے بدل جاتے ہیں مگر یونہی وہ سامنے آ جائیں تو دل وہیں پہنچ جاتا ہے جہاں دل نے ایک دوسرے کے ساتھ

رہنے کا اقرار کیا ہوتا ہے اور ساتھ ہی وہ جدائی کا موڑ بھی آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے جہاں جسم جدا ہو جاتے ہیں......مگر ہماری روح بت بن کر وہی کھڑی رہ جاتی ہے وہ جسم کے ساتھ نہیں آتی۔''

''اگلی کہانی میں سناتی ہوں......اور پھر زندگی میں صرف اقرار کا لمحہ اور جدائی کا موڑ رہ جاتا ہے اور زندگی ان دو لمحوں کے درمیان میں بیت جاتی ہے۔''

''اس لیے زندگی میں دل نہیں لگانا چاہیے۔''

''دل بھی کوئی خود لگاتا ہے لگ جاتا ہے...... لگنے کے بعد دل کو پتہ چلتا ہے کہ یہ تو کسی اور کا ہو گیا ہے۔''

''ہاں......یہی سچ ہے۔''

''مجھے بھولتا ہی نہیں ہے......وہ جدائی کا لمحہ......میری روح وہی جم کر ٹھہر گئی ہے جہاں عاصم کے جسم کو زمین کے حوالے کر دیا تھا۔''

''جی......میں جانتا ہوں، جدائی کسے کہتے ہیں، آج کل جدائی کی دنیا میں رہ رہا ہوں......جس طرح محبت کے اظہار کے لیے الفاظ نہیں بنے......اسی طرح جدائی کے کرب یا اذیت کے اظہار کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔''

''اب کبھی سامعہ کا ذکر نہیں کروں گی......سمجھ گئی ہوں کہ ابھی کسی اور کے دل میں آنے کا وقت نہیں ہوا۔''

''پچھلے ایک ہفتے سے یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں......شکر ہے آپ سمجھ گئی ہیں۔''

''جی......سمجھ گئی۔''

....

رات کا جانے کون سا پہر تھا کہ اسے کچھ شور سا سنائی دیا پہلے تو ہوش میں آنے اور سمجھنے کی کوشش میں کئی لمحے بیت گے پھر اسے احساس ہوا کہ یاسر صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہے......اس لیے معشار بار بار یاسر کو پکار رہی ہے۔

وہ تیزی سے سڑھیاں اترتے ہوئے ان کے بیڈ روم کے باہر پہنچ گیا......ہلکی سی دستک دی۔

''کیا ہوا معشار......دروازہ کھولو۔''

'یاسر بے ہوش ہو گئے ہیں۔''معشار نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

''ایمبولینس بلاؤ......''بابر نے تیزی سے یاسر کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے ان کی شوگر بہت نیچے چلی گئی ہے۔''معشار نے فون کرتے ہوئے کہا۔

بیس منٹ میں وہ ہسپتال میں تھے اور پھر ڈاکٹر کے حوالے کر کے دونوں بے چینی سے کمرے سے باہر کبھی بیٹھ جاتے کبھی چلنے لگ جاتے۔

''آپ نے کوئی میٹھی چیز تو پاس نہیں رکھی ہوئی تھی؟''

''ان کی جیب میں چاکلیٹ ہوتی ہے......وہ جہاں جہاں سے گزرتے ہیں ان کی جیب میں بسکٹ، ٹافیاں اور چاکلیٹ ہوتی ہے......''

''اگر سب کچھ پاس ہی تھا......پھر یہ بے ہوش کیوں ہوگئے ہیں......میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔''

''میں بھی پریشان ہوں کہ شوگر کے مریضوں کا نیند میں بے ہوش ہو جانا بہت خطرناک ہوتا ہے۔''

''اسی فکر میں، میں اکثر رات کو جاگ کر یا سر کو چھو کر دیکھتی ہوں......اور ان کی بھی آنکھ کھل جائے تو میری حالت دیکھ کر ہنس دیتے ہیں اور تنگ کرنے کے لیے کہتے ہیں......

''تم مجھ سے سچی مچی محبت کرنے لگ گئی ہو......یہ محبت تو زندگی کی سب سے بڑی نعمت ہوتی ہے مگر بیمار لوگوں سے محبت دونوں کے لیے جان لیوا ہو سکتی ہے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ صرف مجھے محبت کرنے دو......تم نہ کرو......ورنہ چھوڑنا مشکل ہو جائے گا۔''

''میں ہمیشہ ان کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیتی ہوں۔''

''آپ کے منہ ایسی بے تکی باتیں اچھی نہیں لگتیں......ابھی تو میں نے دوبارہ زندگی سے پیار کرنا سیکھا ہے ورنہ عاصم کے بعد میں زندہ تو تھی مگر جینا نہیں چاہتی تھی۔''

اسی لمحے ڈاکٹر کمرے سے باہر آئے۔

''اللہ کا شکر ادا کریں اور صدقہ اتاریں میجر صاحب واپس لوٹ آئے ہیں، موت کو پھر شکست دے دی ہے......اس بار تو لگتا ہے کہ کسی کی دعائیں اور ان کی اپنی ول پاور انھیں واپس لائی ہے۔''

''ڈاکٹر صاحب! ایسا دوسری بار ہوا ہے......یہ نیند میں بے ہوش ہوئے ہیں......جانتی ہوں شوگر لو ہوگئی تھی مگر ایسا کیوں ہوتا ہے۔''

''لگتا ہے کہ ان کی شوگر کنٹرول میں ہے، اس لیے ان کی انسولین کی مقدار کم کرنی ہوگی......ابھی یہ ہاسپٹل میں انڈر

آبزرویشن رہیں گے......ان کی میڈیسن اور انسولین کو واچ کر کے نئی مقدار مقرر کریں گے۔''

''ہم ان سے مل سکتے ہیں؟''

''ضرور مل سکتے ہیں اب وہ بالکل ٹھیک ہیں آپ جائیں اور ان سے مل لیں......ان کا تعارف نہیں ہے۔'' ڈاکٹر نے بابر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ ان کے چھوٹے بھائی بابر ہیں......دبئی میں ہوتے ہیں۔'' بابر نے آگے بڑھ ڈاکٹر سے مصافحہ کیا پھر دونوں میجر کو دیکھنے اندر چلے گئے۔

''بہت برے ہیں آپ......ہماری جان ہی نکال دی تھی۔''

''جان تو میری جا رہی تھی تم کہاں سے درمیان میں آ رہی ہو۔''

''جب شوگر ڈاؤن ہو رہی ہو تو کچھ کھا کیوں نہیں لیتے؟''

''تم نے سڑک کے کنارے لگے سائن بورڈ پر لکھا......''مڑنے سے پہلے اشارہ دیں''...... پڑھا تو ہوگا......شرارتی بچے اوپر سے ''ط'' ہٹا دیتے ہیں تو لکھا رہ جاتا ہے ''مرنے سے پہلے اشارہ دیں''......اب کون جانتا ہے کہ وہ کب مر رہا ہے......یا مرنے والا اس قابل ہی کہاں ہوتا کہ وہ کوئی اشارہ کر دے کہ وہ دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔''

''مذاق چھوڑیں......آپ یہ بتایئے کہ آپ کو نیند میں کچھ محسوس نہیں ہوتا؟''

''اب بابر کے سامنے کیا کہوں کہ نیند میں بھی آپ ہی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا ہوتا ہوں......آپ کے سامنے اپنا خیال کہاں رہتا ہے۔'' میجر نے دبی مسکراہٹ سے بابر کو آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے معشار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

معشار مسلسل میجر کے ماتھے سے بال پیچھے کرتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بات کر رہی تھی......بابر نے محسوس کیا کہ معشار جتنی پریشان ہوئی تھی اتنی پریشانی کبھی بھی اس کے چہرے سے ظاہر نہیں ہوئی تھی جب وہ ہسپتال میں ایڈمٹ تھا......اس نے محسوس کیا کہ معشار دل سے میجر کو پسند کرتی ہے اسے اچھا بھی لگ رہا تھا اور جیلسی بھی محسوس ہو رہی تھی۔

''آپ نے رات کو جاگ کر ایک دو بار کچھ نہ کچھ ضرور کھانا ہے۔''

''آپ بھی کمال کرتی ہے کہ رات کو کھانے کے لیے نہیں جاگا جاتا......اور بھی بہت کام ہوتے ہیں کرنے کو......اس لیے رات کو اکثر نہیں جاگنا چاہیے......ورنہ رات گزر جاتی ہے نیند پوری نہیں ہوتی۔'' میجر مسلسل مذاق کے موڈ میں

تھے...... بابران کی باتوں سے بہت محظوظ ہو رہا تھا جب کہ ہمعشارا اپنے چہرے پر بکھرے رنگوں کو سمیٹنے کی کوشش کر رہی تھی......وہ اشاروں سے میجر کو خاموش ہونے کو کہہ رہی تھی......میجر جانتے تھے کہ اس کی اچانک طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے معشار بہت پریشان ہوئی ہے اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

''یاسر بھائی! آپ کی اس لاپروائی کی وجہ سے آپ کو اب ہاسپٹل میں رہنا پڑے گا۔''

''اپنی تو عیاشی ہوگئی ہے......اب معشار جاب سے چھٹی لے کر سارا دن سامنے رہے گی...... ہماری جائز اور ناجائز خواہشیں پوری کرے گی۔''

''زبردست......پھر تو آپ کو مہینے میں ایک بار یہ عیاشی ضرور کرنی چاہیے۔''

''میں آپ دونوں کے کان کھینچوں گی۔''

''فرق تو کوئی پڑے گا نہیں......تمہاری ہی مصروفیت بڑھے گی۔'' میجر کہاں چپ رہنے والے تھے۔

ان کا سارا دن اسی نوک جھونک میں گزر گیا۔

....

''تمہاری چھٹی ختم ہو رہی ہے اور میری پریشانی بڑھ رہی ہے کہ میں اکیلی کیسے یاسر کو سنبھالوں گی؟''

''یاسر بھائی اب بالکل ٹھیک ہیں...... کیوں پریشان ہو رہی ہیں آپ......''

''میں اب بوڑھی ہو رہی ہوں اور میرے اندر حوصلہ کم ہو رہا ہے......ابھی تو عاصم کی جدائی میرے اندر زندہ ہے ......کوئی نیا دکھ برداشت کرنے کی میرے اندر طاقت نہیں ہے۔''

''کچھ خدا کا خوف کریں......آپ اور بڑھاپا......کون مانے گا......تیس سال کی عمر میں تو آج کل لڑکیوں کی شادی ہو رہی ہے اور آپ خود کو بوڑھا سمجھنے لگ گئی ہیں......ابھی بہت وقت پڑا ہے بوڑھا ہونے میں جب وقت آئے گا تو بوڑھا بھی ہو جائیے گا۔''

''زندگی کی حقیقتوں سے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔''

''کون سی حقیقت...... مجھے تو آپ کی زندگی میں کوئی مشکل نظر نہیں آ رہی......یاسر بھائی جیسا کیئرنگ شوہر......ماں جیسی ساس اور پیار کرنے والی بیٹیاں......سب کچھ تو ہے آپ کی زندگی میں۔''

''یہی تو ڈر ہے کہ یہ خوشیاں عارضی نہ ہوں۔''

’’آپ پہلے تو ایسی حساس نہیں تھیں، کیوں انجانے خوف میں مبتلا ہوگئی ہیں......آنے والے وقت کے بارے میں اچھا سوچیں گے تو اچھا ہی ہوگا۔‘‘

’’تم پاکستان ٹرانسفر کیوں نہیں کرا لیتے ہیں۔‘‘

’’سوچا جا سکتا ہے مگر فوراً تو کچھ نہیں ہوسکتا......وقت تو لگے گا۔‘‘

’’وقت لگنے دو......مگر تم اپنی بیوی کے ساتھ ہمارے ساتھ ہی رہنا۔‘‘

’’یہ بیوی کہاں سے درمیان میں آ گئی ہے ویسے آج کے زمانے میں بیوی جیسی چیز اکیلا رہنا چاہتی ہے......اس لیے اس کی موجودگی میں بھول جائیں ایک ساتھ رہنے کے خواب......ویسے بیوی تو ابھی آ نہیں سکتی......دل آئے گا کسی پر تو دیکھا جائے گا۔‘‘

’’پھر ہم سب ایک ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں؟‘‘

’’مجھے یاسر بھائی کا چھوٹا بھائی سمجھ کر قبول کرلیں۔‘‘

’’ہاں یہ ٹھیک ہے، اب تم پاکستان ٹرانسفر کرالو۔‘‘

’’جاتے ہی اپلائی کردوں گا......اب اجازت ہے واپس جانے کی؟‘‘

’’ہاں اب تم جا سکتے ہو۔‘‘

’’تو واپسی کی سیٹ دو دن بعد کی کنفرم کردوں؟‘‘

’’دو دن بعد کی......تمہاری چھٹی ختم ہوگئی ہے؟‘‘

’’پندرہ پندرہ دن کی دوبار چھٹی لے چکا ہوں......اب لی تو نوکری چلی جائے گی۔‘‘

’’سوری یار پتہ ہی نہیں چلا کہ دو ماہ گزر گئے ہیں......بس تم اب اپنی ڈیوٹی جوائن کرو اور جلدی سے واپس آ جاؤ۔‘‘

’’انکار کی کیا مجال ہے......جو آپ نے کہا ہے اسی پر عمل کروں گا۔‘‘

’’تم بہت اچھے ہو۔‘‘

’’یقین تو نہیں آتا مگر کر لیتا ہوں کیوں کہ میں ہمیشہ آپ کی نظروں میں اچھا ہی رہنا چاہتا ہوں۔‘‘

’’اچھے ہی رہو گے......تیاری خود کرلو گے کہ میری ہیلپ چاہیے۔؟‘‘

’’پاکستان سے تو میں خوبصورت یادیں ہی لے کر جاتا ہوں......یادیں سمیٹنے کے لیے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی

...... یادیں خودبخود سمٹ جاتی ہیں اور جب دل نہیں چاہ رہا ہوتا تو پوری زندگی پر پھیل جاتی ہیں، اور یادوں کا کوئی بوجھ بھی نہیں ہوتا جو اٹھانا پڑے۔''

''یہ کیا بات ہوئی، تم تو سارا دبئی ہمارے لیے خرید لائے تھے...... اب ہم آپ کو خالی ہاتھ جانے دیں گے اتنے کنجوس تو ہم بھی نہیں ہیں۔''

''اگر کچھ دینا ہے تو ہماری پسند کا لے کر دیں اور پسند کی چیزیں خریدنے کے لیے ہمارا آپ کے ساتھ مارکیٹ جانا بہت ضروری ہے۔''

''ٹھیک ہے آپ کو لے چلیں گے ویسے ہماری پسند بھی بڑی نہیں ہے۔''

''آپ کی پسند سے کون انکار کر رہا ہے...... ہم آپ کے ساتھ چند حسین گھڑیاں گزارنا چاہتے ہیں...... شاپنگ تو آپ اپنی مرضی سے کریں گی۔''

''اب تمہیں کو کون سمجھائے......''

''مجھے کچھ نہیں سمجھنا اور لیکچر تو بالکل نہیں...... مجھے اچھے برے کی تمیز بھی ہے اور اپنی حد بھی جانتا ہوں۔''

''اچھا بابا! مان لیا ساتھ لے چلوں گی۔''

''شکریہ...... مہربانی۔''

....

فلائیٹ میں بیٹھنے کے لیے وہ لائن میں کھڑا سوچ رہا تھا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے...... اس کا وجود کسی کی آنکھوں میں گرفتار ہو رہا ہے۔

''کون ہے جو مجھے مسلسل دیکھ رہا ہے...... پیچھے مڑ کر دیکھوں کہ کون ہے...... پیچھے مڑ کر دیکھنے سے لوگ ضرور حیران ہوں گے...... خود سے سوال کرتے ہوئے وہ اپنی سیٹ پر پہنچ گیا...... بیگ ونڈو میں رکھنے کے بعد وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا اب اس نے آس پاس دیکھنا شروع کیا کہ کون اسے دیکھ رہا تھا...... کوئی شکل اسے جانی پہچانی نہیں لگی اور اب اسے کوئی دیکھ بھی نہیں رہا تھا...... وہ مطمئن ہو کر جہاز کے ٹیک آف کرنے کا انتظار کرنے لگا...... بیلٹ وہ باندھ چکا تھا...... اور اگلے چند لمحوں میں جہاز ہواؤں میں اڑ رہا تھا...... وہ ہمیشہ جہاز کے سفر میں سوچا کرتا ہے کہ انسان کی سب سے بڑی ایجاد یہ جہاز ہی ہے...... ہزاروں میل کا فاصلہ چند گھنٹوں میں طے ہو جاتا تھا...... کہاں پاکستان اور کہاں

دوسری دنیا کینیڈا......اور کہاں آسٹریلیا......مگر سب کچھ چند گھنٹوں کے فاصلے پر ہیں......دنیا آپس میں ایسے جڑی ہوئی ہے جیسے سب کچھ پاس ہی ہے باقی ساری کسر میڈیا نے نکال دی ہے......انٹرنیٹ کی وجہ سے دنیا ایسے قریب آ گئی ہے کہ کسی بھی ملک میں واقعہ ہو رہا ہو تو لائیو دیکھ لو کہ جیسے ہم وہاں موجود ہیں اور اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں......اب جہاز اتنی اونچائی پر پہنچ چکا تھا جب بادل بھی بہت نیچے رہ جاتے ہیں جب ونڈو سے نیچے جھانکیں تو لگتا ہے کہ نیلا......سفید آسمان نیچے اور ہم آسمان سے اوپر ہیں، زمین بھی نظر نہیں آتی تو یہی آنکھوں کو محسوس ہوتا کہ آسمان کے اوپر پہنچ چکے ہیں اس لیے اب کھڑکی سے باہر جھانکنا بھی بور لگتا ہے، اب اس نے سیٹ سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں......وہ اپنے خیالوں میں گم تھا کہ ائیر ہوسٹس نے اسے ایک کاغذ کا ٹکرا لا کر دیا......اس نے آنکھیں کھول کاغذ پر لکھی تحریر پڑھی تو چونک پڑا کہ فلائیٹ میں سامعہ بھی موجود ہے......فوراً بزنس کلاس میں آ جاؤ، میری سامنے والی سیٹ خالی ہے......اگر انکار کیا تو پاس آ کر تمہاری سیٹ کے ساتھ کھڑی ہو جاؤں گی اور کسی کے کہنے پر بھی وہاں سے نہیں ہٹوں گی بہتر یہی ہے کہ میرے پاس آ جاؤ......میں نے تم سے پچھلے دو سال کے حساب چکانے ہیں۔''

اس نے بیگ پکڑا اور بزنس کلاس میں سامعہ کی سامنے والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''تم نے دو سیٹیں بک کرائی تھیں؟''

''ہاں مگر تم یہ بتاؤ کہاں اور کیوں غائب ہو گے تھے......جھوٹ مت بولنا۔''

وہ خود سے پوچھ رہا تھا کہ سامعہ کے ساتھ جھوٹ بولنا چاہیے یا سچ...... پہلے تو مجھے یہ پتہ ہونا چاہئے کہ اس کی شادی ہوئی ہے یا نہیں اگر ہوئی ہے تو میرا جواب مختلف ہوگا اگر نہیں ہوئی تو کوئی اور جواب ہونا چاہیے......جواب اس کے متعلق جان کر ہی دینا ہوگا...... پہلے اسے باتوں میں لگا کر اس کے متعلق جاننا ہوگا پھر اس کی باتوں کا جواب دوں گا اس نے خود سے کہا۔

''مجھے یقین تھا کہ تم مجھے ضرور ملو گی...... کیوں کہ دنیا اب بہت قریب آ چکی ہے......''

''کہاں غائب تھے؟''

''غائب تو ہرگز نہیں تھا بس غم روزگار میں کھو گیا تھا......اور تم جیسی امیر لڑکی کیا جانے کہ ہم جیسے لوگوں کو دو وقت کی روٹی کے لیے بھی بہت پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔''

''تم جانتے ہو میری اردو بہت اچھی نہیں ہے...... یہ غم روز گار اور پاپڑ بیلنا کیا ہوتا ہے؟''

''ایسے مشکل الفاظ اور محاورے آپ جیسے امیر لوگوں کے لیے نہیں بنے اور کبھی استعمال بھی نہیں کرنے پڑے ہوں گے......ان کا جاننا تمہارے لیے ضروری بھی نہیں، اس لیے جانے دو۔''

''کیوں جانے دوں......اتنی مشکل سے تو تم ملے ہو''

''اپنے جانے کی بات نہیں کر رہا......خیر اور سناؤ......کیسی ہو تم اور وہ تمہارا ہینڈسم کزن......کیا کپڑے پہنتا تھا اور کیا سٹائل تھا اس کا کتنی گاڑیاں تھیں اس کے پاس......میں تو گنتا ہی رہتا تھا۔''

''اب وہ میرا ہسبنڈ ہے......تمہیں جانے کیوں ہینڈسم لگتا تھا۔''

''بہت بہت مبارک ہو......اتنے خوبصورت ہسبنڈ کی بیوی ہونے پر مبارک قبول کرو۔''

''بکواس بند کرو......''

''ویسے تمہاری بیسٹ فرینڈ جو اس کی عاشق بھی تھی اس کا کیا بنا؟''

''تمہیں تو سب کچھ یاد ہے۔''

''یار بہت پرانی بات تو نہیں......کل کی بات ہے......وہ اس کے لیے روز بوقے لایا کرتی تھی اور وہ کتنے تمکنت سے اس سے بوقے قبول کرتا اور تمہارے سامنے گھٹنے کے بل جھک کر تمہیں پیش کر دیا کرتا تھا اور تم غصے سے اس کے منہ پر مار کر کلاس سے نکل جایا کرتی تھی اور مایا کچھ بھی برا نہیں مانتی تھی وہ فرش سے بوقے اٹھاتی اور پانی سے بھرے گلاس میں لگا دیا کرتی تھی۔''

''اور وہ پانی کا گلاس چاچا بشیر ''سر'' کے لیے رکھا کرتا تھا۔'' سامعہ نے ہنستے ہوئے کہا

''کیسا لاپروائی کا زمانہ تھا......نہ کوئی ڈر نہ کوئی خوف......''

''ڈر اور خوف تم جیسے پڑھائی کے کیڑے کو نہیں ہوتا تھا......ہمیں تو روز ڈانٹ پڑا کرتی تھی کبھی وقت پر اسائنمنٹ جمع نہ کرانے کبھی ٹسٹ میں فیل ہونے پر......''

''تم بھول رہی ہو کہ جب میں نے تمہارے لیے اسائنمنٹ بنانی شروع کی تھی تو ڈانٹ پڑنی ختم ہو گئی تھی اور......''

''اور ٹیسٹ کی تیاری بھی تم کرا دیتے تھے تو کلاس میں پوزشن بہتر ہو گئی تھی یاد ہے ذرا ذرا سی بات......تم بھول گئے ہو گے۔''

''مگر تمہیں کبھی سٹڈی میں دلچسپی نہیں رہی......''

''تمہاری وجہ سے سٹڈی میں دلچسپی پیدا ہونے لگی تھی۔''

''اب یہ نہ کہنا تمہاری وجہ سے یونی ورسٹی آیا کرتی تھی۔''

''یہی سچ ہے......تمہارا خیال رکھنا......تمہارے لیے تحفے خریدنا اور تمہیں دینا اور ضرورت کا خیال رکھنا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔''

''تم جیسی امیر لڑکی سے دوستی مجھ جیسے لڑکے کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں ہوتی۔''

''تم نے میری قدر نہیں کی۔''

''قدر تو بہت کرتا تھا مگر مجھے اپنی اوقات کا پتہ تھا اس لیے مزید قربت سے ڈرتا تھا......میں کتنے ہی اونچے مقام پر پہنچ جاتا مگر تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا......اور تمہاری طرف قدم بڑھانے سے تمہیں کسی مصیبت میں ڈالنا، اسے دوستی تو نہیں کہتے۔''

''اب تو تم کامیاب ہو گے ہو......''

''میرے لیے یہ کامیابی بہت بڑی بات ہے مگر تمہارے خاندان کے برابر تو نہیں آ گیا۔''

''مقابلہ کرنے کو کس نے کہا ہے؟''

''دوستی میں حسب نسب نہیں دیکھا جاتا مگر رشتے داری میں دیکھا جاتا ہے اس لیے بڑے لوگ رشتے داری اپنے برابر والوں میں ہی کرتے ہیں......اور پھر بے جوڑ شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں۔''

''تم میرے والدین سے کبھی ملے ہی نہیں وہ انسانوں کی قدر کرتے ہیں۔''

وہ سوچوں میں گم ہو گیا۔

اب تم کیا جانو اگر اس وقت میں سمجھ داری سے کام نہ لیتا اور تمہاری محبت میں گرفتار ہو جاتا اور ان کی شرط نہ مانتا......اور ملک چھوڑ کر نہ جاتا تو کسی نامعلوم گولی کا نشانہ بن جاتا اور آج دنیا میں نہ ہوتا......آج اگر زندہ ہوں تو ان کی تمام شرائط مان کر اور ان کی چھے ماہ جاب کر کے چھوڑ بھی دی تھی......نئی کمپنی بھی جوائن کر لی تھی، زندگی میں وقت پر فیصلے......اور درست فیصلے ہمیشہ کامیابی کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ نجانے کیا کیا سوچ رہا تھا۔

''کہاں کھو گئے ہو......تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ اچانک پڑھائی نامکمل چھوڑ کر دبئی میں نوکری کے لیے کیوں چلے گئے

تھے؟''

''نوکری میری ضرورت تھی اور پڑھائی بھی نوکری کے لیے کرتا تھا......اب میں نے نوکری کے ساتھ ساتھ پڑھائی بھی مکمل کر لی ہے......یعنی میں نے ایگزامز دے دیے تھے۔''

''میں نے تو نہیں دیکھا کہ تم امتحان دینے آئے تھے۔''

''میں نے کراچی سنٹر سے ایگزامیز دیے تھے۔''

''اس ساری کہانی سے پتہ چلتا ہے کہ تم کو نوکری کوئی شرائط مان کر ملی تھی اور تم نے وہ شرائط مان لی تھیں۔''

''بہت عقل مند ہو...... باقی مت کریدو...... بات یہی ختم کر دو......تم بھی سکھی ہو اور میں بھی مطمئن ہوں۔''

''اصل بات تو یہ ہے کہ میں دل سے تمہیں چاہتی تھی اور چاہتی ہوں......فارس کی ہو کر بھی تمہیں یاد کرتی ہوں......تم تو مطمئن ہو گے ہو مگر میرے دل کو چین نہیں آ رہا ہے۔''

''اب ہماری ملاقات ہو گئی ہے تو تمہارے سکون واطمینان کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔''

''تمہارا کیا بھروسہ تم پھر غائب ہو جاؤ۔''

''دبئی کیا کرنے آئی ہو؟''

''فیشن شو ہو رہا ہے ڈریسز اور جیولری کی شاپنگ کرنے آئی ہوں۔''

''چلو ملاقات رہے گی۔''

''ملاقات تو تب رہے گی جب ایڈریس دو گے......اب دیکھتی ہوں کہ ایڈریس دیتے ہو یا پھر دوبارہ تمہیں تلاش کرنا ہوگا۔''

''یہ میرا کارڈ ہے......''

''کارڈ نہ دیتے تو بھی تلاش کر لیتی......میں نے تمہیں دیکھتے ہی تمہاری بہت سی پکس لے لی تھیں۔''

''اچھا......نہ ملتا تو اخبار میں اشتہار لگا دیتی؟''

''نہیں......کسی کو تمہاری تصویر دکھا کر تلاش کرنے کا کہتی۔''

''امیر لوگوں کے لیے کسی تک پہنچنا کچھ مشکل نہیں ہوتا اس لیے امیر لوگوں سے دور رہتا ہوں۔''

''اور امیر لوگوں کو اگر کوئی پسند آ جائے تو ان سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔''

''چھپ بھی جائیں تو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کب سامنے آ جائیں اور گرفتار کر لیں۔''

''جب سب کچھ جانتے ہو تو کیوں چھپتے پھرتے ہو؟''

''دیکھو دوستی کرنے سے مجھے انکار نہیں ہے مگر اس سے آگے کچھ نہیں...... جب یہ بات تم سمجھ جاؤ گی تو چھپنا چھوڑ دوں گا۔''

''گویا تمہارا دوبارہ چھپنے کا ارادہ ہے......''

''تم سمجھتی کیوں نہیں ہو کہ تم اکیلی نہیں ہو...... تمہارے پیچھے ایک بہت بڑا خاندان ہے اور اس خاندان کے کچھ اصول ضابطے ہیں، ان کو ماننا تمہارا فرض ہے۔''

''تم میرے ساتھ رہو گے تو تم بھی میرے خاندان کا حصہ بن جاؤ گے۔''

''ساتھ رہنے سے کوئی حصے دار نہیں بن جاتا...... میں اچھی طرح جانتا ہوں۔''

''میں بنا کر رہوں گی...... میرے پاپا تم سے ملنے کے لیے تیار تھے اور اکثر تمہارے بارے میں پوچھتے تھے۔''

''اب بابر کیا کہتا کہ حقیقت کچھ اور ہے اگر میں مشتاق صاحب کی شرائط نہ مانتا...... کسی فلم کے ہیرو کی طرح اکڑ جاتا، ان کی تمام شرائط جوتے کی نوک پر رکھ دیتا تو آج زندہ نہ ہوتا...... وہ تو میری کامن سینس کام آ گئی اور ان کی تمام شرائط پر سر جھکا دیا تو آج اس قابل ہوں کہ ان سے کبھی ملاقات ہو تو اپنی شرائط پر بات کر سکتا ہوں۔''

''کیا سوچنے لگے ہو...... کچھ چھپا رہے مجھ سے......''

''میرے پاس ہے ہی کیا چھپانے کے لیے...... میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ اب میں تمہارے والد سے بات کر سکتا ہوں۔''

''سچ...... تم بات کرو گے؟''

''ظاہر ہے ان سے پوچھوں گا کہ سامعہ کی شادی فارس سے کر دی ہے تو پھر اسے فارس کے ساتھ رہنے کے لیے کیوں نہیں کہتے...... اگر فارس نے کوئی انتہائی قدم اٹھا لیا تو پھر خاندان والے فارس کو برا بھلا نہ کہے۔''

''تم فارس کی سفارش کرنے کے لیے مجھے ملے ہو...... ابھی میرا دل اس کے ساتھ رہنے کو نہیں مانتا۔''

''تمہیں کسی مڈل کلاس شوہر سے واسطہ نہیں پڑا...... اس نے ٹانگیں توڑ کر گھر میں ڈال دینا تھا...... شکر کرو فارس جیسا نائس بندہ ملا ہے، قدر کرو اس کی۔''

''بس ایسی ہی ہوں میں۔''

''سیدھی طرح اس کے گھر چلی جاؤ......اپنا گھر آباد کرو ورنہ مرد بہت کچھ کر سکتا ہے۔''

''اگر اس نے کچھ کرنا ہوتا تو اب تک کر چکا ہوتا......وہ تو مجھے فون کرتے ہوئے گھبراجاتا ہے۔''

''ابھی وہ صبر سے کام لے رہا ہے......کسی دن تمہیں ایسا سرپرائز دے گا کہ تمہارے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوگا۔''

''تمہارے اندر کا مرد بول رہا ہے۔''

''اندر کا مرد کسی بھی وقت کسی کے اندر جاگ سکتا ہے......فارس دھیمے مزاج کا جنٹلمین ہے......اس کے صبر کو نہ آزماؤ۔''

''اچھا اچھا اس کی تعریف کرنا بند کرو......یہ بتاؤ کل شام کو مل رہے ہو؟''

''کہاں ملنا ہے آجاؤں گا۔''

''یہ ہوئی نا بات......فیسٹیول میں آجانا......وی آئی پی ٹکٹ ہے میرے پاس۔''

''اب اللہ کی مہربانی اور تمہاری نظر کرم سے میں بھی اس قابل ہوں کہ سارے سیزن کی وی آئی پی ٹکٹ خرید سکتا ہوں، لیکن میں فضول خرچ نہیں ہوں......اپنی حق حلال کی کمائی کو ایسے کاموں پر خرچ نہیں کرتا۔''

''یہی تو فرق ہے خاندانی امیر اور نئے نئے امیر لوگوں میں۔''

''نئے نئے امیر لوگوں نے خود محنت کر کے دولت بنائی ہوتی ہے اور خاندانی امیر لوگوں کے آباؤاجداد نے بنائی ہوتی ہے......اس لیے سونے کا چمچ منہ میں لے کے پیدا ہونے والے بچے کیا جانے کہ محنت کیا ہوتی ہے۔''

''خوب بولنے لگ گئے ہو......اچھا بولتے ہو......اعتماد نے تمہیں اور بھی نکھار دیا ہے مجھے اچھا لگ رہا ہے کہ اب تمھیں مجھ جیسی امیر لڑکی سے بات کرنی آ گئی ہے۔''

''تم بھی اور سمارٹ ہوگئی ہو سٹائلش تو تم پہلے بھی تھی۔''

''مگر تم بہت ہینڈسم ہو گے ہو یقین نہیں آرہا۔''

''اب غم روزگار سے آزاد ہو گیا ہوں ایک جاب چھوڑوں تو دس سامنے ہوتی ہیں......چند سالوں بعد میں خود ایک بڑی کمپنی کا مالک ہوں گا۔''

''زندگی آسان سی ہوگئی ہے......کچھ مشکل نہیں رہا۔''

''ریئلی ......اتنا سب کیسے حاصل کیا ہے......؟''

''میری محنت اور تمہارے احسان نے مجھے اس مقام تک پہنچایا ہے۔''

''مجھے تو یاد نہیں ہے کہ میں تم پر کوئی احسان کیا ہے۔''

''تمہیں احساس نہیں ہوگا کہ تم نے میرا اس وقت ہاتھ تھاما تھا جب مجھے کوئی منہ لگانے کو تیار نہیں تھا......میری ہر ضرورت کا خیال رکھا......سب سے بڑھ کر یہ کہ تمہاری دوستی کی وجہ سے سب مجھے لفٹ کرانے لگ گئے تھے۔''

''وہ سب تو میں خود کو خوش کرنے کے لیے کرتی تھی......تمہارے لیے جب تحفہ خریدتی تھی تو میرے دل کو بہت اچھا لگتا تھا۔''

''تم خود کو خوش کر رہی تھی......اور میرے دن پھر رہے تھے۔''

''ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش رہیں گے......میرے بن جاؤ۔''

''زندگی بھر کے لیے مجھے اپنا دوست بنالو......دوستی کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہوں۔''

''زندگی بھر کے ساتھ کا وعدہ کرو تو ہاتھ بڑھاتی ہوں......''

''زندگی بھر کا ساتھ تو اب تمہیں صرف فارس ہی دے سکتا ہے اسی کا ہاتھ تھامنا پڑے گا......اور میرے یہ الفاظ تمہیں ہمیشہ یاد رہیں گے......آج نہیں تو کل تمہیں ضرور احساس ہوگا کہ تمہارے لیے فارس ہی سب سے بہتر تھا اور ہے۔''

''جب احساس ہو جائے گا تو مان لوں گی......چلیں اب لینڈنگ کا وقت ہو گیا ہے کل ملاقات ہوگی۔''

''ان شاءاللہ!'' بابر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

....

بابر نے پارکنگ میں گاڑی کھڑی کی تو سامعہ بھی ٹیکسی سے اتر رہی تھی، وہ اسی کی طرف آ گئی۔

''زبردست گاڑی ہے......اسی سال کا ماڈل ہے؟''

''مجھے گاڑیوں میں کبھی دلچسپی نہیں رہی......کس سال کا ماڈل ہے کبھی غور نہیں کیا، کمپنی کی طرف سے ابھی اسی ہفتے ملی ہے۔''

''میں نے بھی بک کرا رکھی ہے......بس ملنے والی ہے تم لاہور میں ہوتے تو سب سے پہلے تمہیں سیر کراتی۔''

''چلو اندر چلتے ہیں......بھی مجھے ان میلوں ٹھیلوں میں آنا پسند نہیں ہے، تمہاری وجہ سے آ گیا ہوں......۔ویسے میں

کروں گا کیا؟''

''تم نیا ٹرینڈ دیکھنا کہ اس سال کا کلر کون سا ہوگا......''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے اور پھر پورا سال ایک ہی رنگ پہننا پڑے گا......مجھ سے تو یہ ہو نہیں سکتا...... مجھے تو تمام رنگ اچھے لگتے ہیں۔''

''بے وقوف! سارا سال ایک کلر نہیں پہنا جاتا......لیکن بڑی پارٹیز میں وہ کلر پرومینینٹ رہتا ہے۔''

''مجھے فیشن میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔''

''نئے ٹرینڈ کا برانڈڈ سوٹ پہن کر کہنا کہ مجھے فیشن میں کوئی دلچسپی نہیں ہے تو بات ماننے والی نہیں ہے......لیکن سچ کہہ رہی ہوں تم بے تحاشا ہینڈسم ہو گئے ہو۔''

''تمہاری نظر کرم ہے......مگر اس نے تو کبھی میری اتنی تعریف نہیں کی......''

''کس نے تعریف نہیں کی، کوئی میرے علاوہ بھی ہے؟''

''یار! میری بیوی......وہ تو میری تعریف کرتی ہی نہیں۔''

''تم نے شادی کر لی ہے...... مجھے کیوں پتہ نہیں چلا؟''

''تمہیں اس لیے پتہ نہیں چلا کہ میں نے پتہ چلنے ہی نہیں دیا۔''

''میرا دل نہیں مان رہا کہ تم نے شادی کر لی ہے۔''

''مان لو......بس ایک نظر میں وہ بھا گئی مجھے، سیدھی دل میں اتر گئی......تم ملو گی تو تم بھی میری پسند کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکو گی...... حسین اتنی کہ ہاتھ لگانے پر میلی ہوتی ہے......سمارٹ ایسی کہ مس ورلڈ بھی اس کے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتی۔''

''سمجھ گئی......تم اپنے آئیڈل کی تلاش میں ہو جس دن ایسی لڑکی مل گئی تم اس سے شادی کر لو گے۔''

''میں نے تلاش کر لی ہے......لیکن نہیں میں نے اسے تلاش نہیں کیا......اچانک ہی میں اس کے راستے میں آ گیا تھا اور پھر واپسی کا راستہ بھول گیا......میں تو یہ بھی بھول گیا تھا کہ میں کون ہوں۔''

'' بکواس بند کرو......اگر وہ حقیقت میں تمہاری زندگی میں آ گئی ہے تو آج ہی اس سے ملواؤ......ابھی اسی وقت ......میں تمہارے گھر چل رہی ہوں......فیشن شو کو چھوڑو۔''

وہ اب سوچ میں پڑ گیا کہ اس نے یہ شوشا اس لیے چھوڑا تھا کہ وہ جلیبسی میں اس کا نام بھی سننا پسند نہیں کرے گی، ملنا تو دور کی بات ہے مگر اس کی تو منطق ہی نرالی ہے۔

''سوچنے کیا لگے ہو...... مجھے اس سے ابھی ملنا ہے۔''

''وہ پاکستان گئی ہوئی ہے اپنے والدین سے ملنے۔''

''میں نے بھی ہفتے دس دن بعد پاکستان جانا ہے.....مل لوں گی۔''

''ہاں! ٹھیک ہے مل لینا۔''

''مجھے تو یقین نہیں ہے کہ تم شادی کر چکے ہو۔''

''ملنے کے بعد تو یقین آ جائے گا۔''

''ملنے کے بعد ہی بتاؤں گی۔''

''ضرور بتانا کہ میری پسند کیسی ہے۔''

''تمہیں یہ ڈریس کیسا لگا ہے جو گوری نے پہنا ہوا ہے۔''

''اچھا لگ رہا ہے ایک گوری نے پاکستانی سٹائل کا ڈریس پہنا ہے......ویسے گوریاں کچھ بھی پہن لیں اچھی ہی لگتی ہیں۔'' اس نے دبی مسکراہٹ سے کہا

''میرا خیال ہے کہ یہ ڈریس میں خرید لوں۔''

''تمہیں بھی اچھا لگے گا......خیر تم شو دیکھو میں کچھ کھانے کو لاتا ہوں......فیشن شو پہلی بار دیکھ رہا ہوں، خوامخواہ بھوک محسوس ہو رہی ہے، تم بیٹھو میں ابھی آتا ہوں۔''

''تم بہت بدل گئے ہو۔''

''وقت بھی تو بہت بدل گیا ہے۔''

''وقت زیادہ نہیں گزرا مگر تم نے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے۔''

''میں نے چند سالوں میں یہ سب حاصل نہیں کیا......میں نے ان چند سالوں میں دس سالوں کے برابر محنت کی ہے اکثر چوبیس گھنٹے جاگنے کے بعد دو تین گھنٹے سویا ہوں......میں نے کامیابی کے لیے دیوانگی کی حد تک محنت کی ہے، میں نے اپنے باس کو کبھی انکار نہیں کیا چاہے نیند اور تھکاوٹ سے آنکھیں بند ہو رہی ہوں......اب یہ عالم ہے کہ کوئی

اسائمنٹ ملے تو فوراً ہی مکمل کر کے گھنٹے آدھے گھنٹے میں باس کو میل کر دیتا ہوں......کچھ مشکل نہیں رہا......زندگی بہت آسان ہوگئی ہے۔''

''حیرت ہے......خیر تم کچھ کھانے کو لینے جارہے تھے۔''

''ہاں ابھی آیا۔''

دس پندرہ منٹ کے بعد وہ ایک بڑے سے پیکٹ کے ساتھ واپس آیا۔

''اتنے بڑے پیکٹ میں کھانا لائے ہو؟''

''کھول کر دیکھ لو......میں تو کھانا لینے گیا ہی نہیں۔''

''پھر کیا لے آئے ہو؟''

''کھولو تو سہی......بولتی ہی جارہی ہو۔''

''پیکٹ ابھی کھولنا تھا تو اتنی اچھی پیکنگ کیوں کرائی؟''

''پہلی بار تمہارے لیے کچھ خریدا ہے تو پیکنگ بہت اچھی ہونی چاہیے تھی ناں......ویسے بھی تحفے میں سب سے خوبصورت چیز پیکنگ ہوتی ہے......پیکنگ کے بغیر تحفے کا سسپنس ادھورا رہ جاتا ہے......کبھی سوچا ہے کہ خط کسی کو لکھنا اچھا لگتا ہے مگر خط سے خوشبو آرہی ہو تو الفاظ کون پڑھتا ہے وہ تو خوشبو میں ہی کھو جاتا ہے۔''

''تم واقعی بہت بدل گئے ہو۔'' سامعہ نے پیکٹ کھولتے ہوئے کہا

''او مائی گاڈ......تم گوری والا ڈریس خرید لائے ہو......وہ بھی اتنا مہنگا......کمال کر دیا یار۔''

''یہ فریش ڈریس ہے گوری والا کم قیمت پر مل رہا تھا......میں کیوں تمہیں کسی کی اُترن دیتا۔''

''رئیلی امیزنگ......تم نے واقعی مجھے حیران کر دیا ہے۔''

''تمہیں تو یاد بھی نہیں ہوگا کہ تم نے مجھے کتنی پینٹ شرٹ دی تھیں، میں اتنے نہیں دے سکوں گا۔''

''گویا تم احسان اتار رہے ہو۔''

''میں تو احسان سمجھ کر تم سے تحفے نہیں لیا کرتا تھا......تمہارا خلوص دیکھ کر لیا کرتا تھا۔''

''وہ دور کتنا خوبصورت تھا میں تو آج بھی اس زمانے میں رہتی ہوں۔''

''ہر زمانہ خوبصورت ہوتا ہے۔''

''میرا زمانہ وہی خوبصورت تھا جو تمہارے ساتھ گزر گیا۔''

''ابھی تو تم یہ ڈریس دیکھو کیسا ہے۔''

''دور سے جتنا خوبصورت لگ رہا تھا یہ ڈریس......چھونے میں اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔''

''تم پر اچھا لگے گا......''

''تم کہو تو ابھی پہن کر دکھاؤں......''

''یہاں......اس وقت......'' وہ پریشان ہو گیا

''ہاں! یہاں بہت سے ٹرائی روم ہیں۔''

''اچھا! مجھے کیا پتہ......پہلی بار کسی فیشن شو میں آیا ہوں، لیکن تم اس دن پہن کر آنا جب ہم دوبارہ ملیں گے۔''

''ہم دوبارہ بھی ملیں گے......تمہاری بیوی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟''

''تو تم نے قبول کر لیا ہے کہ میں نے شادی کر لی ہے......لڑکیاں کتنی معصوم ہوتی ہیں۔''

''لڑکیاں تو معصوم ہی ہوتی ہیں، لڑکے انھیں دھوکا دے کر ان کی معصومیت چھین لیتے ہیں......پھر وہ چالاک بن کر اپنا ہی نقصان کرتی چلی جاتیں ہیں۔''

''ہنڈرڈ پرسنٹ ایگریڈ......یہی سچ ہے۔''

''ویسے......کیسے شکریہ ادا کروں اس خوبصورت تحفے کا۔''

''تم نے تحفہ قبول کر لیا یہ زیادہ اہم ہے......میری زندگی میں چند ایک لوگوں کی بہت اہمیت ہے اس میں تم بھی شامل ہو......میرے دل کا دروازہ ہمیشہ تمہارے لیے کھلا رہے گا مگر ایک دوست کی حیثیت سے۔''

''میرا دل اداس ہو رہا ہے......واپس جانا چاہ رہی ہوں۔''

''میں جانتا ہوں تمہیں میری شادی کا سن کر اچھا نہیں لگا......اس لیے تم پریشان یا اداس ہو رہی ہو۔''

''جب تم میرے اتنے نزدیک ہو کہ میرے اندر بھی جھانک لیتے ہو تو کسی اور سے شادی کیوں کی......تمہیں میرا ذرا بھی خیال نہیں آیا......''

''تمہارا خیال ہی تو تھا کہ تم سے شادی نہیں کی......زندگی مشکل تو ہے مگر مسلسل مشکلات زندگی میں رہیں تو پھر زندگی عذاب بن جاتی ہے اور تم ابھی کسی عذاب سے گزری نہیں ہو......میں نے زندگی میں عذابوں کے علاوہ کچھ اور نہیں

دیکھا۔''

''جدائی بھی کسی عذاب سے کم نہیں ہوتی۔''

''جدائی کی اذیت صرف ان لوگوں کے لیے جان لیوا ہوتی ہے، جنھوں نے کبھی دکھ سہے نہ ہوں، اس لیے تمہیں جدا ہونا بہت تکلیف دیتا ہے مگر ملنے کے بعد وہ ویسا نہ نکلے جیسے سوچا ہوتا ہے یا وہ خواہشیں پوری نہ ہوں جو اس سے وابسطہ کی ہوں تو یہ اذیت بھی جدائی سے کم نہیں ہوتی......اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تمہاری زندگی میں فارس کی محبت ہے اور جس کی زندگی میں محبت ہو وہ عذابوں سے بچا رہتا ہے۔''

''تم مجھے مسلسل کیوں فارس کے لیے کنوینس کر رہے ہو؟''

''میں تمہیں صرف یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ قدر کرو جو تمہارا ہے۔''

''اچھا ٹھیک ہے......ابھی تم اپنی شاندار گاڑی میں مجھے ہوٹل ڈراپ کر دو۔''

''چلو کہیں لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں......ساحل سمندر کے ساتھ بنی سڑک پر لانگ ڈرائیو کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔''

''تم کسی ایسے شخص کے ساتھ لانگ ڈرائیو پر جا سکتے ہو جو کسی اور کا ہو......؟''

''میں کسی غیر کو اپنا سمجھوں گا ہی نہیں۔''

''میں نے بھی تمہیں غیر سمجھ لیا ہے اس لیے اب کبھی نہیں ملوں گی۔''

''پہلے بیوی سے تو مل لو......''

''بھاڑ میں گئی تمہاری بیوی مجھے زیادہ ستایا تو اسے گولی مار دوں گی۔''

''تم ایسا کچھ نہیں کرو گی......میں جانتا ہوں۔''

''میرا دل بند ہو جائے گا......ابھی مجھے تم سے دور جانا ہے، تمہارا خیال دل سے نکالنا ہے۔''

''اچھا چلو......چلتے ہیں۔''

دونوں گاڑی میں بیٹھے تو سامعہ نے ناراضی سے کہا۔

''بس مجھے ہوٹل اتار دو......مجھے کہیں نہیں جانا۔''

''اب اس اداسی میں ڈوبی سامعہ کو اس کا دوست باہر ہوٹل میں اتار دے تا کہ وہ اور اداس ہو جائے یا ڈپریس ہو جا ئے اسے تو دوستی تو نہیں کہتے......میں ڈپیریشن دور کیے بنا تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔''

''ہمدردی جتا کر کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہو...... بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری دوستی...... مجھے کسی سے بات نہیں کرنی ...... جو کہا ہے اس پر عمل کرو۔''

''ایک خوبصورت جگہ پر جا رہا ہوں پسند آئے تو رک جانا ورنہ تمہیں ہوٹل چھوڑ دوں گا۔'' پھر دونوں خاموش ہو گئے۔ لمبی ڈرائیو کے بعد وہ ایک پکنک پوائنٹ پر پہنچ گئے۔

سمندر کے پانی میں رکھے پتھروں کو ایسے تراشا گیا تھا کہ جب ان میں سے پانی گزر کر نیچے گرتا تو لگتا کہ جیسے بہت سی آبشاریں ہیں......آبشاروں سے گرنے والے پانی سے ایسا ردھم بن رہا تھا جیسے جل ترنگ بج رہا ہو اور موسیقی کی لہریں اٹھ رہی تھیں؛ ساتھ ہی ان سے مختلف رنگ کی روشنیاں نکل رہی تھیں جو آس پاس کی فضا کو بہت خوشگوار بنا رہی تھیں......دونوں بہت دیر تک خاموش رہتے ہیں۔

''واقعی بہت خوبصورت جگہ ہے......میں پہلے کبھی یہاں نہیں آئی۔''

''میں اکثر یہاں آتا رہتا ہوں...... مجھے بھیگی ریت پر ننگے پاؤں چلنا، سمندر پر بنتی لہریں دیکھنا بہت اچھا لگتا ہے۔''

''تمہیں خوبصورت جگہوں پر اکیلے جانا کیسے اچھا لگ سکتا ہے......خوبصورت جگہوں پر تنہائی بہت ہوتی ہے، مجھے تنہائی سے بہت ڈر لگتا ہے۔''

''مجھے ہنگاموں میں رہنا بہت اچھا لگتا ہے۔''

''تنہائی سے کون ڈرتا ہے مجھے تو تنہائی بہت پسند ہے......کبھی ساحل سمندر پر اکیلے بیٹھ کر دیکھو، بہت اچھا لگے گا۔''

''میں نے زندگی میں کبھی تنہائی دیکھی ہی نہیں۔''

''تنہائی کی بھی ایک آواز ہوتی ہے جو صرف تنہائی میں ہی سنی جا سکتی ہے؛ مجھے تو تنہائی میں بہت مزہ آتا ہے، اپنے آپ سے ملنے کا موقع ملتا ہے۔''

''جانے کیا بول رہے ہو، میں تمہاری ایک بات بھی نہیں سمجھی۔''

''دل کے معاملے سیدھے سادے نہیں ہوتے، جب ہمیں کوئی پسند آتا ہے تو ایک لمحہ لگتا ہے اور صدیوں کے فاصلے، لمحوں میں طے ہو جاتے ہیں؛ زندگی ایک ساتھ گزارنے کے فیصلے کسی کے آنکھ بھر کر دیکھنے پر ہی ہو جاتے ہیں، لمحے کی بات ہوتی ہے کہ کوئی آنکھ بھر کر دیکھتا ہے تو پورا وجود اس کی آنکھوں میں ڈوبتا محسوس ہوتا ہے، کوئی آنکھ کے راستے دل میں اتر کر دل میں ٹھہر جاتا ہے......پھر کہاں کوئی دل سے نکلتا ہے۔''

''ابھی میرا دل کے موضوع پر بات کرنے اور سننے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔''

''دل میں کوئی اسی وقت ٹھہر سکتا ہے جب دل اس کے لیے راضی ہو۔''

''خدا کے لیے کوئی نارمل گفتگو کرو...... یہ سب کچھ میرے اوپر سے گزر رہا ہے۔''

''اچھا، یہاں میرے پاس آؤ۔''

''میں سن رہی ہوں تم کہو...... کیا کہنا چاہ رہے ہو۔''

''کہنا نہیں چاہ رہا...... دکھانا چاہ رہا ہوں۔''

''جو تمہیں نظر آ رہا ہے وہ مجھے بھی نظر آ رہا ہے۔''

''یہاں آؤ اور میری آنکھوں میں دیکھو......'' بابر نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کر کے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

''کیا دیکھوں، مجھے تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔'' سامعہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

''کیا میری آنکھوں میں کوئی جذبات...... احساسات محسوس کر رہی ہو اپنے لیے......''

''نہیں! میں کچھ نہیں دیکھ رہی۔''

''کچھ محسوس ہو رہا ہے......؟''

''کیا محسوس کرانا چاہ رہے ہو، مجھے تو کچھ محسوس نہیں ہو رہا۔''

''مجھے بھی تمہاری آنکھوں میں وہ نظر نہیں آ رہا جو محبت میں محسوس کیا جاتا ہے...... یہی میں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ہم دونوں میں ایسا کچھ نہیں ہے، جس کا اظہار تم بار بار کر کے مجھے گلٹی کرتی رہتی ہو۔''

''میں سمجھی نہیں ہوں۔''

''جب تمہیں فارس دیکھتا تھا...... کیا تم اس وقت اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتی تھی؟''

''میں نے کبھی غور نہیں کیا۔''

''تم نے غور نہیں کیا، مان لیا مگر جب وہ اکیلے میں تم سے بات کرتا تھا تمہاری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر...... اس کی آنکھوں میں جو لکھا ہوتا تھا...... کیا وہ کسی اور کی آنکھوں میں لکھا دیکھا ہے......''

وہ سوچ میں پڑ گئی، آنکھوں میں فارس کا چہرہ اس کی آنکھوں میں آ گیا اور پھر اس کا دیکھنا اسے یاد آ گیا تو اس کے دل

میں وہ ہلچل مچی، کہ وہ اس کے سامنے سے ہٹ گئی......پھر فارس اس پر چھا گیا......اور پھر صدیاں بیت گئی وہ فارس کی آنکھوں میں ہی کھوئی رہی۔

....

''میں جانتا ہوں کہ جو بات میں فون پر بتانے لگا ہوں اگر سامنے کہتا تو آپ کے ہاتھ میں جو چیز آتی میرے سر پر مار دیتی۔'' بابر نے فون کرنے کے بعد سلام دعا کے بغیر کہا۔

''میں نہیں مانتی کہ جس بابر کو میں جانتی ہوں وہ بہت سلجھا ہوا دھیمے مزاج کا انسان ہے؛ وہ دوسروں کے جذبات کا بہت خیال کرتا ہے، وہ کیسے ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ مجھے غصہ آ جائے۔''

''بات ہی ایسی کہنے والا ہوں......غصہ کر لیں مگر انکار مت کریں۔''

''اب کہہ بھی چکو......سسپنس نہ بڑھاؤ۔''

''مجھے سامعہ ملی تھی۔''

''یہ تو اچھی بات ہے، میں کیوں غصہ کرنے لگی......کب جانا ہے سامعہ کے گھر؟''

''اس کی شادی ہو چکی ہے۔''

''اوہو......خبر تو اچھی نہیں ہے مگر ہوتا ہے ایسا بھی زندگی میں......دل پر مت لینا......دنیا بہت بڑی ہے کوئی اور مل جائے گا۔''

''ایسی بھی دل پر لینے کی بات نہیں ہے......میں کچھ اور کہنے والا ہوں۔''

''پھر وہ بات کہو جو کہنا چاہ رہے ہو......سامعہ کو درمیان میں کیوں لے آئے ہو......''

''وہ مجھے آج بھی پسند کرتی ہے......میرے ساتھ ہی زندگی گزارنا چاہتی ہے۔''

''تم نے کیسے اس کی یہ فضول بات سن لی......اسی وقت اسے روک دیتے......نکاح پر دستخط کرنے سے پہلے اسے یہ سب سوچنا تھا، اب کہنے کا کیا فائدہ۔''

''اس نے پچاس ہزار بار کہا تھا میں نے ہی کان نہیں دھرے تھے۔''

''تو اب کیوں سن رہے ہو اس کی بات......''

''کہاں سن رہا ہوں......میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے اسے کہا ہے کہ میں نے شادی کر لی ہے۔''

''اچھا تو یہ بات ہے، لیکن اس سارے جھوٹ سچ میں میرا ذکر کہاں سے آ گیا......''

''یہی تو بتانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ وہ اب میری بیوی سے ملنا چاہ رہی ہے......ابھی تو میں نے بہانہ بنالیا ہے کہ وہ پاکستان گئی ہوئی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ ملے بغیر میری شادی کا یقین نہیں کرے گی۔''

''تو......''

''آپ کو میرے ساتھ اس سے ملنا ہے۔''

''کس حیثیت سے......؟''

''اسی بات پر تو آپ سے مار پڑنے کا ڈر ہے۔''

''کب ملنا ہے؟''

''سچ! آپ مل لیں گی......''

''ہاں......مگر تم جانتے ہو کہ میں دبئ نہیں آ سکتی......چاہے ایک دن کے لیے ہی سہی......بی بی اور یاسر کو ایک دن کے لیے بھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔''

''آپ کو نہیں آنا ہوگا......میں پاکستان آؤں گا......ویک اینڈ پر آنے کا سوچ رہا ہوں؛ یعنی جمعے کی شام کو آؤں گا، ہفتے کی شام ہم سامعہ سے ملیں گے اور اتوار کا سارا دن آپ سب کے ساتھ گزار کر پیر کی صبح پانچ بجے کی فلائیٹ لے کر واپس دوبئ پہنچ جاؤں گا۔''

''گو کہ سارا پروگرام بنا کر مجھے اطلاع دے رہے ہو......خیر کسی کا گھر بس جائے یہ زیادہ اہم ہے۔''

''آپ کی مثبت سوچ کی وجہ سے آپ سے ملنے والا کسی اور کے لیے نہیں رہتا......آپ کی سوچوں میں ڈوب جاتا ہے۔''

''اب زیادہ مکھن لگانے کی ضرورت نہیں ہے......میں نے اس لیے تمہارا ساتھ دیا ہے اور تمہاری فضول سی بات مانی ہے کہ میری گھنٹے دو گھنٹے کی ایکٹنگ سے سامعہ اپنے گھر کی ہو جائے تو نیکی کا کام ہے اور نیکی کے کام میں حیلے بہانے نہیں کرنے چاہئیں۔''

''ہم آپ کے تعاون کے لیے تہہ دل سے شکر گزار ہیں......اللہ آپ کو اس نیکی کا صلہ دے گا۔''

''صلے کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ تم کب لڑکی سے ملوا رہے ہو؟''

''میں تو یہ انتظار کر رہا تھا کہ آپ اپنے جیسی کسی لڑکی سے ملوائیں گی......الٹا مجھ سے پوچھ رہی ہیں......''

''گویا تم نے سارا بوجھ مجھ پر ہی ڈالنا ہے......چلو دیکھتے ہیں۔''

''کب تک دیکھیں گی......اب دیکھ بھی چکیں۔''

''لڑکیاں راہ چلتے نہیں ملتیں......تلاش کرنی پڑتی ہیں۔''

''یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ لڑکیاں بہت مشکل سے ملتی ہیں...... مجھے تو ایک کے علاوہ کوئی دوسری ملی ہی نہیں...... ویسے زندگی میں ایک ہی لڑکی کی ضرورت ہوتی ہے، جب وہ مل جائے تو زندگی جنت ہو جاتی ہے اور نہ ملے تو زندگی ......زندگی ہی رہتی ہے، جنت نہیں بنتی۔''

''ابھی مجھے کچن جانا ہے......تم زندگی اور جنت پر ریسرچ کرتے رہو......اللہ حافظ!'' معشار نے فون بند کر دیا ......اور وہ کبھی حقیقت نہ بننے والوں خوابوں میں کھو گیا۔

....

معشار جب ہاسپٹل سے باہر آئی تو وہ گاڑی لے کر پہنچ چکا تھا۔ بابر لائٹ گرے تھری پیس سوٹ میں ملبوس بالوں کو بہت سلیقے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ گورے چٹے رنگ پر اس کے چہرے پر سیاہ گھنی مونچھیں......وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا، اور خوش بھی بہت لگ رہا تھا۔ اس کے انگ انگ سے زندگی بول رہی تھی......میرا اس کا کیا مقابلہ...... معشار نے پہلی نظر ڈالتے ہی سوچا۔ وہ بابر کا جذباتی فیصلہ تھا جب اس نے اسے پروپوز کیا تھا......اس کے ساتھ تو کوئی باربی ڈول جیسی لڑکی جچتی ہے......وہ اسے دیکھتی رہی۔

''کیا دیکھ رہی ہیں......گاڑی میں بیٹھیں......لوگ آس پاس سے گزر رہے ہیں۔''

''ہاں بیٹھتی ہوں......ویسے تم بہت اچھے لگ رہے ہو۔''

''آپ کی خوبصورت آنکھوں کا کمال ہے ورنہ بندہ کس قابل......خیر اب میں جہاں لے جا رہا ہوں کوئی اعتراض نہیں کرنا......آج آپ کو بن سنور کر میرے ساتھ جانا ہے کہ وہ یقین کر لے کہ آپ میرے لیے بنی ہیں۔''

''مگر میں تو یونی فارم میں ہوں مجھے فون پر بتا دیتے تو کوئی ڈریس ساتھ لے آتی۔''

''بندہ کس لیے ہے......میں نے آپ کے لیے دبئی فیشن شو سے بہت سے ڈریس خریدے تھے......اس وقت گاڑی میں تین انتہائی خوبصورت ڈریس رکھے ہیں، پارلر میں ٹائم لے رکھا ہے......اس کے مشورے سے آپ نے ڈریس

پہننا ہے۔‘‘

’’اتنی تیاری کا مقصد......؟‘‘

’’اس سے مل کر اندازہ ہو جائے گا کہ اتنی تیاری کی کیوں ضرورت ہے۔‘‘

’’مگر تمہارے ذہن میں پارلر کا خیال کیسے آیا؟‘‘

’’میں کام کمپلیٹ کرتے ہوئے باریکیوں کا بہت خیال رکھتا ہوں......غلطی کی گنجائش نہیں چھوڑتا...... ہر اسائنمنٹ کو آخری سمجھ کر کرتا ہوں......خود کو سمجھاتا ہوں کہ میں سب سے بیسٹ تھا تو مجھے یہ اسائنمنٹ ملی ہے، تو مجھے بھی ثابت کرنا ہے کہ میں ہی اس اسائنمنٹ کے لیے قابل تھا......اس لیے ہر پہلو مدنظر رکھتا ہوں۔‘‘

’’تم اتنی دیر باہر بیٹھ کر کیا کرو گے؟‘‘

’’زیادہ دیر نہیں لگے گی......صرف آدھا گھنٹہ لگے گا، میری بات ہو چکی ہے۔‘‘

’’پھر بھی آدھا گھنٹہ بھی بہت ہوتا ہے۔‘‘

’’آپ بے فکر ہو کر تیار ہوں میں گانے سنوں گا......میں اس انتظار کو انجوائے کروں گا۔‘‘

’’تمہاری ہر بات ہی نرالی ہے......کرو پھر بیٹھ کر انتظار۔‘‘

تقریباً چالیس منٹس کے بعد وہ سامنے کھڑی تھی۔

اسے دیکھ کر بابر آنکھیں جھپکنا بھول گیا...... پنک کلر کے فراک میں وہ گڑیا لگ رہی تھی......اس کے لمبے قد پر یہ ڈریس بہت سج رہا تھا......بہت ہی ہلکا سا میک اپ......لگتا تھا کہ وہ پریوں کے دیس سے آئی ہے۔

’’پارلر والی نے نظر اتاری تھی یا یہ کام بھی ہمیں کرنا ہوگا......‘‘

’’ایسا کچھ نہیں ہے......‘‘

’’آپ نے خود کو تو نہیں دیکھا ورنہ آپ نے خود کو نظر لگا دینی تھی۔‘‘

’’باتیں کم......اور جلدی چلو واپس بھی آنا ہے۔‘‘

’’لڑکیاں خواب توڑنے کی ماہر ہوتی ہیں......کچھ اور دیکھنے دیتی......خیر آپ کو کچھ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ آپ نے کیسے ایکٹ کرنا ہے......میرا مطلب ہے کہ آپ نے اپنے کردار کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے......نا......‘‘

’’ویسے میں تم سے بڑی نہیں لگ رہی......‘‘

’’آپ کا وہم ہے......سامعہ بہت منہ پھٹ ہے اگر آپ بڑی لگ رہی ہوں گی تو منہ پر کہہ دے گی۔‘‘

’’اگر اس نے کہہ دیا تو......‘‘

’’آپ بڑی ہوں گی تو کہے گی۔‘‘

باتوں باتوں میں وہ ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں پہنچ گئے۔

وہ دونوں گاڑی سے اتر رہے تھے تو سامعہ ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

’’داد دیتی ہوں تمہاری پسند کی......بابر تم نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے......مس ورلڈ بھی ان کے سامنے کم ہے......میں ہاری اور تم جیتے......مجھے بھی اپنے گھر لوٹ جانا چاہیے جو میرے نصیب میں تھا وہ مجھے مل گیا ہے......مجھے قسمت کے فیصلہ قبول کر لینا چاہیے......اور آج سے میں نے فارس کو قبول کر لیا......‘‘وہ خود سے بات کرتی ہوئی ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

’’یہ معشار ہیں......‘‘

’’مشعار بابر‘‘سامعہ نے کہا۔

وہ دونوں چونکے۔

’’نہیں......یہ معشار ہیں۔‘‘

’’یہ معشار بابر نہیں ہیں......؟‘‘

’’میں نے بابر کا نام ساتھ نہیں لگایا......میرا پورا نام معشار عندلیب ہے اور میں نے نام تبدیل نہیں کیا۔‘‘

’’اچھا لگا آپ سے مل کر......‘‘

’’آپ کا ڈریس بہت خوبصورت ہے۔‘‘اس نے بابر کا دیا ہوا ڈریس پہنا تھا جو اس نے دبئی فیشن شو میں خرید کر دیا تھا

’’میں نے اسے خرید کر دیا تھا۔‘‘بابر نے سامعہ کے بتانے سے پہلے ہی کہہ دیا۔

’’تحفے ہمیشہ خوبصورت ہوتے ہیں......جیسے یہ ڈریس......جو میں نے پہنا ہوا ہے بابر میرے لیے دبئی سے لائے ہیں۔‘‘معشار نے فوراً کہا۔

’’آپ بہت خوبصورت ہیں......بابر آپ کو کہاں ملے تھے؟‘‘

’’ہماری پہلی ملاقات ہاسپٹل میں ہوئی تھی۔‘‘اس سے پہلے بابر بول پڑا۔

معشار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

بابر نے کبھی اس طرح اسے قہقہہ لگاتے نہیں دیکھا تھا اس لیے اس نے اسے مڑ کر دیکھا۔

''آپ کی ہنسی میں بہت جان ہے۔''

''ہنسنا مجھے بابر نے سکھایا ہے۔''

''بابر اور ہنسی......وہ تو بات بھی بہت سوچ سمجھ کر کرتا ہے۔''

''ممکن ہے غیروں کے ساتھ اس کا رویہ ایسا ہو جیسا آپ بتا رہی ہیں......مگر میرے ساتھ اس کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہتی ہے۔''

''میں سوچ رہی تھی کہ مجھے گھر جانا چاہیے......ابھی یاد آیا ہے کہ آج فارس کی سالگرہ بھی ہے......اسے جا کر سرپرائز دیتی ہوں۔''

''ہم بھی ساتھ چلیں گے تو اسے اچھا لگے گا......اب کھانا کھائے بغیر جانے کو دل نہیں چاہ رہا۔''

''چھوڑو بابر! سامعہ کو اکیلے جانے دو، ہم کسی اور دن چلے جائیں گے۔''

''ایسے کیسے ہوسکتا ہے سامعہ اکیلی جائے اسے میکے والے چھوڑنے نہ جائیں۔'' بابر نے فوراً کہا۔

کتنا خوش ہے یہ معشار کے ساتھ......انسان اگر اندر سے خوش ہو تو اس کا چہرہ، آنکھیں سارا وجود ہی بولتا ہے کہ وہ بہت خوش ہے۔ سامعہ نے سوچا پھر بولی۔

''ٹھیک ہے سب چلتے ہیں...... مجھے ڈر بھی لگ رہا ہے کچھ ایسا ویسا سین بھی کری ایٹ ہوسکتا ہے۔''

''ایسا کچھ نہیں ہونے والا......فارس بہت ڈیفرنٹ اور ڈیسنٹ انسان ہے۔''

''چلو دیکھتے ہیں۔''

ہر کوئی اپنے انداز سے سوچتے ہوئے فارس کے گیٹ پر پہنچ گئے۔

''ہارن نہ بجانا......گاڑی کی لائٹس آف کردو......میں اچانک اس کے سامنے آ کر......اس کا ری ایکشن دیکھنا چاہتی ہوں۔''

بابر نے لائٹس آف کر دیں......سامعہ نے گاڑی سے نیچے اتر کر گیٹ کھلوایا اور خاموشی سے اپنے بیڈروم کی طرف چلی گئی۔

فارس ٹیبل پر رکھے کیک پر ایک موم بتی جلائے خاموش بیٹھا تھا......وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی......پھر فارس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔

''آج کے بعد تم کبھی اکیلے سالگرہ نہیں مناؤ گے......میں کبھی تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گی۔''

''تم......واپس آ گئی ہو...... مجھے پکا یقین تھا کہ تم جب واپس لوٹو گی تو پورے وجود کے ساتھ واپس آؤ گی......اپنے دل کے کہنے پر واپس لوٹو گی۔''

''آج وہی دن ہے میں خود واپس آئی ہوں......کسی کے کہنے پر نہیں آئی۔''

''ایسا تو ہونا ہی تھا......میرے دل کو پکا یقین تھا۔''

فارس اور معشار کچھ دیر تو ان دونوں کا انتظار کرتے رہے کہ وہ دونوں باہر آ کر ان کو اندر آنے کو کہیں گے مگر ان میں سے کوئی انھیں لینے نہیں آیا۔

صرف چوکیدار نے انھیں ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کو کہا۔

''بابر واپس گھر چلتے ہیں......اس وقت کباب میں ہڈی نہیں بننا چاہیے......ہم پھر کسی دن آ جائیں گے۔''

''جی آپ درست کہہ رہی ہیں۔'' بابر نے لائٹس جلائے بغیر گاڑی واپس موڑ لی......سڑک پر آ کر گاڑی کی لائٹس آن کیں۔

''مجھے لگتا ہے کہ فارس کو بہت اچھا لگا ہے اس کا واپس آنا۔''

''یہی سچ ہے......فارس اس کا انتظار کر رہا تھا۔''

''اسے تو معلوم نہیں تھا کہ وہ واپس آ رہی ہے۔''

''میں اسائنمنٹ مکمل کرتا ہوں...... غلطی کی گنجائش نہیں چھوڑتا اور اسے کسی اور دن پر بھی نہیں چھوڑتا۔''

''کیا مطلب......''

''مطلب یہ کہ......میں نے اس کی واپسی کا تمام بندوبست کیا ہوا تھا......میں چاہ رہا تھا کہ ایسی سچویشن کری ایٹ کی جائے کہ سامعہ اپنے دل سے واپس جائے میرے کہنے پر نہیں۔''

''زبردست!......تمہیں تو رائٹر ہونا چاہیے بھئی......''

''رائٹر کے ساتھ ساتھ ڈائریکٹر بھی......''

''تم اچھے خاصے ذہین اور ہوشیار ہو۔''

''آپ کی ہر تعریف سچی لگتی ہے اس لیے مان لیتا ہوں اب ہم کھانا کھائیں گے......آپ روز روز تو میرے ساتھ اتنا بن سنور کر نہیں آئیں گی۔''

''کھانا ہم گھر جا کر کھائیں گے......اتنا بن سنور کر میں خاص مقصد کے لیے گھر سے نکلی تھی......وہ مقصد تو پورا ہو گیا ہے۔اب ہمارا اس طرح باہر رہنا مناسب نہیں ہے۔''

بابر نے گاڑی چلاتے ہوئے اس پر ایک گہری نظر ڈالی۔

''جی! آپ نے درست فرمایا......اب ہم سیدھا گھر جائیں، ایک نیک کام کے لیے گھر سے نکلے تھے اور وہ ہو گیا اب ہمارا باہر رہنا مناسب نہیں ہے......ایسا نہ ہو کہ نیک کام کا صلہ ملنے سے پہلے ہی شیطان درمیان میں آجائے۔''

''خیر! ایسا کچھ ہونے والا نہیں ہے مگر گھر جانا زیادہ مناسب ہے۔''

دونوں گھر واپس چلے گئے۔

....

''یاسر! ہمیں شک تھا کہ بابر کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے......مگر میں نے پتہ کرا لیا ہے کہ وہ شادی شدہ ہے اور ناراض ہو کر گھر آئی ہوئی تھی......''

''اور اب میری کوششوں سے اپنے گھر واپس بھی چلی گئی ہے۔'' بابر نے معشار کی بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

''پھر کیا ہوا خوبصورت لڑکیوں سے دھوکہ کھانا مرد کا پرانا کام ہے......ویسے بھی دنیا تتلیوں سے بھری ہوئی ہے یار دل چھوٹا نہ کرو، کوئی اور مل جائے گی۔''

''یاسر بھائی! اس لڑکی کو میں خود چھوڑنے گھر گیا تھا۔''

''نیکی کا کام کرتے رہنا چاہیے تاکہ شرارتوں کی گنجائش نکلتی رہے۔'' یاسر نے آنکھ کے اشارے سے بابر سے کہا۔

''میں نے تو اس لیے بات چھیڑی تھی کہ اب ہمیں سیریس ہو کر بابر کے لیے لڑکی تلاش کرنی چاہیے۔''

''میں تو سکول میں مصروف رہتا ہوں...... یہ کام تمہیں ہی کرنا ہوگا۔''

''یہی تو بتا رہی ہوں کہ ہم نے ایک لڑکی پسند کی تھی جب ہم دونوں ریحان کی شادی پر گئے تھے۔''

''مجھے تو یاد نہیں آرہا کہ ایسی کوئی لڑکی ہم نے پسند کی ہے۔''

''کیوں بھول رہے ہیں آپ وہ گرے سوٹ والی......لمبی سی سانولے رنگ والی......''

''ہاں یاد آیا......وہ ریحان کی کزن......کیا بھلا سا نام تھا اس کا......شام سویرا۔''

''شام نہیں صرف سویرا......'' سب کے ایک زوردار قہقہے میں معشار نے کہا۔

''چلو جو بھی نام ہے مگر ایسی بھی نہیں تھی کہ یاد رہ جاتی......کوئی اور ہونی چاہیے......نظر پڑے تو پھر واپس نہ آئے۔''

یاسر نے معشار پر نظر جما کر کہا۔

''پھر تو ایسی لڑکی بنوانی پڑے گی۔''

''مل جائے گی......لڑکی ایسی ہو جو بابر کے ساتھ سجے......''

''اور کیا یاسر بھائی...... مجھے بالکل جلدی نہیں ہے۔''

''تم دبئی میں تلاش کر لو۔''

''وہاں میرا کہیں آنا جانا ہی نہیں ہوتا...... جاب اتنا بزی رکھتی ہے۔''

''فیشن شوز میں جایا کرو۔''

''میں یہ کام نہیں کر سکوں گا آپ کو ہی کچھ کرنا پڑے گا۔''

''چلو! اب کچھ کرتے ہیں۔''

....

''تم ویک اینڈ پر گھر آ سکتے ہو۔'' معشار نے بابر کو فون پر پوچھا۔

''خیریت ہے......؟''

''ایک لڑکی دکھانی ہے تمہیں۔''

''اب میں صرف ایک لڑکی دیکھنے نہیں آ سکتا......آٹھ دس تو ہوں......''

''لڑکی پڑھی لکھی خوبصورت اور اچھے خاندان سے ہے۔''

''آپ کو پسند ہے تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں......آپ جانتی ہیں کہ میں ابھی شادی کے بارے نہیں سوچتا۔''

''لڑکی خود بخود سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے۔''

''بس آپ کو پسند ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے......آپ بات آگے بڑھا لیں۔''

''ایسا نہیں ہوسکتا...... تمہیں ملائے بغیر بات آگے کیسے بڑھ سکتی ہے۔''

''گویا آپ سمجھتی ہیں کہ میں کوئی بہانہ بھی کر سکتا ہوں۔''

''ہرگز نہیں...... تم میری پسند سے انکار نہیں کر سکتے، مگر میرا فرض ہے کہ پہلے تمھیں اس سے ملوادوں...... تم اس سے ملو اور بات کرو......''

''میرے دیکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا...... آپ کو پسند ہے تو کوئی رسم رکھ لیں تو آ سکتا ہوں۔''

''ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ تم لڑکی کو دیکھو بھی نہیں اور ہم کوئی رسم رکھ لیں، تم فون پر نہیں...... ویڈیو کال پر بات کرلو۔''

''میں ایسا نہیں کرسکتا...... مجھے بہت عجیب لگتا ہے۔''

''میں بھی بات آگے نہیں بڑھاؤں گی تمہارے دیکھے بنا...... میں یاسر سے کہتی ہوں وہ تم سے بات کریں گے۔''

''نہیں نہیں...... ان سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے...... میں آجاؤں گا۔''

''تو جمعے کی شام کو پہنچ رہے ہو......؟''

''جی بالکل...... پہنچ جاؤں گا۔''

''رات کے کھانے پر ان لوگوں کو گھر بلا لیتی ہوں۔''

''آپ کو کیا ضرورت ہے اتنے اہتمام کی، سارا دن آپ کھانا پکانے میں گزار دیں، مجھے اچھا نہیں لگتا، ہم باہر کہیں کھانا کھالیں گے۔''

''مجھے پکانے سے انکار نہیں ہے مگر تمہارا آئیڈیا بھی اچھا ہے۔''

''بس پھر طے ہوا کہ ہم باہر کھانا کھائیں گے اور آپ کی پسند کو بھی دیکھ لیں گے۔''

''تمہیں اچھی لگے گی...... ویسے تم نے نام بھی نہیں پوچھا......''

''جو بھی نام ہوگا، معشار سے خوبصورت نہیں ہوگا...... میں تو اپنی بیٹی کا نام معشار رکھوں گا۔''

''بہت دور تک سوچتے ہو تم۔''

''خوابوں اور خواہشوں پر پابندی تو نہیں لگائی جا سکتی۔''

''اچھا تم خواب دیکھو...... اس کا نام ترنم ہے۔''

''کیا آواز میں ترنم بھی ہے یا یونہی نام رکھ دیا گیا ہے؟''

''میں نے غور نہیں کیا......تم خود دیکھ لینا۔''

''پھر تو صاف ظاہر ہے کہ صرف نام کی حد تک ہی ترنم ہے......آواز میں ترنم ہوتا تو آپ کو یاد رہ جاتا۔''

''تم تو بات پکڑ کر ہی بیٹھ جاتے ہو......فون بند کر رہی ہوں...... جمعہ کو ملاقات ہوگی۔''

''اللہ حافظ!''

....

''مجھے یہ انگوٹھی اچھی لگی تو خرید لی تھی۔''

''مگر یہ تو دو ہیں......تم منگنی پر دو انگوٹھیاں پہناؤ گے......؟''

''نہیں......پہلی بات تو یہ ہے کہ منگنی کی انگوٹھی تو گھر والے خریدتے ہیں اور پہناتے بھی وہی ہیں...... یہ میں نے آپ کے لیے خریدی ہے......آپ کو ڈائمنڈ پسند ہے تو مجھے یہ آپ کے لیے اچھی لگی......''

''اب تمہاری شادی ہونے والی ہے......وہ ہمارا رشتہ سمجھ نہیں پائے گی اس لیے ذرا محتاط ہو جاؤ۔''

''مجھے اپنی حد کا اچھی طرح پتہ ہے اور آپ بھی جانتی ہیں کہ میں......''

''میرے جاننے سے کچھ نہیں ہوگا، جس سے رشتہ جوڑنے جا رہے ہو......وہ بھی سمجھے۔''

''وہ اگر سمجھ نہیں سکے گی تو میرا اس سے رشتہ جوڑنے کی کوشش نہ کریں۔''

''تم اپنا دل خالی رکھ کر اس سے ملو گے تو بات بنے گی...... پہلے سے دل میں کوئی بس رہا ہو تو نئے کی گنجائش نہیں نکلتی۔''

''کیا دل میں کسی کو اپنی مرضی سے بسایا جا سکتا ہے...... جب بسایا نہیں جا سکتا تو بسنے والے کو نکالا کیسے جا سکتا ہے ......دونوں اختیار انسان کے اختیار میں نہیں ہیں۔''

''دیکھو! تم کوشش تو کرو۔''

''کوشش ہی تو کر رہا ہوں...... کتنے عرصے سے خود کو سمجھا رہا ہوں...... بہت کچھ اختیار میں ہونے کے باوجود انسان کو دل کے معاملے میں بے اختیار ہی بنایا گیا ہے۔''

''ہمارے ملک میں آج بھی نوے فیصد ارینج میرج ہی ہوتی ہیں اور وہ کامیاب بھی ہیں۔''

''کامیاب......سروے کر کے دیکھ لیں...... بچے ہونے کے بعد انہیں پتہ چلتا ہے کہ یہ وہ تو نہیں ہے جس کے ساتھ

زندگی گزاری جاسکتی ہے......اس کے بعد وقت گزرتا رہتا ہے......زندگی نہیں گزرتی۔''

''ایسا سب کے ساتھ نہیں ہوتا......''

''میں یہ رشتہ آپ کی خواہش پر جوڑ رہا ہوں......ورنہ میں اکیلا زیادہ خوش ہوں۔''

''اب ساری زندگی اکیلے تو نہیں گزرتی۔''

''گزر جاتی ہے اور خوب گزرتی ہے......کم از کم خوابوں کی دنیا میں کھوئے رہنے سے کوئی روکنے والا تو نہیں ہوتا...... میں اب بھی آپ سمجھا رہا ہوں کہ میں تنہا نہیں ہوں......یا مجھے تنہائی ستاتی نہیں ہے میں اپنی دنیا میں خوش ہوں۔''

''وہ اچھی لڑکی ہے میں دو تین بار اس سے مل چکی ہوں اور یاسر کو بھی اچھی لگی ہے۔''

''اچھا بابا! ٹھیک ہے اگر آپ مطمئن ہیں تو......''

''تم شام کو تیار رہنا......اگر لڑکی تمہیں پسند آ گئی تو ممکن ہے کہ ہم آج ہی اسے انگوٹھی پہنا دیں گے۔''

''مجھے مت کہیں کہ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے انگوٹھی پہناؤں۔''

''نہ پہنانا، میں پہنا دوں گی۔''

''ٹھیک ہے......کتنے بجے جانا ہے؟''

''شام کو چلیں گے......ابھی تم آرام کرو۔''

''یاسر بھائی کو سلام کرلوں تو سونے کے لیے چلا جاؤں گا۔''

....

''تم تیار کیوں نہیں ہوئے؟''

''تیار تو ہوں......اب سوٹ پہننے سے تو رہا۔''

''مگر یہ شلوار قمیص...... پینٹ شرٹ پہن لیتے......پہلی ملاقات ہے تمہاری لڑکی سے......امپریشن اچھا ہونا چاہیے۔''

''بس چھوڑیں......اگلی بار سہی......ابھی میرا موڈ نہیں بن رہا تھا......روز ہی جاب پر تیار ہو کر جانا ہوتا ہے......گھر میں شلوار قمیص کے علاوہ کوئی اور لباس اچھا نہیں لگتا۔''

''اچھا تم جیتے اور ہم ہارے......چلو اب چلتے ہیں۔'' معشار نے بھی زیادہ ضد نہیں کی۔

وہ وقت سے پہلے ریسٹورنٹ پہنچ گئے تھے......دس منٹ بعد لڑکی والے بھی پہنچ گئے......بابر نے دور سے

ہی لڑکی کو دیکھ لیا وہ بھی جینز اور ٹی شرٹ میں تھی...... پہلا امپریشن ماڈرن سی لڑکی کا اس پر پڑا تھا......اس نے لڑکی سے نظریں ہٹا کر معشار پر ڈالیں تو پھر کچھ سوچ کر نظریں جھکا لیں۔

''بابر! یہ ترنم ہے......''معشار نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اور یہ میرا چھوٹا بھائی بابر ہے۔''یاسر نے بات مکمل کی۔

''اچھا لگا آپ سے مل کر......''ترنم نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

بابر کو بھی ہاتھ ملانا پڑا......اسے اچھا نہیں لگا یاسر کے سامنے ہاتھ ملاتے ہوئے، مگر وہ خاموش رہا۔

''بابر دبئی میں جاب کرتے ہیں؟''ترنم کے والد نے پوچھا۔

''جی......بابر دبئی میں ہوتا ہے......بہت اچھی جاب ہے۔''

''جاؤ ترنم! تم بابر کے ساتھ مال گھومو......ہم یہاں بیٹھ کر تمہاری بھابی اور بھائی کے ساتھ گپ شپ کرتے ہیں۔''

اس نے گھبرا کر معشار کو پھر یاسر کو دیکھا، دونوں نے اسے اشارے سے جانے کی اجازت دی تو وہ ترنم کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

''آپ کب سے دبئی میں ہیں......وہاں آپ اپنے اپارٹمنٹ میں رہتے ہیں؟''

''چند سال ہی ہوئے ہیں، دبئی میں جاب کرتے ہوئے......اپارٹمنٹ میں نہیں گھر میں رہتا ہوں کمپنی کی طرف سے ملا ہوا ہے۔''

''اچھا......بڑا ہوگا۔''

''ہاں کافی بڑا ہے......میری ضرورت سے زیادہ ہے......مجھے چھوٹے گھر اچھے لگتے ہیں۔''

''مجھے تو بڑے گھر پسند ہیں۔''

''اچھی بات ہے اور پسند اپنی اپنی ہوتی ہے۔''

''آپ کے ہابیز کیا ہیں......''ترنم ہی باتیں کر رہی تھی۔

''کوئی خاص نہیں......جاب سے ہی فرصت نہیں ملتی کہ کسی ہابی وغیرہ پر توجہ دوں۔''

''مگر مجھے شاپنگ کرنا، فلم دیکھنا، دوستوں کے ساتھ گھومنا......سب سے بڑھ کر رات دیر تک جاگنا اور پارٹیز اٹینڈ کرنا بہت پسند ہے۔''

''مجھے ان میں سے ایک بھی پسند نہیں ہے......میں رات کو جلد سوتا ہوں صبح فجر کی نماز سے پہلے جاگتا ہوں اور وقت پر فجر پڑھتا ہوں اگر کبھی فجر کی نماز قضا ہو جائے تو سارا دن بہت ڈپریس گزرتا ہے......اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنا کچھ دیا ہو تو اس کا شکر جاگنے کے بعد اور سونے سے پہلے ضرور کرنا چاہیے......دل کو سکون ملتا ہے۔''

''آپ مجھے اچھے لگے ہیں......اس سے پہلے ماما، پاپا نے جتنے لڑکوں سے ملوایا ہے پسند نہیں آئے......آپ ذرا مختلف سے لگے ہیں۔''

اب وہ یہ نہ پوچھ لے کہ میں اسے کیسی لگی ہوں......اس نے دل میں سوچا۔

''آپ کچھ کم بولتے ہیں۔''

''میں ساری زندگی اکیلے رہا ہوں، اس لیے باتیں نہیں آتیں......مگر خاموش طبیعت بھی نہیں ہوں، جہاں بولنا ہوتا ہے وہاں خوب بولتا ہوں......جیسے معشار کی بیٹیوں کے ساتھ خوب گپ شپ لگاتا ہوں۔''

''آپ معشار کو بھابی نہیں کہتے......''

''وہ میری بھابھی نہیں ہے۔'' اس نے ایک دم کہا۔

''میرا مطلب ہے کہ ہم دونوں بہت اچھے دوست ہیں ایک دوسرے سے فرینک بھی ہیں اس لیے......''

''مجھے برا نہیں لگا......دیور بھابھی آپس میں زیادہ تر فرینک ہی ہوتے ہیں۔''

''میں نے پہلے کہا ہے کہ میں نے اسے کبھی بھابی نہیں سمجھا......دوست ہی سمجھا ہے۔''

''چلیں مان لیا کہ وہ آپ کی دوست ہیں......عمر میں بھی مجھے کوئی فرق نہیں لگ رہا اس لیے فرینک نس تو ہو گی۔''

''جی ایسے ہی ہے۔''

''ان کی دو بیٹیاں ہیں۔''

''آپ مل چکی ہوں گی بہت جولی سی ہیں......میری ان سے پکی دوستی ہے اور ہم سب کی ایک بی بی بھی ہیں۔''

''یعنی آپ دونوں بھائیوں کی ماما......مل چکی ہوں ان سے۔''

''جی میری ماں جی......میری بی بی۔''

''اور بتاؤ اپنے بارے میں۔''

''مجھے اپنے بارے میں خود بتانا نہیں آتا......آپ پوچھتی جائیں تو بتاتا جاؤں گا۔''

''چلو میرے بارے میں پوچھ لیں۔''

''بات تو وہی ہے کہ مجھے بتا کر اور پوچھ کر جاننا...... سمجھ نہیں آتا...... انسان حالات کے مطابق خود بخود ایک دوسرے پر کھلے تو اچھا لگتا ہے۔''

''انسان اپنی کہانی کیسے بتا سکتا ہے...... کہانی سنانے میں سب کچھ تو بتایا بھی نہیں جا سکتا...... کسی کے بارے میں جاننے کے لیے بار بار ملنا، ساتھ وقت گزارنا ضروری ہوتا ہے۔''

''اس کے لیے بہت وقت چاہیے، مگر آج کل تو وقت بہت کم ہے۔''

''ایسا تو نہیں ہے اگر ہمیں کوئی اچھا لگ جائے تو اس سے بار بار ملنے کو دل بھی چاہتا ہے اور پھر ہم اسی کے ساتھ وقت گزارنا پسند کرتے ہیں، جس سے ملنے کے لیے دل مجبور کرتا ہے...... آہستہ آہستہ زندگی کو سمجھنا...... یا...... ایک دوسرے کو سمجھنا...... مجھے ایسے اچھا لگتا ہے۔''

''آپ آج کی دنیا کے نہیں لگتے...... پچھلے زمانے کے لگتے ہیں...... جاب بھی آپ ایسے ہی کرتے ہیں...... سلو طریقے سے؟''

''نہیں...... جاب کے بارے میں میرا رویہ بالکل مختلف ہے...... میں نے جاب کو زندگی سے بڑھ کر سمجھا ہے...... تمام باریکیوں کو سامنے رکھ کر اسائنمنٹ کرتا ہوں شارٹ کٹ میں نہیں پڑتا...... جاب کرنے والا بابر گھر میں رہنے والے بابر سے بہت الگ ہے۔''

''امیزنگ...... سن کر بہت عجیب لگا۔''

''میں آج کے زمانے کا مرد نہیں ہوں...... جاب پر تو اگلے دس سال کو سامنے رکھتا ہوں لیکن اندر سے پچاس سال پرانا مرد ہوں...... بہت روایتی، انا پرست، کہے بنا ساتھ والا سمجھ جائے...... کبھی ایک رات میں زندگی گزر جائے اور کبھی زندگی گزر جائے اور رات نہ گزرے۔''

وہ کہتے کہتے رک گیا کہ ضرورت سے زیادہ رومانٹک ہوں۔''

''ایسے لگتا ہے کہ آپ فلاسفر ہیں۔''

''مجھے فلاسفی پڑھنے کا کبھی موقع نہیں ملا...... مگر مجھے سمجھ نہ آنے والی کہانیاں اچھی لگتی ہیں۔''

''گویا آپ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آپ مشکل سی شخصیت ہیں۔''

''سب کچھ میرے بارے میں پوچھ رہی ہیں اپنے بارے میں کچھ کہیں۔''

''میں تو آج کے زمانے کی لڑکی ہوں...... ماڈرن سی۔''

''پھر ہم دونوں کا گزارا مشکل ہے۔''

''خیر......ایسے کیوں کہہ رہے ہیں......آپ بھی ماڈرن زمانے سے ہیں......فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کا مزاج ذرا سا مختلف ہے......اتنا تو فرق رہنا چاہیے۔''

''سمجھدار لڑکی ہے۔''اس نے دل میں سوچا۔

''واپس چلیں باقی باتیں اگلی ملاقات پر رکھ لیتے ہیں۔''

''چلو آپ کی طرف سے یہ تو طے ہوا کہ اگلی ملاقات ضروری ہے۔''

''جی......ایسا ہی سمجھ لیں۔''

''سمجھ لیا......''اور پھر دونوں واپس آ گے اور کھانے میں شریک ہو گے اور بابر نے دیکھا کہ معشار مسلسل اس کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی اور وہ نظریں جھکائے کھانا کھاتا رہا۔

''کیسی لگی......''واپسی پر گاڑی میں بیٹھتے ہی معشار نے پہلا سوال یہی کیا۔

بابر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ پیچھے بیٹھا چڑیا مینا سے باتیں کرتا رہا۔

''بابر! میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔''

''آپ نے مجھ سے کچھ کہا ہے......''اس نے چونک کر کہا

''نہیں......تمہارے فرشتوں سے پوچھ رہی ہوں۔''

''او کے...... مجھے لگا کہ آپ مجھے کچھ کہہ رہی ہیں۔''

''اب بنو مت...... پوچھ رہی ہوں کہ کیسی لگی۔''

''کیوں چڑیا مینا تم بتاؤ کہ کیسی لگی وہ......''

''بس ٹھیک ہی ہے۔''

''کیا مطلب......''

''مطلب یہ کہ بری نہیں ہے۔''

''یار! میں تمہیں ایک مشکل لڑکا سمجھتا تھا مگر تم تو بہت ہی مشکل ہو......سیدھا جواب دو۔'' یاسر نے کہا تو بابر سیریس ہو گیا۔

''مجھے آپ کے کسی فیصلے سے انکار نہیں ہے۔''

''ہاں! یہ ہوئی نا......بات۔''

''میں گھر جاتے ہی فون کر دیتی ہوں کہ ہمیں لڑکی پسند ہے......اگر وہ تیار ہیں تو ہم اتوار کو دعائے خیر یعنی منگنی کی رسم رکھ لیتے ہیں۔''

''اب ایسی بھی جلدی نہیں ہے۔'' بابر نے بے چینی سے کہا۔

''ٹھیک کہہ رہا ہے......دونوں خاندانوں کو سوچنے کا موقع ملنا چاہیے۔'' یاسر بولے۔

''آپ فون نہیں کریں گی......وہ فون کریں گے۔'' بابر نے کہا۔

''لڑکی والے فون نہیں کرتے۔'' معشار نے کہا۔

''کس زمانے کی بات کر رہی ہیں......اب لڑکی لڑکے والی بات نہیں رہی کوئی بھی بات کر سکتا ہے۔''

''بحث کیوں کر رہے ہو......ان کا فون نہ آیا تو ہم کر لیں گے......لڑکی تو ہم سب کو پسند آ گئی ہے......کیوں بابر؟''

''جی یاسر بھائی!'' وہ یاسر کی کسی بات سے اختلاف نہیں کرتا تھا۔

....

ترنم نے فون کیا تو وہ آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔ کام میں اتنا مصروف تھا کہ وہ آواز نہ پہچان سکا۔

''کیا ہو رہا ہے؟''

''کون......؟؟''

''بھول گئے......اتنی جلدی......''

''محترمہ! میں اس وقت آفس میں ہوں اور آفس میں مجھے کام کے علاوہ کچھ یاد نہیں رہتا......اس لیے جلدی سے اپنا نام اور کام بتائیں۔''

''او مائی گاڈ......آپ آفس میں اتنے سخت ہوتے ہیں......میں ترنم بول رہی ہوں۔''

''او......اب پہچانا......ہم شام کو گھر میں بات کریں گے......اس وقت نہیں۔'' اور اس نے فون بند کر دیا۔

وہ کافی دیر تک فون ہاتھ میں پکڑے اس کے رویے کے بارے میں سوچتی رہی۔

....

''آپ نے شام کو فون کرنے کو کہا تھا اور مجھے انتظار کرتے کرتے پانچ دن گزر گئے ہیں۔'' ترنم نے فون کرنے کے بعد پہلی بات کہی۔

''ایسا کہا تھا میں نے......زندگی میں اتنے کام ہیں کہ فون کرنا مجھے یاد نہیں رہتا ہے۔''

''مگر کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں زندگی میں جن سے بات کرنا یاد رہ جاتا ہے۔''

''چلو! اب بتا دو کیا بات کرنی تھی......اس وقت میں بری طرح پھنسا ہوا تھا اور آفس میں بات ہو بھی نہیں سکتی۔''

''ہمیں آپس میں بات کرنی چاہیے......ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے۔''

''آپ درست کہہ رہی ہیں......مگر غم روزگار پیچھا نہیں چھوڑتا۔''

''جاب کی ذمہ داری اپنی جگہ......مگر کچھ اپنی لائف کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے...... یہ بھی زندگی کا حصہ ہے۔''

''اچھا لگتا ہے اگر کچھ خود بخود ہو جائے......دل کے معاملے سوچ سمجھ کر نہیں ہوتے۔''

''آپ سے ملنے کے بعد میں اکثر آپ کے بارے میں سوچتی ہوں......اس لیے فون کیا ہے مگر مجھے آپ سے بات کر کے محسوس ہو رہا ہے کہ آپ اتنے بے قرار نہیں ہیں۔''

''ممکن ہے آپ درست کہہ رہی ہوں، ابھی تو میرا......خیر چھوڑیں یہ بتائیں کہ آپ کی سٹڈی کیسی جا رہی ہے؟''

''میں اچھی سٹوڈنٹ ہوں، پڑھائی میں اچھی ہوں۔''

''گریجویشن کرنے کے بعد کیا پروگرام ہے؟''

''ماں کا خیال ہے کہ مجھے شادی کر لینی چاہیے مگر پاپا کہتے ہیں کہ پہلے ماسٹرز کر لوں پھر شادی کے بارے میں سوچنا چاہیے......اب دونوں میں کون درست کہہ رہا ہے، اس بارے میں سوچ رہی ہوں۔''

''اپنے پوائنٹ آف ویو سے دونوں ٹھیک کہہ رہے ہیں۔''

''پھر مجھے کس کی بات ماننی چاہیے......''

''دونوں کی۔''

'ایسے کیسے ہو سکتا ہے'

''پاپا کے کہنے کے مطابق ماسٹرز میں ایڈمیشن لے لو اور ماما کے کہنے پر کسی لڑکے کو پسند کر کے منگنی وغیرہ کرالو...... دونوں خوش ہو جائیں گے۔''

''کسی کو پسند کروں گی تو ہاں ہو گی۔''

''پسند کرنے میں کتنی دیر لگتی ہے......دل جس کو مان لے......اس کے لیے ہاں کہہ دو۔''

''اور بعد میں وہ ویسا نہ نکلے جیسے ہم چاہتے ہیں......تو پھر کیا ہوگا؟'' اس نے خدشہ ظاہر کیا۔

''پھر یہ ہوگا کہ خود کو ویسا بنا لو جیسا وہ چاہتا ہے تو وہ آپ کا ہو جاتا ہے۔''

''یہ تو رسک لینے والی بات ہے۔''

''دل کے معاملے ہوتے ہی رسکی ہیں......یا تو کسی کو اپنا بنا لو یا کسی کے رنگ میں ڈھل جاؤ۔''

''میں تو ایسا کچھ نہیں کرنے والی......زندگی ایک بار ہی ملتی ہے......رسک نہیں لیا جا سکتا۔''

''مگر زندگی حساب کا سوال بھی نہیں کہ ٹو پلس ٹو ہی ہو......زندگی تو فلاسفی کی کتاب ہے کبھی یہ اور کبھی وہ......کبھی زمین اور کبھی آسمان۔''

''پہلے زمانے میں ایسا ہوتا ہوگا جب لوگوں کے پاس وقت ہی وقت ہوتا تھا......اب تو وقت پر لگا کر اُڑ رہا ہے۔''

''اڑتا ہوگا مگر دل کے معاملے کبھی وہیں رکے رہ جاتے ہیں اور کبھی بادلوں کی طرح اڑنے لگتے ہیں۔''

''میں نہیں مانتی۔''

''اب میں آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔''

''ابھی آپ نے کہا ہے کہ مان لو یا مان جاؤ۔''

''تو آپ مان گئی ہیں......''

''میں سمجھی کہ آپ مان گئے ہیں۔''

''ابھی تو وقت لگے گا مان لینے میں یا مان جانے میں۔''

''ساری گفتگو سے میں تو یہی سمجھی کہ آپ بہت سلو ہیں۔''

''چلو! آپ نے کوئی نتیجہ تو نکالا میرے بارے میں مگر میں کسی نتیجے پر نہیں پہنچا......اور اب میں اجازت چاہوں گا کہ میرے سونے کا وقت ہو گیا ہے اور میں صبح جلدی جاگنے کا عادی ہوں۔''

''او کے......گڈ نائٹ۔''ترنم نے فون بند کر دیا۔

بابر اس کے بارے میں کچھ سوچے بغیر ہی سو گیا۔

....

''یہ کوئی وقت ہے فون کرنے کا؟''معشار نے فون ریسیو کرنے کے بعد کہا۔

''میرا لنچ بریک تھا سوچا آپ کی خیریت دریافت کر لی جائے۔''

''جب سے تمہاری بات ترنم سے چلی ہے تمہارا فون آنا زیادہ ہو گیا ہے...... جب کہ سنا یہ تھا کہ لڑکا کسی لڑکی سے باتیں کرنا شروع کر دے تو گھر والوں سے بات چیت کم ہو جاتی ہے۔''

''ابھی بات چلی ہے...... پکی تو نہیں ہوئی۔''

''پکی ہی سمجھو......وہ منگنی کی تاریخ مانگ رہے ہیں۔''

''منگنی بھی ہو جائے گی......میں کہہ رہا تھا کہ میں نے پاکستان ٹرانسفر کے لیے اپلائی کر دیا ہے، بہت عرصہ رہ لیا ہے فیملی کے بغیر......اب جی چاہتا ہے کہ ہم سب مل کر رہیں۔''

''ٹھیک ہے ہم بھی ایسا ہی چاہتے ہیں۔''

''میری کمپنی بہت جلد پاکستان میں اپنی برانچ کھولنا چاہتی ہے......ممکن ہے کہ یہ برانچ اسلام آباد ہو یا کراچی میں...... پر مجھے اس کا ہیڈ بنا کر پاکستان بھیجنا چاہ رہے ہیں......میں نے تو ہاں کر دی ہے۔''

''اچھی بات ہے......لاہور اور اسلام آباد میں اتنا فاصلہ نہیں ہے۔''

''فاصلہ کیوں ہوگا......میں اسلام آباد میں ایک مناسب سا مکان کرائے پر لوں گا اور آپ سب میرے ساتھ رہیں گے۔''

''مشکل نظر آتا ہے کہ یاسر اپنا سکول کیسے چھوڑ سکتے ہیں اور میری جاب......بچوں کا سکول۔''

''یہ سب کچھ اسلام آباد میں بھی مل جائے گا اور یاسر بھائی اپنے سکول کی ایک برانچ اسلام آباد میں کھول لیں...... آپ کا ٹرانسفر بھی ہو جائے گا......کچھ بھی مشکل نہیں ہے......آپ یاسر بھائی کو بتا دیں۔''

''تم خود کیوں نہیں بتا دیتے؟''

''آپ جانتی ہیں، میں ان سے کتنا ڈرتا ہوں۔انھوں نے ایک بار مجھے انکار کر دیا تو میں ان سے بحث نہیں کر سکوں گا

......آپ نے ان کومنانا ہے......آپ کو وہ انکار نہیں کرتے۔''

''اچھا......ٹھیک ہے بات کرتی ہوں......وہ تمہاری......ترنم مان جائے گی؟''معشار نے اسے چھیڑا۔

''وہ ہمارے درمیان کہاں سے آ گئی ہے؟''

''آج نہیں تو کل آ ہی جائے گی۔''

''اس کی اپنی جگہ ہے اور فیملی کی اپنی جگہ......اگر اس نے درمیان میں آنے کی کوشش کی تو......''

''تو......''

''اچھا نہیں ہوگا......آپ نے اسے سمجھانا ہے اور اسے یہ بھی بتا دیں کہ مجھے وقت بے وقت فون نہ کیا کرے۔''

''اب اتنی پابندیاں نہیں لگا سکتی...... بھاگ جائے گی۔''

''بھاگ جائے......اسے احساس ہونا چاہیے کہ نئے لوگوں کو اپنا مقام بنانے میں کچھ وقت لگتا ہے۔''

''اسے وقت دیا کرو۔''

''ابھی خود کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ میری زندگی میں کوئی اور بھی آنے والی ہے......اب دل کو سمجھنے میں کچھ وقت لگے گا۔''

''کب تک خود کو ایسے سمجھاتے اور بہلاتے رہو گے......اتنا وقت نہ لے لینا کہ وہ انکار ہی کر دے۔''

''مجھے پروا نہیں ہے۔''

''تمہارے یاسر بھائی کو تمہاری شادی کی بہت جلدی ہے۔''

''میں ابھی شادی کے لیے تیار نہیں ہوں......آپ نے انھیں نہیں بتانا، ابھی میرے دل کو کسی اور کو قبول کرنے میں وقت لگے گا اور ابھی مجھے انتظار ہے کہ اسلام آباد میں برانچ کھل جائے اور میں اسلام آباد میں شفٹ ہونے سے پہلے شادی نہیں کروں گا۔''

''پلیز! تم شادی کر لو......ٹرانسفر ہوتا رہے گا۔''

''ٹھیک ہے......پھر وہ آپ کے ساتھ رہے گی......میرے ساتھ دبئی میں نہیں رہے گی۔''

''کچھ خدا کا خوف کرو...... بیوی تمہاری ہوگی...... ہمارے ساتھ کیوں رہے گی؟''

''اگر اسے میرے ساتھ رہنا ہے تو اسے انتظار کرنا ہوگا کہ میں پاکستان شفٹ ہو جاؤں......اسے بھی ہم سب کے

ساتھ ہی رہنا ہوگا۔''

''تمہاری منطق بہت ہی عجیب ہے......اور تمہاری سوچ......''

''بس ایسا ہی ہوں میں......مجھ جیسے کے ساتھ رہنے کو وہ تیار ہے تو ٹھیک ہے......ورنہ وہ اپنے گھر خوش اور میں اپنے گھر۔''

''ترنم سے تم کوئی بات نہ کرنا میں خود بات کروں گی۔''

''میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ آپ بات کریں...... مجھے اس سے بات کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے اور اسے یہ بھی سمجھا دیں کہ مجھے روز روز فون نہ کیا کرے۔''

''تمہارا لنچ ٹائم ابھی ختم نہیں ہوا......؟''

''آپ میری باتوں سے بور ہو رہی ہیں......؟''

''نہیں ایسی بات تو نہیں ہے۔''

''ادھر بارش ہو رہی ہے؟''

''بارش تو نہیں ہو رہی مگر بادل آئے ہوئے ہیں۔''

''ادھر تو ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی ہے......ادھر بھی ابھی پہنچ جاتی ہے، بارش مجھے بہت اچھی لگتی ہے اور میں ساری باتیں بارش سے کرتا ہوں......وہ بہت غور سے میری باتیں سنتی ہے، جیسے وہ میری سہیلی ہے۔''

''تم اپنی سہیلی سے باتیں کرو......میں فون بند کر رہی ہوں۔''

''اللہ حافظ!''

....

ترنم نے فون کر کے اسے خبر سنائی۔

''ہمارے والدین ہماری بات پکی کرنے کی بات کر رہے ہیں۔''

''اچھا! مجھے تو خبر نہیں ہے۔''

''آپ خوش ہیں نا......''

''کچھ کام بڑوں کے کہنے پر کرنے پڑتے ہیں۔''

"میں تو خوش ہوں......دبئی آ کر رہوں گی۔"

"دبئی میں......مگر میں پاکستان میں رہنا چاہتا ہوں......اپنی فیملی کے ساتھ۔"

"فیملی تو بیوی بچوں کے ساتھ بنتی ہے۔"

"وہ بعد کی بات ہے پہلے تو ماں باپ اور بہن بھائی ہی ہوتے ہیں۔"

"مگر شادی کے پہلے چند سال اکیلے گزارنے چاہئیں۔"

"اگر کوئی مجبوری ہو تو ورنہ فیملی کے ساتھ رہنے کا اپنا ہی مزہ ہے...... ویسے میں واپس پاکستان آ رہا ہوں اور ابھی شادی کا ارادہ نہیں ہے......سال دو سال بعد ہی شادی کروں گا۔"

"لیکن میں اکیلی رہنا چاہتی ہوں اور جوائنٹ فیملی سسٹم کو پسند نہیں کرتی۔"

"پھر محترمہ ہم اس ٹائپ کے بندے نہیں ہیں......مناسب تو یہی ہوگا کہ ہمیں اپنے راستے الگ کر لینے چاہئیں۔"

"تو آپ میرے لیے کچھ سال الگ دبئی میں نہیں رہ سکتے؟"

"ہرگز نہیں......میں تصور بھی نہیں کر سکتا اور پاکستان ٹرانسفر ہونے کے بعد ہی شادی ہوگی......چاہے دس سال گزر جائیں۔"

"اس کا مطلب ہے آپ میرے لیے کچھ نہیں کر سکتے۔"

"کسی کی خاطر کچھ کرنا دل کے معاملے ہوتے ہیں اور ابھی ہمارے درمیان دل تو آیا ہی نہیں......جب یہ جذبات دل میں پیدا ہوتے ہیں تو پھر دل اسی کا ہو جاتا ہے، ابھی تو آپ کے لیے ایسا محسوس نہیں ہوتا......اگر کبھی ہوا تو سوچا جا سکتا ہے کہ وہ سب کریں جو آپ چاہ رہی ہیں۔"

"آپ تو صاف صاف انکار کر رہے ہیں۔"

"ایسا ہی سمجھ لیں......آپ کے بھلے کی بات کر رہا ہوں، یہ نہ ہو کہ بعد میں آپ کو پچھتانا پڑے۔"

"آپ اگر الگ رہنے کا وعدہ کریں یہیں دبئی میں......تو میں کبھی نہیں پچھتاؤں گی۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"اگر آپ میری معمولی سی خواہش پوری نہیں کر سکتے تو پھر یہ میرا آخری فون ہے۔"

"شکریہ......میں بھی یہی چاہتا تھا......اور میری آپ سے ریکوئسٹ ہے کہ دوبارہ فون کرنے کی زحمت بھی نہ کرنا

۔‘‘بابر نے فون بند کر دیا اور اسے محسوس ہوا جیسے پہاڑ جیسے بوجھ سے نجات مل گئی ہے اور وہ قید سے آزاد ہو گیا ہے۔

....

اگلے ہی دن مشعار کا فون آ گیا۔

’’تم نے ترنم سے کیا کہا ہے......انھوں نے منگنی توڑ دی ہے۔‘‘

’’منگنی...... یہ کب ہوئی تھی مجھے تو نہیں پتہ......‘‘

’’بات پکی کرنے کو ہی منگنی کہتے ہیں۔‘‘

’’مگر ابھی تو بات پکی نہیں ہوئی تھی۔‘‘

’’بڑوں میں بات ہو چکی تھی۔‘‘

’’پھر ہمیں کیوں کہا گیا تھا کہ ہم آپس بات چیت کریں۔‘‘

’’تا کہ ا یک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔‘‘ مشعار نے بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

’’یقین کریں میں نے اسے کبھی فون نہیں کیا تھا جتنی بار فون پر بات ہوئی اس کی طرف سے ہی ہوئی تھی اور ہر بار اس نے ایک ہی خواہش کا اظہار کیا کہ وہ الگ گھر میں رہنا چاہتی ہے اور آپ جانتی ہیں کہ یہ شرط میرے لیے مرنے سے زیادہ اذیت ناک ہے......میں اسے کبھی نہیں مان سکتا......آپ سے الگ رہنے کے تصور سے ہی کانپ جاتا ہوں۔‘‘

’’اب یاسر کو پتہ چلے گا تو کیا ہو گا۔‘‘

’’آپ انھیں سمجھائیں گی اور مشعار میری آپ سے پہلی اور آخری ریکوئسٹ ہے کہ میں آپ کے قدموں میں...... آپ کے آس پاس ہی رہنا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنے گھر سے کبھی نہ نکالنا۔‘‘ اس نے دل کی جگہ جان بوجھ کر گھر بولا۔

’’اب بھی تو الگ ہی رہ رہے تھے......اگر ترنم کے ساتھ رہ لیتے اور کبھی کبھار ملنے آ جاتے تو کیا حرج تھا۔‘‘

’’میں اپنی خوشی سے نہیں رہ رہا......میرے اختیار میں ہو تو ایک پل بھی آپ سے الگ نہ رہوں......میں نے ٹرانسفر کے لیے اپلائی کر دیا ہے......بہت جلد آپ کے ساتھ رہنے کے لیے آ جاؤں گا۔‘‘

’’میرے لیے کتنا مشکل ہو گا یاسر کو سمجھانا۔‘‘

’’آپ سمجھا لیں گی......ایک اور بات کہنا چاہ رہا ہوں کہ کیا یہ ضروری ہے کہ میں شادی کروں؟‘‘

’’ہاں! بہت ضروری ہے۔‘‘

''تو اتنی مہلت دے دیں کہ میں خود آپ سے ایسی خواہش کا اظہار کروں......ابھی میرا دل سنبھلا نہیں ہے بس آپ مجبور نہ کریں اور آپ یاسر بھائی کو درمیان میں نہ لایا کریں...... میں ان کی بات ٹال نہیں سکتا مگر آپ کے سامنے تو ضد کر سکتا ہوں۔''

''اچھا ٹھیک ہے کچھ وقت دے دیتی ہوں مگر تمہیں فیصلہ کرنا ہوگا۔''

''فیصلہ بھی کر لوں گا۔''

''اچھا اب فون بند کرو۔''

''کر دیں آپ کو میری اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔''

''لڑتے کیوں ہو......''

''آپ جب بھی مجھ سے بات کرتی ہیں ایسے لگتا ہے جیسے احسان کر رہی ہیں۔''

''کیسا بولنا آ گیا ہے تمہیں......کہاں منہ میں زبان نہیں ہوتی تھی۔''

''آپ کے سامنے تو میں ہمیشہ سے ہی بولتا آیا ہوں آپ ہی نہ سمجھ سکی ہمارا زیادہ بولنا۔''

''اب تم ٹریک سے اترنے لگے ہو......چلو دوبارہ بات کریں گے۔'' مشعار نے فون بند کر دیا۔

....

اس کی عادت تھی کہ لنچ بریک میں خبروں پر نظر ضرور ڈالتا......اپنے ہاتھ کا بنا ہوا برگر کھاتا یا پھر روٹی رول ......وہ کچھ نہ کچھ گھر سے بنا کر ضرور لاتا اسے مارکیٹ کا کھانا کبھی اچھا نہیں لگا تھا......اس وقت بھی وہ ہاتھ میں گھر کا بنا چکن برگر اور دوسرے ہاتھ میں فون پکڑے خبریں دیکھ رہا تھا......اچانک بریکنگ نیوز الرٹ کا سگنل آنے لگا۔

''یار خبر دکھاؤ...... کیوں میوزک سے سسپنس بڑھا رہے ہو۔'' اس نے الجھ کر کہا۔

''لاہور میں بم دھماکہ......مقامی ہسپتال کی پارکنگ ایریا میں بہت بڑا بم دھماکہ......''

پہلے اس کے ہاتھ سے برگر گرا پھر فون گرا، جب ہسپتال کا نام سکرین پر بلنک کرنے لگا...... یہ وہ ہسپتال تھا جس میں معشار جاب کرتی تھی......گھبرا کر اس نے سوچا کہ آج کیا دن ہے، پھر اسے یاد آیا کہ آج بدھ ہے اور وہ بدھ کو چھٹی کرتی ہے......دل کو ہلکا سا اطمینان ہوا کہ وہ گھر پر ہوگی، مگر بے چینی دل میں ایسی شروع ہوئی کہ اسے کسی پل چین نہیں آ رہا تھا......اسے فون کا خیال آیا مگر وہ وہیں آفس میں پھینک آیا تھا......وہ آفس کی طرف بھاگا اور

معشار کا نمبر ملایا مگر اس کا فون بند جا رہا تھا، اب اس کی حالت قابل رحم ہونے لگی......وہ بار بار نمبر ملا رہا تھا مگر فون بند جا رہا تھا......اس نے گھبرا کر یاسر بھائی کا نمبر ملایا، ان کا بھی نمبر بند ملا......اس نے کئی بار دونوں کا نمبر ملایا مگر فون کسی نے بھی اٹینڈ نہیں کیا......اب اس کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے......دل بھی بے کل ہو رہا تھا......دل ایسے دھڑک رہا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے یا ہو چکا ہے......اس نے ڈرتے ڈرتے گھر فون ملایا تو بڑی بچی نے فون اٹھایا۔

'بابا چاچو آپ......خیریت......'' دونوں بیٹیاں انکل کہنے کی بجائے ہمیشہ بابا چاچو ہی کہتی تھیں، کیوں کہ انھیں بابر انکل کہنا مشکل لگتا تھا۔

''ماما سے بات کراؤ۔''

''وہ تو ہاسپٹل گئی ہیں۔''

''ان کی آج چھٹی ہوتی ہے۔''

''آج پاپا کا چیک اپ تھا۔''

''دونوں گئے ہیں......؟''

''جی! دونوں گئے ہیں مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟''

''بس ویسے ہی......دادو کدھر ہیں......؟''

''اپنے کمرے میں ہیں......بات کراؤں؟''

''نہیں پہلے میں آپ کے ماما پاپا سے بات کر لوں۔''

''آپ سیل فون پر بات کر لیں۔''

''ہاں یہ ٹھیک ہے۔'' اس نے فون بند کر دیا......پھر کیسے اس نے لاہور کی سیٹ بک کرائی کیسے وہ لاہور پہنچا اور ٹیکسی لے کر سیدھا ہسپتال آیا......اسے پانچ چھ گھنٹے لگ گئے تھے یہاں پہنچنے میں......

اکھڑی سانسوں کے ساتھ وہ ریسپشن پر کھڑا پوچھ رہا تھا۔

''مسٹر معشار کہاں ہیں؟''

''وہ تو آپریشن تھیٹر میں ہیں۔''

''اور ان کے شوہر......؟''

''آپ میجر یاسر کی بات کررہے ہیں؟''

''ہاں......ہاں''

''وہ تو بم بلاسٹ میں شہید ہوگئے ہیں۔''

اس نے جلدی سے ٹیبل کو پکڑلیا...... چند لمحوں کے لیے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

''وہ پارکنگ لاٹ میں کیا کررہے تھے؟''اس نے بچکانہ سوال کیا۔

ریسپشنسٹ حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔

کافی دیر وہ خاموش کھڑا رہا اور حواس بحال ہونے کے بعد دوبارہ اس نے پوچھا،

''معشار کیسی ہیں؟''

''ابھی ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ان کا آپریشن ہورہا ہے۔''

''کس طرف......؟''

''وہ سامنے جاکر رائٹ مڑ جائیں تو ساتھ ہی آپریشن تھیٹر ہے۔''

اس سے چند قدم اٹھانا مشکل ہورہے تھے......وہ چاہ رہا تھا کہ کوئی اسے اٹھا کر معشار کے سامنے لے جائے...... چند قدم اس نے صدیوں میں طے کیے تھے......وہ آپریشن تھیٹر کے باہر ایک کونے میں جاکر زمین پر بیٹھ گیا اور پھر جانے کتنی دیر تک وہ کونے میں بیٹھا رہا اور کب سجدے میں گر گیا کب تک سجدے میں جھکا رہا...... یہ تو اسے معلوم نہیں تھا اور کتنے گھنٹے جھکا رہا اسے نہیں یاد......آس پاس سے گزرتے لوگ اس پر نظر ڈالتے ہوئے گزر جاتے......کسی نے اسے سجدے سے نہیں اٹھایا...... کیوں کہ حادثے کو دس گھنٹے گزر جانے کے بعد بھی افراتفری کا عالم تھا......کوئی بلڈ کے لیے پریشان پھر رہا تھا تو کوئی اپنے پیاروں کی زندگی کی دعا کررہا تھا اس لیے کسی نے اس کی حالت پر زیادہ غور نہیں کیا......وہ بے خودی میں معشار کی زندگی کی دعا کرتا رہا۔

جانے رات کا کون سا پہر تھا......اسے لگا کہ کوئی اس سے کہہ رہا ہے کہ جاؤ معشار سے مل لو......وہ تمہاری خاطر واپس دنیا میں آگئی ہے......اسی لمحے کسی نے اسے کندھے سے ہلا کر اٹھایا۔

''آپ کل شام سے یہاں جھکے ہوئے بیٹھے ہیں......کس کے لیے دعا کررہے ہیں؟''

''کل شام سے......کیا وہ ٹھیک ہے......؟''

''کون......؟'

''سوری......آپ کو کیسے پتہ ہوگا آپ تو خودکسی کی تلاش میں ہوں گے......آپ کا تو......''

''جی میری والدہ بم بلاسٹ میں شدید زخمی ہوئی ہیں مگر اب وہ سنبھل رہی ہیں......خدا کا شکر ہے اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔''

''اللہ کا شکر ہے۔''

وہ اٹھ کر رسپشن پر آ گیا......اس کا دل ایسا مطمئن ہوا کہ ہر طرف خیر ہی خیر نظر آ رہا تھا، دل کو ایسا سکون ملا جیسے بہت بڑے طوفان کے بعد سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے......جیسے تیز آندھی کے بعد فضا ایک دم نکھر جاتی ہے......جیسے کوئی جلتی دوپہر میں سائے کے نیچے آ جاتا ہے......ڈوبتے ہوئے کو کوئی ہاتھ تھام لیتا ہے......ایکسیڈنٹ میں کوئی ہاتھوں میں تھام کر مرنے سے بچا لیتا ہے......دل بار بار گواہی دے رہا تھا کہ معشا رہوش میں آ گئی ہے، اس سے مل لو، وہ بلا رہی ہے اس کا نام لے کر اسے پکار رہی ہے......اتنے میں وہ اٹھا، رسپشن پر پہنچا اور پوچھا۔

''معشار کو کس کمرے میں شفٹ کیا گیا ہے''؟

''روم نمبر ٹو میں شفٹ کر دیا گیا ہے مگر آپ کو کیسے پتہ چلا ہے کہ انھیں روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے......ان کو تو چند منٹ پہلے ہی روم میں شفٹ کیا گیا ہے۔''

''ابھی کچھ دن آنا جانا لگا رہے گا فرصت سے بتاؤں گا بات جلدی ختم ہونے والی نہیں ہے......رات گزر جائے گی سمجھانے میں۔''

''جی ٹھیک ہے......آپ ان سے مل سکتے ہیں۔''

''شکریہ!'' وہ روم نمبر ٹو کی طرف چل پڑا......اسے کوئی جلدی نہیں تھی۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہا تھا......اس کا دل کہتا تھا کہ اب کچھ بھی غلط نہیں ہونے والا......کمرے سے باہر کھڑے ہو کر اس نے ہاتھ سے اپنے بال درست کیے......کپڑوں کو ٹھیک کیا اور پراعتماد طریقے سے کمرے میں داخل ہوا......سامنے معشار آنکھیں بند کیے لیٹی تھی......وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا ہوا بیڈ کے قریب پہنچ گیا......چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر سرگوشی میں پوچھا۔

''کیسی ہیں آپ......؟''

''تم پہنچ گئے......مجھے پتہ چل گیا تھا کہ تم آ گئے ہو۔''

''پہلے اپنے بارے میں بتائیں۔''

''مجھے کسی کی دعاؤں نے بچالیا ہے اور وہ تمہاری ہی دعائیں ہوسکتی ہیں۔''

''شکر ہے! اللہ نے میری دعاؤں کی لاج رکھ لی ہے۔''

''دل سے مانگی دعا......سیدھی اللہ کے دربار میں پہنچتی ہے......اور اسی لمحے قبول بھی ہوجاتی ہے۔''

''ہاں دل سے مانگی دعا تو سیدھی عرش سے سدرۃ المنتہیٰ تک جاتی ہے اور پھر اللہ کو ماننا اور قبول بھی کرنا پڑتا ہے...... اللہ تعالی اپنے بندوں سے بہت پیار کرتا ہے...... میں نے تو زندگی سے یہی سیکھا ہے کہ دعا میں قبولیت ہی قبولیت ہے......عافیت ہی عافیت ہے۔''

''یقین تو پہلے بھی تھا مگر اب تو میں تمہاری مرید ہوگئی ہوں۔''

''مریدنی جی! چھٹی کے دن آپ ہاسپٹل میں کیا کررہی تھیں......اور پھر یاسر بھائی کے ساتھ......''

''ہم تو آپ کو سرپرائز دینے کے چکر میں بتانا نہیں چاہتے تھے کہ اس دن وہ اپنی مصنوعی ٹانگ پر چلنے کی پریکٹس کرنے آئے تھے،......عجیب بات یہ تھی کہ اسی دن انھیں ٹانگ لگ گئی تھی اور وہ اپنی ٹانگوں پر چل کر پارکنگ لاٹ میں جانا چاہ رہے تھے......میں نے ہی انھیں روک دیا تھا......میں زبردستی انھیں ویل چیئر پر بٹھا کر پارکنگ لاٹ میں لے گئی......میں یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ وہ آدھے گھنٹے سے ٹانگوں پر چل رہے ہیں، کہیں زخم نہ ہوجائیں اور پھر شوگر کی وجہ سے زخم بھرنے میں وقت لگتا ہے......تم مل آئے ہو یاسر سے، کیسے ہیں وہ......؟؟؟''

لگتا ہے انھیں معلوم نہیں کہ وہ شہید ہو چکے ہیں...... مجھے بتانا چاہیے کہ نہیں......جانے ان کی ذہنی حالت کیسی ہے، اس لیے وہ کچھ کہہ نہیں سکا۔

''میں ان سے ابھی ملا نہیں ہوں۔''

''چلو ٹھیک ہے دونوں ان سے ملنے چلتے ہیں۔''

''ابھی آپ کو چلنا ہے یا نہیں، ڈاکٹر فیصلہ کرے گا۔''

''میں بالکل ٹھیک ہوں...... مجھے ان سے ملنا ہے جانے کیسی حالت ہو ان کی۔''

''چلتے ہیں...... پہلے ڈاکٹر سے پوچھ لیتے ہیں۔''

''جاؤ! پوچھ کر آؤ۔''

''ڈاکٹر خود ادھر آنے والا ہے۔'' اس نے تسلی دینے کی کوشش کی۔

''چلو یہ ٹھیک ہے...... میں خود ان سے پوچھ لوں گی۔''

''میں تو یہی کہوں گا کہ پہلے آپ مکمل طور پر ٹھیک ہو جائیں پھر ان سے ملیں...... پٹیوں میں لپٹی ان کے سامنے جائیں گی تو وہ پریشان ہو جائیں گے...... چند دنوں بعد آپ کی سب بینڈیج کھل جائیں گی...... تو ان کے سامنے جائیں گی...... ان کو اچھا لگے گا۔''

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا۔''

''ایسا کرتے ہیں...... ڈاکٹر کی رائے لے لیتے ہیں وہ آنے ہی والے ہیں۔''

''یعنی تم مجھے نہیں لے جا رہے ہو......''

''اللہ معاف کرے کتنی بدگمانی ہے آپ کو میرے متعلق...... ایسا تو میں نے نہیں کہا۔''

''پھر کہنا کیا کہہ چاہ رہے ہو سیدھی طرح بتاؤ۔''

''میں کوئی خلائی مخلوق کی زبان نہیں بول رہا...... صرف اتنا کہا ہے کہ ڈاکٹر کی اجازت کے بعد لے چلتا ہوں آپ نے کون سا میرے کندھوں کا سہارا لے کر جانا ہے...... یا میری بانہوں کے سہارے چلنا ہے...... مجھ سے اچھی تو یہ ویل چیئر ہے جس کا سہارا آپ لیں گی۔''

''تمہیں دبئی جا کر باتیں کرنی خوب آ گئی ہیں۔''

''آپ بھول رہی ہیں ہماری پہلی ملاقات...... اسی ہاسپٹل میں ہوئی تھی...... آنکھیں کھولتے ہی کیسے زبان چلنے لگ گئی تھی، دماغ بھی خوب کام کرنے لگا تھا...... وجہ جاننا چاہتی ہیں آپ......''

''وجہ بھی بتا دو تم نے کون سا رک جانا ہے کہہ ہی ڈالو۔''

''یہ جو آنکھوں، دل اور دماغ کا تعلق ہوتا ہے اسے سمجھنا بہت مشکل ہے یہ تینوں خود ہی فیصلہ کرتے ہیں...... کہ کب بولنا ہے...... کتنا بولنا ہے...... کیا بولنا ہے...... میں اپنا ذاتی تجربہ شیئر کر رہا ہوں کہ خوبصورت چہرے آپ کو بولنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔''

''تم مختصر بات نہیں کر سکتے۔''

''مجھے تو لوگ کہتے ہیں کہ میرے منہ میں زبان ہی نہیں ہے...... گھنٹوں محفل میں بیٹھا رہتا ہوں مگر ایک لفظ نہیں بولتا

‘‘ـ

’’میں نے تو تمہیں کبھی خاموش نہیں دیکھا۔‘‘

’’اب کیا بتاؤں...... یہ ایک راز کی بات ہے...... میں نے کبھی کسی کے ساتھ شیئر نہیں کی مگر آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ کا چہرہ دیکھ کر دل کھل اٹھتا ہے، دل شرارتی سا ہو جاتا ہے...... آنکھیں مسکرانے لگتی ہیں اور زبان دل کے قبضے میں آ جاتی ہے...... دل کی باتیں لگتی ہے...... اور باتوں باتوں میں وہ بھی کہہ جاتی ہے جو دنیا داری کے لحاظ سے مناسب نہ ہو۔‘‘

’’ابھی تک ڈاکٹر کیوں نہیں آیا جاؤ جا کر ان کو بلا کر لاؤ...... مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا۔‘‘

’’گویا میں اتنی دیر سے گستاخی معاف...... بھینس کے آگے بین بجا رہا ہوں۔‘‘ اس نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے دبی مسکراہٹ سے کہا۔

’’میں نے برا نہیں مانا کیوں کہ میں بھینس نہیں ہوں۔‘‘

’’سو سویٹ......‘‘

اتنے میں ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوئے۔

’’تھینکس ڈاکٹر صاحب! آپ نہ آتے تو یہ مجھے گولی مار چکی ہوتیں...... یہ اتنے سوال پوچھ رہی تھیں کہ اگر نیلام گھر میں جاتا تو ضرور انعام جیت کر آتا...... میرے پاس ان کے کسی سوال کا جواب نہیں ہے۔‘‘ بابر نے سٹول سے کھڑے ہوتے بولا۔

’’اچھا...... ایسا ہے کیا کہہ رہی تھیں یہ معشار صاحبہ...... اور آپ کے پاس جواب کیوں نہیں تھا...... کیوں معشار؟‘‘

’’ڈاکٹر صاحب! یہ مجھے میجر کے پاس نہیں لے کر جا رہا باتوں سے بہلا رہا ہے۔‘‘

’’کیوں...... بابر کیا مسئلہ ہے؟‘‘

’’آپ نے کہا تھا کہ جب یہ چلنے پھرنے کے قابل ہوں گی تو بھائی کے کمرے میں لے کر جاؤں۔‘‘

’’ڈاکٹر کی ہر بات عمل کرنے کے لیے نہیں ہوتی۔‘‘

’’جی...... ڈاکٹر صاحب! یہ آپ کہہ رہے ہیں؟‘‘ اس نے جی کو لمبا کرتے ہوئے کہا۔

’’معشار! آپ کو یاسر سے ملنا ہے...... آپ کو پہلے میری بات سننی پڑے گی...... بات ذرا لمبی ہے مکمل سننے کے بعد سمجھ آئے گی۔‘‘

''ڈاکٹر صاحب میں بھی سنوں گا۔''

''میں نے تو کوئی پابندی نہیں لگائی......آپ بھی سن لیں۔''

''عجیب بات ہے ڈاکٹر ذیشان! آپ کی خاموشی تو پورے سٹاف میں مشہور ہے......اور آج آپ لمبی بات کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔''

''ابھی میں راؤنڈ پر ہوں......واپسی پر آپ سے بات ہوگی۔'' ڈاکٹر نے فائل واپس ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

معشار اور بابر حیران و پریشان انھیں جاتے ہوئے دیکھتے رہے......اتنے میں معشار پر دوائی کا اثر ہونے لگا اور وہ نیند کی وادی میں کھوگئی۔

....

وہ ڈاکٹر کے پیچھے بھاگا۔

''ڈاکٹر صاحب! میری ایک بات کا جواب دیں۔''

''سن رہا ہوں بولو۔''

''آپ جانتے ہیں کہ یاسر بھائی اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔''

''یہ آپ مجھے بتا رہے ہیں......؟''

''بتا نہیں رہا......سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا ہوں کہ معشار کو کیسے بتایا جائے گا۔''

''جب وقت آئے گا تو بتا دیا جائے گا اور وہ سمجھ بھی جائے گی۔''

''مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ اس کے ذہن پر اثر ہوگا۔''

''بچے! یہ تمہارے سوچنے کی بات نہیں ہے......انسانی ذہن میں اتنی گنجائش اور گہرائی ہوتی ہے کہ ابھی انسان وہاں تک پہنچا ہی نہیں ہے......انسانی ذہن سب برداشت کر جاتا ہے......انسان کی زندگی میں سب سے بڑا دکھ والدین کو کھونا ہوتا ہے...... جب وہ برداشت کر جاتا ہے تو دنیا کا ہر دکھ دل سہہ جاتا ہے......معشار بھی برداشت کر جائے گی۔''

''آپ کہتے ہیں تو مان لیتا ہوں مگر مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔''

''مجھے راؤنڈ مکمل کر لینے دو......واپس آتا ہوں تو ٹی ٹائم میں اس موضوع پر بات کرتے ہیں.....گھر مت جانا۔''

''میں نے گھر کیا جانا ہے......یہی رہوں گا جب تک معشار ٹھیک نہیں ہو جاتی......میں تو معشار کے ساتھ ہی گھر جاؤں گا۔''

''بعد میں بات کرتے ہیں......اب میرے پیچھے مت آنا۔''

''جانتا ہوں آپ کا ایک ایک منٹ بہت قیمتی ہے مگر میری زندگی بھی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔''

''کچھ کچھ سمجھنے لگا ہوں......مگر وہ مان جائے گی اس پر سوچنا پڑے گا۔''

''میں اب سوچنے سمجھنے سے آگے نکل گیا ہوں۔''

''گویا پہلے تمہارا علاج کرنا پڑے گا......چلو میرے کمرے میں جا کر انتظار کرو......آتا ہوں۔''

....

''معشار یاد ہے آپ کو جب بلاسٹ ہوا تھا......؟''ڈاکٹر نے فائل پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔

''یہ بھولنے والا واقعہ نہیں ہے......سوچتی رہتی ہوں کہ میں زندہ کیسے بچ گئی تھی۔''

''اور دھماکے والی جگہ سے آپ کتنی دور تھیں؟''

''میں پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف جا رہی تھی، تقریباً پہنچ گئی تھی اور دروازے کو چابی سے کھول رہی تھی کہ اچانک دھماکہ ہو گیا۔''

''اور میجر صاحب کہاں کھڑے تھے؟''ڈاکٹر نے اچانک ہی پوچھ لیا۔

''وہ......وہ......او مائی گاڈ......او مائی گاڈ......'' معشار کی آنکھوں کے سامنے سارا منظر گھوم گیا۔ کیوں کہ اس نے یاسر کی ویل چیئر وہاں کھڑی کی تھی جہاں گاربیج بن رکھے تھے اور دھماکہ خیز مواد بھی اسی میں سے کسی کے اندر رکھا گیا تھا......وہ خود گاڑی لینے کے لیے پارکنگ کی طرف چلی گئی تھی......اس طرح وہ دھماکہ والی جگہ سے کچھ فاصلے پر تھی اس لیے بچ گئی......مگر یاسر تو تین چار فٹ کے فاصلے پر تھے......اسے یاد آ گیا کہ یاسر کی چیئر کئی فٹ اونچی ہوا میں اڑی تھی اور اس کے بعد اسے بھی ہوش نہیں رہا۔

''کاش یاسر کو بھی ساتھ ہی لے لیتی کیوں وہاں چھوڑ دیا تھا......؟؟''

''جانے والے کے لیے لاکھ حفاظتی بند باندھے گئے ہوں......اس نے جانا ہی ہوتا ہے اس کا سفر اتنا ہی لکھا ہوتا ہے

......جواس نے گزارلیا ہوتا ہے......انسان لاکھ ترقی کرلے، آسمان کو چھولے مگر موت کو نہیں روک سکتا نہ روک سکے گا ......اللہ تعالی نے ہمیں اتنی ہی قدرت دی ہے کہ ایک ٹانگ اٹھالیں دوسری اٹھانے کی طاقت نہیں ہے......یہی قسمت ہے......یہی نصیب ہے......یہی مقدر ہے کچھ نام دے لو انسان بہت خودمختار ہونے کے باوجود محتاج ہے مقدر کا......جو لکھ دیا گیا ہے وہی ہو کر رہتا ہے۔''

''میں دور جانے کی وجہ سے بچ گئی تھی تو وہ بھی بچ جاتے۔''

''نہیں......ان کا دنیا میں رہنے کا وقت ختم ہو گیا تھا اس لیے انھوں نے جانا ہی تھا۔''

''مجھے ان کی بہت ضرورت تھی......''

''انسان کی ضرورتیں کبھی ختم نہیں ہوتی، یہ ضرورتیں آنے والے پوری کرتے ہیں'

'ان کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔''

''کوئی کسی کی جگہ نہیں لیتا...... ہر ایک کا مقام اپنا ہوتا ہے۔''

''میں ان کو پانے کے بعد بہت پرسکون ہو گئی تھی۔''

''اسی کو دنیا کہتے ہیں اور دنیا میں زندگی گزرانے کے لیے ایک دوسرے کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے......زندہ لوگوں کو زندہ لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے......دنیا سے جانے والوں کی کیا ضرورتیں ہوتی ہیں یہ تو وہیں جا کر پتہ چلے گا۔''

''ڈاکٹر صاحب! جانے والے تو چلے جاتے ہیں مگر پیچھے رہ جانے والے تو یہی سوچتے رہتے ہیں کہ جدائی کیوں ہوئی ......کہاں کمی رہ گئی تھی محبت میں......وفا میں......خدمت میں......مدت گزر جاتی ہے مگر ان سوالوں کے جواب نہیں ملتے۔''معشار نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مانتا ہوں! دکھ تو بہت گہرا ہے......بھرنے میں وقت بھی لگے گا مگر بھر ہی جائے گا......دنیا اسی کا نام ہے آنا جانا لگا رہتا ہے......آنے والے اپنی مرضی سے نہیں آتے اور نہ اپنی مرضی سے جاتے ہیں......بس بلاوا آجاتا ہے اور چلے جاتے ہیں۔''

''اور پیچھے رہ جانے والے کیا کریں...... مجھے نہیں لگتا کہ اس بار یہ دکھ سہہ سکوں گی۔''

''اپنے آس پاس نظریں ڈالو تو آپ کو احساس ہو گا کہ بہت چاہنے والے ہیں آپ کے اردگرد......ان کو آپ کی

ضرورت ہے۔''

''ابھی تو اپنے آس پاس کے لوگوں کا خیال ذہن میں نہیں آ رہا ہے......صرف یاسر کا خیال آ رہا ہے ان کا مسکراتا چہرہ آنکھوں کے سامنے ہے۔''

''میں کیسے بھول سکتا ہوں کہ جب انھوں نے مصنوعی ٹانگوں پر پہلے چند قدم اٹھائے تھے......ان کے چہرے کے پھیلی خوشی ہر کسی نے محسوس کی تھی۔'' ڈاکٹر نے دبی آواز میں کہا

معشار نے آنکھیں بند کر لیں اس کا سارا چہرہ آنسوؤں سے بھر گیا......ڈاکٹر کی آنکھیں بھی بھر آگئیں اور وہ کمرے سے باہر نکل گئے تاکہ اندر کا دکھ آنسوؤں میں بہہ جائے۔

....

''تم کیا روز منہ اٹھا کر ہاسپٹل آ جاتے ہو؟''

''منہ تو ساتھ ہی لانا پڑتا ہے......منہ کے بغیر کیسے آ سکتا ہوں۔'

''صبح صبح جاگنا اور پھر خوب تیار ہونا......گھنٹہ تو تیاری میں لگ جاتا ہوگا اور جانا کہاں...... ہاسپٹل میں......''

''ہاسپٹل آنے کے لیے اتنی تیاری......، ماننے والی بات تو نہیں۔''

''ہاسپٹل آنے کے لیے اتنا کون تیار ہوتا ہے......میں تو جس سے ملنے کے لیے آتا ہوں اس کے لیے اتنی تیاری کرتا ہوں...... مجھے دنیاداری سے کیا مطلب......ہم تو دل ہارے بیٹھے ہیں، دل کے کہے پر چلتے ہیں، ایک بار دل ہاتھوں سے نکل جائے تو کب دل کسی کی سنتا ہے۔''

''دل کے کہے پر چلنے والے ہمیشہ برباد ہی ہوتے ہیں۔''

''اس بربادی میں بھی ایک لطف ہے۔''

''آگ لگے اس دل لگی کو......، یہ دل لگی کہیں کی نہیں رہنے دیتی۔''

''دل قابو میں نہیں رہتا اس دل لگی میں...... مانتا ہوں مگر زندگی کا مزا اسی دل لگی میں ہے۔''

''مجھے اس دل لگی نے دوبار برباد کیا ہے۔''

''میرا خیال ہے کہ تیسری بار ایسا نہیں ہوگا۔''

''تم کیسے کہہ سکتے ہو؟''

''آپ کے تجربے نے مجھے سمجھایا ہے۔''

''تجربہ میرا اور سیکھ تم رہے ہو...... عجیب منطق ہے تمہاری۔''

''عقل مند لوگ دوسروں کے تجربے سے بھی سیکھ لیتے ہیں...... خیر اب گھر جانے تیاری کریں...... آپ سے ہاسپٹل والے تنگ آ گئے ہیں، ان کا خیال ہے کہ اب آپ کو یہاں سے چلے جانا چاہیے۔''

''میں کون سا ہنسی خوشی رہ رہی ہوں...... میں تو کب کی یہاں سے چلی گئی ہوتی...... اگر میرے بس میں ہوتا۔''

''یہی تو آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ اپنے بس میں کچھ نہیں ہوتا...... زندگی میں چند لمحے اپنے اختیار میں آ جائیں تو ان لمحوں کو اپنی مرضی سے گزار لینا چاہیے...... میں روز تیار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں اور یہی چند ایک لمحے زندگی اور وقت کی قید سے آزاد ہوتے ہیں جو ہم اپنی مرضی سے گزار لیتے ہیں۔''

''مجھے ایسی مشکل باتیں سمجھ نہیں آتیں۔''

''نہ آئیں مجھے تو خوب سمجھ آتی ہیں...... آپ کو بھی سمجھ آنے لگیں گی...... ذرا دل لگا کر تو دیکھیں۔''

''تمہاری عمر میں ایسی باتیں اچھی بھی لگتی ہیں اور سمجھ میں بھی آتی ہیں مگر میری عمر میں ایسی باتیں بچکانہ لگتی ہیں۔''

''آپ میرے جذبات کی توہین کر رہی ہیں۔''

''توہین نہیں حقیقت بتا رہی ہوں...... عمر کا فرق زندگی بھر ساتھ رہتا ہے۔''

''اپنی اپنی سوچ ہے...... ہر کوئی آپ کی طرح نہیں سوچتا۔''

''سوچنا کبھی تنہائی میں بیٹھ کر۔''

''آپ بھی کمال کرتی ہیں...... اگر تنہائی میسر آ بھی جائے تو ملن، سنگم، بادل، برسات، بارش، راہ چلتے ملاقاتیں...... ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر چلنا...... ختم نہ ہونے والی باتیں...... سمجھ نہ آنے والی چاہتیں...... تھوڑا سا لیٹ ہونے پر وضاحتیں...... ایسے سوچتا ہوں میں......''

''پتہ نہیں کیا بولتے رہتے ہو...... زندگی میں ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا۔''

''ہوتا...... ہے میں آپ کو دکھاؤں گا ایک بار ساتھ چلنے کا وعدہ تو کریں۔''

''ابھی گھر چلتے ہیں۔''

''میں جو اتنی دیر سے بول رہا ہوں...... مطلب اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔''

''مجھے اثر نہیں لینا۔''

''جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اب آپ کو ماننا پڑے گا......اور اب میں آپ سے اجازت نہیں مانگوں گا......وہی کچھ کروں گا جو میرا دل چاہے گا۔''

''پہلے کب کسی کی سنی ہے تم نے......مرد وہی کچھ کرتے ہیں جو ان کا دل چاہتا ہے......بس عورت کو یہ معاشرہ اتنی زیادہ ڈھیل نہیں دیتا۔''

''معاشرے سے کون اجازت مانگ رہا ہے......ہمیں صرف آپ کی اجازت چاہیے۔''

''تم اپنے دل کی بات مان سکتے ہو......مگر میرے ذکر کے بغیر۔''

''میری زندگی آپ کے بغیر کبھی مکمل ہوئی ہی نہیں۔''

''تمہیں جگ ہنسائی سے ڈر نہیں لگتا''

''اکیسویں صدی میں جگ ہنسائی کا لفظ ڈیلیٹ ہو چکا ہے......اب شاعری میں یا کسی کہانی میں مل سکتا ہے۔''

''لفظوں کا ہیر پھیر کوئی تم سے سیکھے۔''

''آپ موقع دیں تو آپ کو بھی سکھا دوں گا۔''

'کلیرنس کرالی ہے یہاں سے جانے کی؟''

''بات گول کر جانا بھی کوئی آپ سے سیکھے......جی حضور سب کچھ کلیر ہو گیا ہے اور یہ آپ کا نیا ڈریس ہے، پہن کر تیار ہو جائیں۔''

''گھر جا رہے ہیں اتنا تیار ہونے کی کیا ضرورت ہے۔''

''اس لیے تو کہہ رہا ہوں کہ گھر جا رہی ہیں، تیار ہو کر جانا ہو گا۔''

''مجھے اب کس لیے تیار ہونا ہے۔''

'آپ پنک کلر میں کسی اور دنیا کی مخلوق لگتی ہیں......جیسے جنت سے آئی ہوئی کوئی پری......''

''مت بناؤ مجھے۔''

''آپ کو بنانے کی کیا ضرورت ہے آپ تو بنی بنائی ہیں......فوری طور پر کپڑے چینج کریں، بحث میں آپ مجھ سے جیت نہیں سکتی......صبح سے شام ہو جائے گی مگر آپ جیت نہیں سکیں گی۔''

''مجھے تم سے مقابلہ نہیں کرنا۔''

''کبھی کوشش بھی نہ کرنا، مشورہ ہے ایک...... کہ جب ہم کسی سے جیت نہ سکیں تو اس کی مان لینی چاہیے۔''

''تم آگ سے کھیلنے کی کوشش کر رہے ہو۔''

''محبت میں اگر جلنا نہ ہو تو زندگی کا مزہ کیا...... محبت کر کے دیکھو اور محبت میں جلنے کی جو ٹھنڈک ہے وہ صرف محسوس کی جا سکتی ہے الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی...... رات بھر جاگ کر انتظار میں جو لطف ہے اس کا کیا بتانا...... زندگی کا دوسرا نام محبت ہے...... یہ دنیا اور زندگی صرف محبت کے لیے بنائی گئی ہے۔''

''محبت کے مارے ہوئے مجنوں ہوش میں آؤ...... اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا۔''

''یہی تو بتا رہا ہوں کہ محبت کے علاوہ زندگی میں دکھ ہی دکھ ہیں...... محبت میں سکھ ہی سکھ ہیں۔''

''بھئی، تم جیتے میں ہاری...... اب کمرے سے باہر نکلو...... تمہارے لائے کپڑے پہن کر تیار ہوتی ہوں۔''

جب وہ پنک کلر لباس پہن کر باہر نکلی تو وہ دیکھتا رہ گیا۔

''کچھ کلرز بنے ہی چند لوگوں کے لیے ہوتے ہیں۔''

''کوئی ڈائیلاگ نہیں، خاموش رہو۔''

''کچھ نہیں بولوں گا صرف دیکھوں گا۔''

....

''ماما! آپ نے بابا چاچو کو دبئی نہیں جانے دینا...... اب وہ ہمارے ساتھ ہی رہیں گے۔'' دونوں بیٹیوں نے کمرے میں آ کر کہا تو معشار حیران ہو کر دیکھنے لگی۔ سارا شہر ہی اسے بابر کا پرپوزل ماننے کے لیے کہہ رہا تھا اور تو اور بیٹیاں بھی اب اتنی بڑی ہو گئی تھیں کہ مشورہ دے رہی ہیں۔

''آپ کو بابر چاچو نے کہا ہو گا؟''

''انھوں نے ایسی کبھی بات نہیں کی...... ہم خود سوچ کر کہہ رہی ہیں...... ہمیں بابا چاچو اچھے لگتے ہیں۔''

''کتنی بار سمجھایا ہے کہ وہ بابر چاچو ہیں...... بابا چاچو نہیں۔''

''وہی ہم کہہ رہے ہیں آپ ان کو روکیں اب ہمارے ساتھ رہیں گے۔''

''بیٹا! ان کی جاب دبئی میں ہے، انھیں جانا تو ہے نا...... وہ ملنے آتے رہتے ہیں۔''

''نہیں ماما! اب ہم ایک فیملی کی طرح رہیں گے، آپ ہمارے لیے ناشتہ بنائیں گی اور بابا چاچو ہمیں سکول چھوڑنے جایا کریں گے...... ہمارے سکول جانے کے بعد وہ اپنے آفس جایا کریں گے اور شام کو ہم سب مل کر اکٹھے کھانا کھایا کریں گے......اور ویک اینڈ پر پکنک پر جایا کریں گے، جیسے کرن لوگ جاتے ہیں، جیسے نادیہ کے گھر والے اکٹھے رہتے ہیں۔''

وہ سوچنے لگ گئی کہ بچے نارمل زندگی چاہتے ہیں جیسے والدین مل جل کر ہنسی خوشی رہتے ہیں۔ بروکن فیملی کے بچے بہت ڈسٹرب ہوتے ہیں۔ والدین کے لڑائی جھگڑے، علیحدگی یا طلاق بچوں پر نفسیاتی اثر ڈالتی ہے۔ وہ جانتی تھی کہ بچے بابر سے بہت محبت کرتے ہیں اور بابر بھی ان کے ساتھ بہت وقت گزارتا ہے، ان کا خیال رکھتا ہے ، ان کو وقت دیتا ہے...... چاہے وہ دبئی میں ہو یا گھر پر ہو بچوں کے ساتھ ان ٹچ رہتا ہے......ان کے ساتھ ایسے باتیں کرتا ہے جیسے وہ خود بھی ایک بچہ ہے اور ان تمام مسائل سے آگاہ ہے جو بچوں کو فیس کرنے پڑتے ہیں۔''

''ماما! آپ کیا سوچنے لگ گئی ہیں، ہم نے کوئی مشکل کام تو نہیں کہا......اتنی سی بات ہے کہ آپ بابا چاچو سے کہیں کہ اب وہ دبئی نہ جائیں۔''

''اچھا ٹھیک ہے!......میں بات کروں گی۔''

''وعدہ......''

''وعدہ......لیکن آپ ان سے کوئی بات نہیں کریں گی......میں خود کوئی مناسب موقع دیکھ کر بات کروں گی۔''

''ٹھیک ہے ماما! ہم کوئی بات نہیں کریں گے۔''

....

''میں سوچ رہا تھا کہ اس جمعے کو مناسب رہے گا۔'' اس نے کیاری میں پودا لگاتی معشار سے کہا اور معشار بھی سمجھ گئی کہ اس کی عدت کی مدت گزرے ایک ہفتہ ہو گیا تھا اور وہ نکاح کے لیے کہہ رہا ہے۔

''سادگی سے سب کچھ ہو گا...... چند ایک جاننے والوں کو بلا لینا۔''

''سادگی اچھی چیز ہے مگر زندگی میں جو کام صرف ایک بار ہونا ہو......اسے دھوم دھام سے مناتے ہیں...... ہر رسم کروں گا مانتا ہوں ان رسموں کا تعلق ہمارے مذہب سے نہیں ہے مگر ہمارے کلچر کا حصہ تو ہے نا......مہندی بھی ہو گی مایوں بھی، اور آپ پیلا سوٹ پہنیں گی۔''

''اور پھر آپ کو آٹھ دس دن کے لیے اس گھر سے جانا ہوگا اور میں پردے میں رہوں گی۔''

''ایسے کیسے ہوسکتا ہے میں نکاح پہلے کرلوں اور مجھے مذہبی اور قانونی حق مل جائے گا، پھر کون مجھے روک سکتا ہے۔''

''مایوں کی رسم ہی پردے کے لیے بنائی گئی ہے کہ دلھن پردے میں چلی جاتی ہے......اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔''

''گولی مارو اس رسم کو......میں آپ کو دیکھے بنا ایک پل نہیں گزار سکتا......آپ اٹھ دس دن کی بات کر رہی ہیں...... پتہ چلے کہ ہم جان سے چلے گئے ہیں رسم مناتے مناتے۔''

''اللہ نہ کرے......منہ میں آئی ہر بات کہہ نہیں دینی چاہیے۔''

''برا لگا......؟''اس نے بہت قریب آ کر پوچھا......اسے اتنا قریب پا کر کچھ نہ بول سکی مگر وہ اس کے چہرے پر پھیلے قوس و قزح کے رنگ دیکھ کر حیران رہ گیا......دونوں ہی خاموش ہو گئے۔

''قدرت کے رنگوں میں کتنا حسن ہے......آج دیکھا ہے اور محسوس کیا بھی ہے۔'' بابر نے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر کہا۔

وہ ایک لفظ بھی نہ بول سکی نہ اس سے آنکھیں ملا سکی اور تو اور وہ نظریں بھی نہ اٹھا سکی۔

''مجھے اپنی پسند پر بہت پیار آ رہا ہے......آپ جانتی ہی نہیں کہ خدا نے آپ کو کتنا حسیں بنایا ہے......اگر کبھی خود کو دیکھنا چاہو کہ آپ کس قدر خوبصورت ہیں تو میری آنکھوں میں جھانک لینا۔''

اب وہ کیا بولتی اس سے تو اپنی نظریں نہیں اٹھ رہی تھیں۔

''میں تو پاگل ہو جاؤں گا جب مجھے اس حسن پر مکمل اختیار مل جائے گا۔''

اس سے کوئی بات نہیں ہو رہی تھی۔

''میرا آپ کو ستانے کا کوئی رادہ نہیں تھا......بس بات سے بات چل نکلی تھی کہ مجھے قوس و قزح دیکھنے کو مل گئی......لو کانوں کو ہاتھ لگا تا ہوں کہ دوبارہ آپ کو سرعام تنگ کروں گا......موقع محل دیکھ کر تنگ کیا کروں گا......ہاں تو بات ہو رہی تھی کہ کون سی رسم منائی جائے اور کون سی نہیں......میرا خیال ہے کہ صرف مہندی کی رسم ٹھیک ہے، جس میں ہم دونوں ایک ساتھ تو ہوں گے۔''

''اچھا نہیں لگے گا۔''

''کیا اچھا نہیں لگے گا......؟''

''پیلے سوٹ میں سٹیج پر بیٹھی۔''

''ظاہر ہے ان کو اچھا نہیں لگے گا جو آپ سے جیلس ہوں گے......کس میں اتنی ہمت ہوگی کہ آپ کے حسن کی تاب لا سکے۔''

''ایسا بھی کیا۔''

''ایسا ہی ہے کہ ایک بھی لڑکی ایسی نہیں ہوگی کہ جو آپ کے برابر ہو۔''

''اب شادی کا جوڑا بہت شوخ نہیں ہونا چاہیے میری عمر دیکھ کر......''

''دوبارہ عمر کا ذکر ہماری زندگی میں نہیں ہونا چاہیے ورنہ بہت لڑائی ہوگی۔''

''میرا مطلب ہے کہ سرخ رنگ کا نہیں ہونا چاہیے۔''

''سرخ نہیں ہوگا وعدہ رہا......مگر میں اکیلے خریدنے جاؤں گا۔''

''زیادہ کام والا بھی نہیں ہونا چاہیے۔''

''شادی کی تمام تیاریاں میں خود کروں گا۔ آپ کا مشورہ نہیں مانا جائے گا......ہاں شادی کے بعد اکثر آپ کی بات مان لی جائے گی مگر ابھی نہیں......ابھی میں دماغ سے سوچنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ صرف دل کی سن رہا ہوں۔''

''تم اتنے دیوانے ہوگئے......یقین نہیں آرہا ہے۔''

''میں تو پہلے دن سے دیوانہ ہوگیا تھا مگر آپ نے میری دیوانگی پر کبھی یقین کیا ہی نہیں......اور آج کل تو مجھے خود اپنی ہوش نہیں ہے، ایک ایسی ٹرانس کی کیفیت، ایسی نشے جیسی حالت پہلے کبھی ہوئی نہیں ہے......کیسے بتاؤں کہ نشے میں انسان سوچنے سمجھنے کی طاقت سے محروم ہوجاتا ہے......محبت کا نشہ چڑھا ہے تو پتہ چلا ہے کہ محبت میں مبتلا شخص سوچنے سے آزاد ہوجاتا ہے اور آزادی کا مزہ آزاد لوگ ہی جانتے ہیں۔''

''جانے کیا بولتے جا رہے ہو۔''

''یہی تو سمجھا رہا ہوں کہ آج کل میری کسی بات کو دل پر مت لینا......ایسی کیفیت پہلے کب ہوئی ہے اور دوبارہ ہوگی یا نہیں کچھ کہہ نہیں سکتا......اور آپ جانتی ہیں کہ پاگل شخص پر تو کوئی قانون بھی نافذ نہیں ہوتا۔''

''میرا خیال ہے کہ اس پاگل پن کو کچھ دیر کے لیے پرے رکھ دو کوئی کام کی بات کر لیتے ہیں۔''

''کام کی باتوں کے لیے زندگی پڑی ہے کسی پہ مرنے کے یہی چند دن ہیں......ہم پاگل لوگوں کو مت چھیڑو۔''

''بیٹھے رہو مجنوں بن کر...... جب ہوش آئے تو بتا دینا، مجھے تو ہزاروں کام ہیں۔''

''آپ جا کر دنیا داری کریں......ہم تو محبت کر بیٹھے ہیں ہمیں شوق دیدار کے علاوہ آج کل کوئی کام نہیں ہے۔'' وہ اسے جاتا دیکھتا رہا۔ وہ مسکراتی ہوئی گھر کے اندر چلی گئی۔

....

اس نے شہر کے سب سے مہنگے بیوٹی پارلر سے ٹائم لیا اور مہنگی ترین بوتیک سے اس کے لیے شادی کا جوڑا تیار کروایا......اس نے پنک کلر کے تین چار شیڈز کے پیور شیفون میں فل لینتھ ڈریس تیار کروایا تھا......اس نے اپنی پسند کے تمام کلرز شامل کیے تھے مگر تمام شیڈز پنک رنگ کے تھے۔

''سر! آپ کی دلھن بہت پردے میں رہتی ہیں......ایک بار بھی اپنا سوٹ ٹرائی کرنے نہیں آئیں۔''

''میں ان کو دکھانا ہی نہیں چاہتا......انھیں سرپرائز دینا چاہتا ہوں وہ صرف شادی کے دن دیکھیں گی......اس سے پہلے نہیں۔''

''کیوں سر ایسا بھی کیا۔ اگر سائز درست نہ ہوا تو......''

''میں نے تین مختلف بوتیک سے ڈریس تیار کروائے ہیں......اس لیے فکر کی کوئی بات نہیں......اور مجھے یقین ہے کہ تینوں ڈریس اسے پورے آجائیں گے......ویسے تو وہ کچھ بھی پہن لے سج جاتا ہے مگر ان ڈریسز میں وہ پری لگے گی یا اس سے زیادہ حسین......کچھ کہہ نہیں سکتا۔''

''سر پھر تو ان سے ملنا پڑے گا۔''

''ہاں ہاں شادی پر ضرور آنا......بھولنا نہیں۔''

''کیسے بھول سکتی ہوں اتنے اہتمام سے آج تک کسی لڑکے نے اپنی دلھن کے لیے ڈریس تیار نہیں کرایا......میں تو صرف انھیں دیکھنے آؤں گی۔''

''مایوسی نہیں ہوگی اسے دیکھ کر......بہت اچھا لگے گا آپ کو ان سے مل کر۔''

''ضرور سر! وہ خوش قسمت ہی ہوگی جس کے لیے اتنا اہتمام ہو رہا ہے۔''

''کون جانے کون خوش قسمت ہے......خیر اب میں جا رہا ہوں اور ڈریسز وقت پر مل جانے چاہئیں۔''

''کیسے نہیں ملیں گے آپ بے فکر ہو کر جائیں......میں اپنی نگرانی میں تیار کراؤں گی۔''

....

جب بابر نے خود کو آئینے میں دیکھا تو اسے اپنا آپ بہت اچھا لگا۔اس نے ڈارک گرے کلر کا ڈیزائنر سوٹ پہنا تھا جو اس نے دبئ سے خریدا تھا۔ یہ کلر اس نے کبھی نہیں پہنا تھا۔اس نے سوچ رکھا تھا اگر معشار اس کے نصیب میں ہوئی تو پہنوں گا ورنہ ایسے ہی پڑا رہے گا اور آج وہ دن آ ہی گیا تھا وہ معشار کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ تیار ہو کر کیسی لگے گی......کیا میں اس کے حسن کی تاب لا سکوں گا......اسے ایک گھنٹہ پہلے ہی پارلر میں ڈراپ کیا تھا......اب اسے بے چینی سی لگی تھی کہ وہ کب تیار ہو گی اور کب اسے فون کرے گی کہ وہ اسے لینے آ جائے ......اس سے انتظار نہیں ہو رہا تھا......ضروری نہیں اس کا فون آئے تو جاؤں، پہلے ہی چلے جاتا ہوں......گیٹ سے چل کر وہ کیسے میری طرف آتی ہے، تیار ہو کر وہ کیسی لگے گی......وہ یہی سوچتا ہوا پارلر کے باہر اس کے بلانے سے پہلے ہی پہنچ گیا......اب اس کی آنکھیں گیٹ پر لگی تھیں کہ کب وہ باہر آئے اور کب اس کی جھلک دیکھے، جبکہ وہ جانتا تھا کہ پہلے وہ فون کرے گی......اس سے نہ رہا گیا تو اس نے اسے مسیج کر دیا۔

''حور کب آسمان سے زمین پر قدم رکھے گی؟''

''اگر وہ حور تھی تو اسے کیوں پارلر بھیجا؟''

''مجھے بھی تیار ہونا تھا......اس کے سامنے تیار نہیں ہو سکتا تھا۔''

''ابھی سے بیوی سے ڈرنے لگے تو باقی زندگی کیسے گزرے گی......''

''محبت میں زندگی گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا......ویسے آپ کو سجنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔''

''یہی بات مجھے پارلر والی بار بار کہہ رہی ہے دس بار بیس لگا چکی ہے مگر وہ مطمئن نہیں ہو رہی۔''

''کیا ابھی آپ تیار نہیں ہوئیں؟''

''بالکل بھی نہیں......اس کا کوئی موڈ نہیں ہے مجھے تیار کرنے کا۔''

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے، میں نے اس پارلر کے بہت اچھے ویوز پڑھے ہیں...... یہ دلھن بناتی ہیں، بھوت نہیں۔''

''ہاہاہا......لو پھر بھوت باہر آ رہا ہے فوراً پہنچ جاؤ۔''

''ہم تو کب سے نگاہیں بچھائے بیٹھے ہیں۔''

''ریلی......تم آ گئے ہو؟''

''میں گیا ہی کب تھا۔''

''سوری یار! تمہیں انتظار کرنا پڑا، گاڑی گیٹ تک لے آؤ......اتنے بھاری ڈریس میں دو قدم اٹھانے مشکل ہو رہے ہیں۔''

''ویسے ڈریس کیسا لگا......؟''

''یہ تو تم بتاؤ گے۔''

''باہر آؤ تو بتاتا ہوں۔''

''آ رہی ہوں۔''

''گاڑی اور ڈرائیور گیٹ پر ہی ہیں۔''

اس نے فون بند کیا اور باہر گیٹ پر آ گئی۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ دنگ رہ گے اور چند لمحوں کے لیے کچھ بولنا بھول گئے......پھر بابر نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے سیڑھیاں اترنے میں مدد دی۔

''آج ہم دونوں کو کچھ دیر کے لیے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جانا چاہیئے ورنہ کسی کی نظر لگ جائے......کیا کہا جا سکتا ہے۔''

وہ کیا بولتی وہ تو اسے دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

''میں تو آپ کو نظر بھر کے دیکھنا چاہتا ہوں اس لیے دیکھ رہا ہوں۔''

مگر وہ نگاہیں جھکائے کھڑی رہی۔

''دل چاہتا ہے کہ نظروں میں بھر لوں اور آپ کو سر سے پاؤں تک زندگی بھر کے لیے آنکھوں کے راستے دل میں اتار لوں......جب دیکھنے کو دل چاہے تو آنکھیں بند کروں اور دیکھ لوں۔'' اس نے بہت قریب آ کر کہا تو معشار نے اس کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کی......اب اسے اپنا وجود سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھول چکا تھا، وہ بیٹھنے لگی تو اس نے کہا۔

''ایک سیلفی نہ بنا لی جائے۔''

وہ بیٹھتے بیٹھتے رک گئی۔

''خاموش کیوں ہیں بولیں نا کچھ۔''

اس نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس نے محسوس کیا جیسے وہ کہہ رہی ہے۔

''آج بولنے کا دن نہیں ہے صرف محسوس کرنے کا دن ہے۔''

''سچ آپ بھی وہ سب کچھ محسوس کر رہی ہیں جو میں کر رہا ہوں۔''

وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

بابر نے گاڑی میں بیٹھ کر سب سے پہلے جیولری بکس سے ٹیکہ نکال کر اس کے سامنے کر دیا۔

''دیکھو میں آپ کو ابھی دیکھ رہا ہوں تو منہ دکھائی بھی تو ابھی بنتی ہے......اور پھر آپ سوچ رہی ہوں گی کہ اتنی بھاری جیولری میں ٹیکہ خریدنا بھول گیا ہوں......دراصل میں اپنے ہاتھوں سے آپ کے ماتھے پر سجانا چاہتا تھا۔''

''عجیب انوکھا سا شخص ہے......کسی نے ایسا تحفہ منہ دکھائی میں دیا ہوگا......میں تو یہی سمجھی بیٹھی تھی کہ یہ جیولری خریدتے ہوئے جھومر یا ٹیکہ خریدنا بھول گیا ہے۔'' وہ خیالوں میں تھی۔

وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔

''آپ یہ نہ سمجھیں کہ مجھے لگانا نہیں آتا......میں نے یوٹیوب سے ویڈیو دیکھ کر پریکٹس کر لی تھی۔'' اس نے بہت آسانی سے بالوں میں سجا دیا۔ وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''بچکانہ حرکت لگی ہے نا میری۔'' وہ تھوڑا سا شرمندہ ہو رہا تھا۔

''نہیں......'' ایسا تو میں نے نہیں کہا۔

''تو پھر اچھا لگا میرا یہ تحفہ......'' اس نے ذرا قریب آ کر پوچھا۔

وہ شرماتی رہی۔

''میں ایک سیلفی بنانا چاہتا ہوں اجازت ہے؟'' بابر نے اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

اس نے لمحے بھر کے لیے اسے دیکھا تو وہ اسے بہت بھرپور انداز میں دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں جھک گئیں تو تصویر بن گئی۔

''دیکھتے ہیں ہیں کیسی بنی ہے ورنہ ایک اور بنالیں گے۔''

''اف! مائی گاڈ......ہم دونوں کتنے اچھے لگ رہے ہیں، دنیا کی سب سے خوبصورت سیلفی ہے......میرا آپ کو دیکھنا

اور آپ کا نظریں جھکانا...... کیا حسین منظر ہے، آپ بھی دیکھیں......'' اس نے فون اس کے سامنے کر دیا۔ وہ بھی خود کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

''جیلس ہو رہی ہیں نا اس تصویر والی لڑکی سے۔''

وہ مسکراتی رہی۔

'' لگتا ہے کہ آپ نے آج نہ بولنے کی قسم کھا رکھی ہے......ٹھیک ہے آپ کا مسکرانا بھی کسی قیامت سے کم نہیں ہے ......اب ہمیں چلنا چاہیے۔ مہمان انتظار کر رہے ہوں گے......ہم ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہال میں داخل ہوں گے۔''

''نہیں......''

'' کیا......نہیں......میں سمجھا نہیں۔''

''میں سٹیج پر نہیں بیٹھوں گی۔''

'' کیوں......میں بھی آپ کے ساتھ ہی ہوں گا۔''

''سب لوگ ہمیں مسلسل دیکھ رہے ہوں گے۔''

'' آپ کو دیکھے بنا کوئی رہ بھی نہیں سکے گا۔''

'' دیکھنے پر پابندی نہیں ہے، مگر مسلسل دیکھنے پر مجھے کوفت ہوگی۔''

''چلو ایسا کرتے ہیں کہ ہم ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باری باری سب سے خود مل لیں گے۔''

''ہاں یہ ٹھیک ہے مگر ہاتھ پکڑ کر نہیں۔''

''واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آج کے دن ہم ہاتھ نہ پکڑیں......میں یہ ہاتھ ہمیشہ کے لیے پکڑ رہا ہوں۔''

''تم ضد بہت کرتے ہو۔''

''ضد نہ کرتا تو آج آپ میری نہ ہوتی......میری ضد نے آپ کو میرا مقدر بنایا ہے۔''

''تم جیتے میں ہاری......''

''میری محبت آپ کو کبھی ہارنے نہیں دے گی......یقین کر لیں۔''

''یقین نہ ہوتا تو آج اس قدر سج کر تمہارے پہلو میں نہ بیٹھی ہوتی۔''

''بندہ زندگی بھر آپ کا غلام بنا رہے گا۔''

تمام راستے بابر نے ایک ہاتھ سے سٹیرنگ پکڑ کر گاڑی چلائی اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑے رکھا ......اس نے ایک دوبار ہاتھ پیچھے کرنے کی کوشش بھی کی مگر اس نے اور مضبوطی سے پکڑ لیا......اور جب وہ ہال کے سامنے گاڑی سے اتر کر گیلری میں پہنچے تو ڈاکٹر صاحب نے ان کا استقبال کیا......ان کے گلے میں گلاب کے ہار ڈالے......اس کی کولیگیز نے ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں اور پھر پورا ہال مبارک باد کے شور سے گونج اٹھا...... ہر کوئی ان کو دیکھ کر ماشاءاللہ کہہ رہا تھا......وہ سب کی دعائیں لے رہے تھے......معشا رشرمائی لجائی سب سے مل رہی تھی......سب اس کی خوبصورتی کی تعریف کر رہے تھے......وہ اپنی تعریف سن سن کر نہال ہوتی جا رہی تھی......ہال میں پہنچی تو اس کی دونوں بیٹیاں پنک کلر کے فراک پہنے بھاگ کر ان کی طرف آئیں۔

''ان دونوں کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ہماری فیملی مکمل ہے۔'' بابر نے اس کی طرف جھک کر سرگوشی میں کہا۔

''ان کا ایک بھائی بھی ہونا چاہیے۔'' جانے کیسے اس کے منہ سے نکل گیا اور پھر اسے اپنی بے باکی پر خود ہی الجھن ہونے لگی اس نے اپنا ہاتھ زبردستی چھڑا لیا......بابر بھی لمحے بھر کے لیے اسے دیکھتا رہ گیا، پھر اسے بھی شرارت سوجھی۔

''آپ کی اس پہلی خواہش کا ہم بہت احترام کرتے ہیں......بندہ تو کوشش ہی کر سکتا ہے......باقی اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں۔''

وہ سن تو چکی تھی مگر بیٹیوں کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف رہی۔اس نے ایسے ظاہر کیا جیسے اس نے سنا ہی نہیں۔

''آپ چھپا نہیں سکتی آپ کے چہرے کی سرخی نے بتا دیا ہے کہ آپ نے میری بات سن لی ہے۔''

اس نے نظر بھر کر اسے دیکھا تو اس نے ذرا قریب آ کر کہا۔

''آپ کی نگاہیں آج مجھ سے زیادہ بول رہی ہیں ان کو جھکا ہی رہنے دو......سب مجھے نہیں آپ کو دیکھ رہے ہیں۔''

''سب میری قسمت پر رشک کر رہے ہیں......اس لیے دیکھ رہے ہیں۔''

''فکر نہ کرنا کہ کسی کی نظر لگ جائے گی......میں نے ساری نظریں پہلے ہی اتار لی تھیں اور صدقہ بھی بہت دیا ہے...... بے فکر ہو جائیں کچھ نہیں ہوگا......اور زندگی بھر کی دعائیں ایک ساتھ ہی قبول ہو گئی ہیں۔''

''خوابوں سے زیادہ تم نے اہتمام کیا ہے۔''

''حسین لوگوں کے لیے تارے بھی قدموں میں بچھا دیں تو کم لگتا ہے......سب کچھ بہت اچھا ہو گیا ہے مگر پھر آپ پر نظر اٹھتی ہے تو لگتا ہے کہ کچھ کمی سی رہ گئی ہے' اس نے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے آنکھ کے اشارے سے کہا......وہ کھوئی

کھوئی سی سوچ رہی تھی کہ......سب کچھ ہی خوابوں جیسا لگ رہا تھا......وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ اتنا اہتمام کرے گا اور اتنے ڈسپلن سے سب ہوگا......کھانے میں بھی دیسی اور عربی ڈشیں تھیں......کھانا بھی بہترین انداز میں پیش کیا گیا......سب کچھ ہی بہت اچھا ہو گیا تھا......ایک یادگار تقریب تھی جو سب کے دلوں میں مدتوں یاد رہے گی......سب مہمانوں نے جاتے جاتے بہت تعریف کی تھی۔بابر اس لیے خوش تھا کہ سب کچھ اس کی خواہش کے مطابق ہو گیا تھا اور معشار نے ایسا سوچا ہی نہیں تھا کہ وہ اسے اتنا چاہتا ہے......وہ جس طرح اسے دیکھ رہا تھا لگتا تھا کہ وہ جہاں جہاں قدم رکھ رہی ہے وہاں وہاں وہ اپنی آنکھیں بچھا رہا تھا......اس نے اتنا اہتمام کیا تھا جیسے کوئی اپنے خوابوں کو حقیقت کی دنیا میں دیکھنا چاہتا ہے۔

اس نے اپنی محبت کا اظہار آج کے اہتمام میں بھرپور طریقے سے کیا تھا۔اس اپنے سارے خواب پورے کیے تھے اور معشار جانتی تھی کہ وہ پہلی نظر میں گھائل ہو گیا تھا......مگر وہ اس کے جذبات اور احساسات کو ہمیشہ نظرانداز کرتی آئی تھی......نجانے کیوں اسے لگتا تھا کہ اس کا والہانہ پن عارضی اور وقتی ہے وقت گزرے گا تو سب ختم ہو جائے گا......مگر اس کی چاہت میں شدت آتی رہی......آج سب کچھ حقیقت بن کر اس کے سامنے تھا مگر اسے سب خواب سا لگ رہا تھا......اور جب وہ اس کا ہاتھ تھامے کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں ہر طرف گلاب، موتیا، نرگس، مروا، رات کی رانی کے پھولوں کے گلدستے رکھے تھے، کمرا اصل پھولوں کی خوشبو سے بھرا ہوا تھا، وہ ابھی کمرے کی سجاوٹ دیکھ ہی رہی تھی کہ اس کی نظریں بیڈ شیٹ پر آ کر ٹھہر گئی......پورا بیڈ پھولوں کی پتیوں سے بھرا ہوا تھا......ابھی وہ دیکھ ہی رہی تھی کہ اس نے پھولوں سے بھری بیڈ شیٹ اٹھا کر سارے پھول اس پر بکھیر دیے......اور والہانہ پن سے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا......اس کی بانہوں میں آ کر اس کے پیار کی حدت سے اس کا وجود قطرہ قطرہ پگھلنے لگا اور پہلی بار اسے محسوس ہوا کہ......محبت اس کو کہتے ہیں۔